کے

ایران میں

مترجم

الحاج مولانا سید محمد عباس قمر زیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ

ہم یہ طے کر چکے ہیں کہ جن کو زمین پر کمزور و بے بس کر دیا گیا ہے ان کو ہم امام بنائیں اور انہیں کو وارث بنائیں۔ (قصص)۔

پانچ مفتے

آیۃ اللہ

خمینی کے ایران میں

مرتبہ

الحاج مولانا سید محمد عباس قمر زیدی۔

محفوظ

ایجنسی

مارٹن روڈ امام باڑہ کراچی

سکریٹری جنرل :- موتمر علمائے امامیہ۔ پاکستان

ناشر:- مکتبہ معراج ادب ۲/۹۱۹ سادات کالونی فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸

نام کتاب : پانچ ہفتے آیۃ اللہ خمینی کے ایران میں

مرتب : الحاج مولانا سید محمد عباس قمر زیدی

تعداد اشاعت بار اول : ایک ہزار

تاریخ اشاعت : ستمبر ۱۹۷۹ء

ناشر : مکتبۂ معراج ادب کراچی

مطبع : انجمن پریس لارنس روڈ کراچی

قیمت : آٹھ روپیہ

ترتیب

حضرت آیۃ اللہ خمینی کا

موجودہ ایران



موتمر علمائے امامیہ پاکستان کے وفد کا

دورۂ ایران

ماہ جون ۱۹۷۹ء



ارکان وفد

حجۃ الاسلام علامہ سید ابن حسن نجفی ۔ حجۃ الاسلام شیخ علی مُدبّر نجفی

حجۃ الاسلام سید حسن ناصر الدین رضوی ۔ الحاج مولانا سید محمد عباس قمّی زیدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

حضرت حجۃ الاسلام علامہ سید ابن حسن صاحب نجفی
صدر مؤتمر علمائے امامیہ پاکستان

سفرنامہ ایک نہایت مفید معلومات افزا اور دلچسپ موضوع ہے۔ ماضی میں بہت سے سفرنامے لکھے جا چکے ہیں اور مستقبل میں خدا جانے اس عنوان پر کتنی قلم فرسائی کی جائے گی؟

لیکن زیرِ نظر مجموعے میں مسلمہ اور روایتی خوبیوں کے ساتھ بہت سی اہم اور امتیازی خصوصیات بھی پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر۔

ا۔ اس سفرنامے میں ایک جیتا جاگتا جذبہ ہے ایک جوش ہے ایک لگاؤ ہے۔ اور مقاماتِ کمال و جمال کے ساتھ ایک حیات آفریں پیغام ہے۔

۲۔ عزت مآب جناب مولانا سید محمد عباس قمر نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے خواہ وہ کلیات کے بارے میں ہو یا جزیات اور تفصیلات کے سلسلے میں اس میں کہیں بھی سنی سنائی حکایتوں کو کوئی دخل نہیں۔ موصوف ہر موقع پر اپنی بصیرت کے ساتھ موجود رہے ہیں اور اپنی بصارت سے ہر موقف کا جائزہ لے کر قاری کو شریکِ سفر فرماتے ہیں۔ غرض کہ زیرِ نظر اوراق میں عقل و آگہی کے دوش بدوش صداقت و اخلاص کا ایک عالم بھی نظر آتا ہے۔

۳۔ اس سفرنامے کی ایک منفرد خصوصیت یہ بھی ہے کہ ایک ملک کے آثارِ قدیمہ یا

چند شہروں کی گہما گہمی اور چہل پہل کا آنکھوں دیکھا حال نہیں بلکہ اس میں اس مثالی انقلاب کی عکاسی ہے۔ جس نے عالمی تاریخ کا راستہ بدل دیا۔ بین الاقوامی سیاست کا رُخ موڑ دیا۔ نیز احیائے اسلام کے لئے وہ مثال قائم کی جو آئندہ اس راہ میں چلنے والی تحریکوں کے لئے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ثابت ہوگی۔

۴۔ اس کتاب میں نہ تو رضا شاہ نامے والے فارس کی کہانی ہے اور نہ نام نہاد انقلاب سفید والی سرزمین شیر و خورشید کی پر فریب داستان ہے۔

حضرت مولانا سید محمد عباس قمر نے اپنی نگارش میں دولت جمہوری اسلامی ایران کی تصویریں دکھائی ہیں۔ یہ ایک دمیدہ ملک کا نقشہ ہے اس میں ایک خداداد مملکت کی جھلکیاں ہیں۔ نیز عصر حاضر کے لحاظ سے ایک بالکل نرالی ریاست اور بالکل اچھوتی سیاست کا تعارف نامہ ہے۔ اس میں اس ایران کی باتیں بیان کی گئی ہیں جو آیت اللہ خمینی کا آفریدہ ملک ہے۔ آج کا ایران حقیقی اسلام کا مسکن اور عظمت اسلام کی بدخشاں ترین علامت!

۵۔ یہ سفرنامہ جہاں ایران نو کی تازہ ترین معلومات کا بیش بہا ذخیرہ پیش کرتا ہے، وہاں نوجوان نسل کے لئے فعال ذہن ایک مثبت فکر اور اعلائے کلمۃ حق کی راہ میں غیر معمولی ہمت اور حوصلے کا سامان بھی فراہم کرتا ہے۔ پروردگار عالم مولانا قمر صاحب کی توفیقات میں مزید اضافہ فرمائے اور اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

ابن حسن نجفی

صدر

موتمر علمائے امامیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعتراف

حضرت حجتہ الاسلام مولانا شیخ علی مدبر صاحب قبلہ نجفی

اَلحمدُ لاهله والصلوٰۃ علیٰ اهلها

حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کسی انسان کے اخلاق و عادات مزاج و کردار کے جانچنے اور پرکھنے کا ذریعہ سفر بھی ہے ہمارے موجودہ مشترکہ سفر نے اس حقیقت کو ہم پر اور واضح کر دیا۔

ہمارا یہ سفر مقامات مقدسہ ایران کی زیارت اور نائب امام علیہ السلام کے شرف ملاقات کے حصول کے لئے کیا گیا تھا۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ غیبت امام علیہ السلام کے زمانہ میں مجتہد اعلم و عادل کو وہی حقوق حاصل ہیں جو امام وقت کو منجانب اللہ حاصل ہوتے ہیں۔ مجتہد جامع الشرائط کا کام صرف فتویٰ دینا ہی نہیں بلکہ ولایت عامہ (حکومت شرعی) کا منصب بھی اس کو منجانب امام حاصل ہوتا ہے حوالہ (عقاید امامیہ منتظری) اس لئے ان کی زیارت بھی عظیم سعادت ہے۔

میں نے اس عظمت کا احساس اپنے ہم سفر دوست مولانا محمد عباس صاحب قبلہ زیدی میں درجۂ کمال پر پایا۔ چنانچہ آپ جب کسی عالم دین سے ملاقات کے لئے جاتے تو نظر پڑتے ہی ذکر درود وصلوٰۃ آپ کی زبان پر جاری ہو جاتا اور نہایت احترام و عقیدت سے ملتے۔ مزاجاً بھی موصوف پابند نماز معروف ادعیہ و اذکار

شوقین زیارات و ملاقات علمائے نہاک کے عادی ہیں۔ کسی حدیث یا واقعہ کو غور سے سننا اور فوراً اپنی ڈائری میں قلمبند کر لینا آپ کی عادت میں شامل ہے۔

چونکہ حضرت آیت اللہ العظمیٰ نائب امام خمینی مدظلہ العالی کے آپ ابتداء ہی سے شیدا و معتقد ہیں جس کے ثبوت کے لئے آپ کی تصانیف موجود ہیں اس لئے موصوف کو آیت اللہ کی ملاقات کی لگن تھی بے کلی تھی شوق تھا اور مجھے اس اعتراف میں کوئی امر مانع نہیں کہ موجودہ سفر میں ان کا اہم حصہ ہے جس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ یہ شوق پورا ہوا تنا بلاق اور ہم نائب امام کی خدمت میں باریاب ہوئے تو اس وقت ہمارے ساتھ بحرین یا سعودی عرب کا وفد بھی تھا۔ پہلے بحرین کے عالم نے عربی میں سپاسنامہ پڑھا پھر علامہ نجفی صاحب نے فارسی میں جامع تقریر کی اور اس کے بعد نائب امام نے جواباً تقریر شروع کی تو مجمع میں مسرت کی لہر دوڑ گئی اور ہمارے دوست زیدی صاحب پر تو ایسی محویت طاری ہوئی کہ آپ نے جوش میں آکر حسب عادت بلند آواز میں سبحان اللہ کہہ کر داد دی تو حضرت آیت اللہ بے ساختہ ان کی جانب متوجہ ہو گئے تبسم چہرہ پر نمایاں ہو گیا اور مزاج میں ایسی تبدیلی آئی کہ نہایت خوشگوار انداز میں آتی دیر تقریر کو جاری رکھا کہ حاضرین و دیگر اہل قلم حیرت زدہ رہ گئے اور ہماری ملاقات ہمیشہ کے لئے یادگار ہو گئی۔

جہاں تک سفر کا تعلق ہے تو ہمارا سفر نہایت کامیاب رہا جس کا اندازہ اس سفرنامہ کے مطالعہ سے ہو جائے گا۔ جب دوران سفر محترم زیدی صاحب اپنی ڈائری میں کچھ لکھتے تھے تو میں سمجھتا تھا کہ یہ صرف عادتاً ایسا کرتے ہیں مگر

اب معلوم ہوا کہ ان اشاروں سے آپ نے مکمل سفرنامہ تحریر کر دیا اور کمال یہ کہ کوئی بات نظر انداز نہیں کی اور نہ کہیں اضافہ کیا بلکہ مکمل سفر کی تحریری صورت میں حقیقی تصویر پیش کر دی۔

میں موصوف کی اس محنت پر بے حد شکر گذار ہوں کہ آپ نے واقعی سفرنامہ کو تاریخی یادگار اور سفر کے لمحات کو پائیدار نقوش میں تبدیل کر کے حاسدین و کاذبین کے دہن کو قطعاً بند کر دیا۔

میں دست بدعا ہوں کہ خدائے تعالیٰ موصوف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہمیں پھر اس طرح مشترکہ سفر کی سعادت نصیب ہو آمین

علی مدبر نجفی
امام جماعت مسجد معصومین کراچی

احترام منبر

ابتدائیہ

از

مولانا سید محمد عباس قمر زیدی سکریٹری جنرل موتمر علمائے امامیہ پاکستان

بقول سعدی علیہ الرحمہ کسی خام کار کو پختہ کار بننے اور ناقص کو تجربہ حاصل کرنے کے بعد درجۂ کمال پر پہنچنے کے لئے سفر اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے۔ نیز خدائے بزرگ و برتر نے بھی انسان کو اپنی مقدس کتاب قرآن میں سیروا فی الارض، کا حکم دیکر سفر کی رغبت دلائی ہے۔ کیوں کہ ہر سفر اور ہر مقام کا سفر اضافۂ تجربہ کا موجب ہوتا ہے اور اس سے نئی نئی معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ اسی لئے بزرگوں کا شعار رہا ہے کہ انہوں نے سفر کے بعد اپنے تجربات و مشاہدات کو ضبط تحریر میں لاکر بعد میں آنے والوں کے لئے معلومات کا خزانہ چھوڑا ہے۔
چنانچہ آج بھی دنیا کی لائبریریوں میں مختلف سفرنامے تاریخی دستاویز کے طور سے نہایت اہمیت کے حامل قرار دیئے جاتے ہیں۔ لہٰذا کسی دور میں بھی سفرناموں یا سفری یادداشتوں کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔
اگر سفر اہم مقاصد کے لئے اہم حالات میں کیا جائے تو کوئی صاحب عقل

دشعور اس کی عظمت وافادیت سے انکار کر ہی نہیں سکتا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں نے اب سے پیشتر بھی مختلف ممالک کے سفر کئے جن سے بہت سے تجربات حاصل ہوئے لیکن ان کو کبھی ضبط تحریر میں لانے کی کوشش نہیں کی۔ مگر موجودہ سفر کی یادداشتوں کو سپرد قلم کرنے کی کئی وجوہات تھیں جن میں اہم ترین وجوہ دو ہیں اوّل یہ کہ یہ سفر اپنے پڑوسی ملک ایران میں ایک عظیم انقلاب کے بعد کیا گیا اور وہ بھی تنہا نہیں بلکہ علماء کے پر وقار وفد کی شکل میں ایران کے مذہبی وسیاسی عدیم المثال رہنما حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی کی شفقت خصوصی کے صدقہ میں چونکہ وطن کا ہر فرد حالات سفر معلوم کرنے کے لئے بے چین وبے قرار تھا اور علیحدہ علیحدہ بیان کرتے کرتے ممبران وفد تھک چکے تھے اس لئے متفقہ اصرار تھا کہ حالات سفر کو کتابی شکل دی جائے۔

دوسری وجہ یہ تھی کہ جس طرح عموماً اہل دنیا اور خصوصاً ممالک اسلامیہ کے لئے انقلاب ایران ناقابل برداشت ہو گیا اور آسانی سے یہ تلخ گھونٹ گلے سے نہ اتر سکا بالکل اسی طرح اکثر حاسدین ومعاندین ومنافقین اہل وطن ہمارے کامیاب سفر کو برداشت نہ کر سکے اور انہوں نے متفقہ طور سے معاشرے میں مختلف اشتباہات پیدا کرنے کی کوشش کی افواہ تراشی وبہتان طرازی کو اپنا شعار بنا لیا تقریراً وتحریراً مخالفت کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا انتہا یہ کہ رسالوں اور روزناموں میں عاقبت نااندیش افراد نے مضامین شائع کئے ہم نے ان سب پر صبر کیا اور مناسب سمجھا کہ اگر مکمل حالات سفر کو ضبط تحریر میں لایا گیا تو یہ اشتباہات خود بخود دور ہو جائیں گے اور رفتہ رفتہ یہ سفرنامہ

طبع ہو جائے گا۔ تو پھر تصدیق کے مواقع حاصل ہونے کی بنا پر ہر کاذب و مفتری نادم ہو کر خاموش ہو جائے گا۔

اس ذیل میں اگر صرف قومی رسائل میں کچھ تحریر کیا جاتا تو شاید ہم متوجہ بھی نہ ہوتے مگر نہایت افسوس ہے کہ نہایت بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ ایک مخصوص سیاسی جماعت کے رسالے اور اخبار میں خامہ فرسائی کی گئی وہ بھی یہ کہہ کر کہ یہ سب کچھ شیعہ صحافی کے قلم سے تحریر کیا جارہا ہے ہم نے ان مضامین کا جواب دینا قومی وقار کے منافی سمجھا اس لئے جب اس سلسلہ میں ہم سے رجوع کیا گیا تو صرف زبانی یہ جواب دے دیا کہ اول تو ابھی تک ہمیں مضمون نگار کے مذہب کی تحقیق ہی نہیں ہو سکی۔ اور اگر بفرض محال صحافی شیعہ ہے تو بھی یہ بات قابل تعجب نہیں کیوں کہ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ دست علی پر ظاہری بیعت کرنے والے پیٹ کی مجبوریوں کی بنا پر اکثر دستر خوان معاویہ پر نظر آئے ہیں لہٰذا ہم اپنے جد کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے صرف اس خیال کے پیش نظر کہ شاید مستقبل میں اس مجسمۂ نفاق سے کسی مرد مومن کا وجود منظر عام پر آجائے فراخدلی کے ساتھ معاف کرتے ہیں۔

بہر حال زیر نظر کتاب کو مکمل سفر نامہ تو نہیں کہا جا سکتا کیوں کہ سفر نامہ میں مقامات سفر کے اقتصادی، معاشرتی، تمدنی، جغرافیائی و سیاسی حالات پر تفصیلی روشنی ڈالی جاتی ہے اور اگر میں بھی ان لوازم کی پابندی کرتا تو کتاب بےحد ضخیم ہو جاتی اور نہ معلوم یہ سلسلہ کہاں جاکے ختم ہوتا اس لئے اس کتابچہ کو سفری یومیہ یادداشت یا ڈیلی ڈائری کہنا زیادہ مناسب ہوگا مگر مجھے امید ہے کہ اس برجستہ مختصر تحریر میں بھی مندرجہ بالا عناوین کی بھی کچھ جھلکیاں سامنے آجائینگی

اور مطالعہ کرنے والوں کی معلومات میں فوراً اضافہ ہوگا۔

جہاں تک انقلاب عظیم کے بعد ایران سے ان موضوعات کا تعلق ہے تو مختصر یہ ہے کہ واقعی ہر نقطۂ نظر سے یہ حیرت انگیز انقلاب ہے۔ کیوں کہ پورے انقلاب میں ایک متنفس بھی بھوک سے نہیں مرا بلکہ غذائی اشیاء کی کسی وقت کسی جگہ کوئی کمی نظر نہیں آئی اور نہ اب ہے۔ تمدنی انقلاب کی یہ حالت ہے کہ معاشرہ تبدیل ہوگیا قدریں بدل گئیں لامذہبیت کی جگہ مذہب نمایاں ہوگیا بداخلاقیوں کی جگہ اخلاق آگیا اور بے پردگی کی جگہ پردہ نظر آنے لگا، فقراء کا وجود تقریباً ختم ہوگیا۔ گویا اسلام وایمان کی حقیقی تصویر نگاہوں کے سامنے جلوہ فگن ہونے لگی ہر ہر قدم پر بھرے ہوئے بازاروں اور خریداروں کے جھرمٹ سے پتہ چلا کہ عموماً افلاس کا آس پاس بھی پتہ نہیں، چہروں کی تازگی اور مسرت کی جھلک سے یہ اندازہ ہوا کہ اس انقلاب سے ہر ایک فرد شاداں وخنداں ہے۔ البتہ گرانی جو انقلاب کا جزو اعظم ہے، ضرور ہے مگر قوت خرید جو مالی کیفیت کی آئینہ دار ہے سے پتہ چلا کہ یہ گرانی بھی ناقابل برداشت نہیں۔ ہاں سردست بے روزگاری کچھ زیادہ ہے کیوں کہ غیر ملکی ملازمتوں پر چھائے ہوئے تھے اب ان کو نکالا جارہا ہے جس سے جلد اس مسئلہ پر قابو پالینا دشوار نہ ہوگا۔

ہاں جہاں تک سیاسی نشیب وفراز کا تعلق ہے تو ابھی شاہ پرست بھی موجود ہیں اور ساواک کے سابقہ کارکن بھی نیز انتہائی ذلت آمیز شکست

سے دوچار ہونے والا ملک امریکہ بھی موجود ہے اور موقع پرست ملک روس بھی، مذہبی مخالفین بھی ہیں اور یہودی سازشی کار بھی اس لئے ابھی کافی مدت تک سیاسی بے چینی کا رہنا فطری امر ہے مگر ان جملہ امور کی اس بنا پر زیادہ اہمیت نہیں کہ داخلی اعتبار سے حضرت آیۃ اللہ خمینی کی قیادت مسلم ہے اور اسی فی صدی آبادی اور فوج ان کے حکم واشارہ پر جان دینے کو ہر وقت تیار ہے اور ظاہر ہے کہ جس ملک میں داخلی اعتبار سے استحکام کا ساز وسامان موجود ہو وہاں خارجی اثرات زیادہ نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ علاوہ ریشہ دوانی اور روڑے اٹکانے کے جن کو زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ بہت جلد ان حالات پر قابو پا لیا جائے گا۔ کردستان وخوزستان وبلوچستان اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں جن کو ایران میں زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔

چوں کہ ہمارے ذرائع ابلاغ خصوصاً اخبارات مغربی پریس سے ہمیشہ سے متاثر ہیں اور ایرانی اسلامی انقلاب کی صرف لفظاً تائید کرتے ہیں اس لئے ان میں ایران کے متعلق خبریں جو اکثر موجودہ انقلاب کے خلاف ہوتی ہیں بہت بڑھا چڑھا کر بیان کی جاتی ہیں۔ اور اچھی خبروں کو نمایاں مقام نہیں دیا جاتا، ایرانی ریڈیو اور اخبارات کی خبروں کو قطعاً تحریر نہیں کیا جاتا اسلئے ہمارے ملک میں یہی موضوع گفتگو بن جاتی ہیں۔ اور ہم دیگر ذرائع سے متعلق نہ ہونے کی بنا پر انہیں آمنا وصدقنا کہتے رہتے ہیں جب کہ اکثر آج کی خبر کی کل انہی اخبار میں تردید ہو جاتی ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہم ایرانی مسائل پر بغیر تحقیق گفتگو کرنے میں صبر اختیار کریں۔

دوسرے ایران کے صحیح واقعات کا علم نہ ہونے کے باوجود ہر شخص تنقید و تبصرہ اپنا فرض سمجھتا ہے درآں حالیکہ ہمیں ایسی صورت میں خاموشی اختیار کرنی چاہئے۔ مثلاً ایران میں نظام حکومت اور سزاؤں کے بارے میں عموماً چہ میگوئیاں رہتی ہیں جب کہ خود ایران میں اس ذیل میں ہر شخص مطمئن ہے اور کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ کیوں کہ جن لوگوں کو سزائیں دی جاتی ہیں ان کے مقدمات تفصیلی طور سے ٹیلی ویژن پر دکھائے جاتے ہیں مظالم کی فہرست پیش کی جاتی ہے مجرم اقبال جرم کرتا ہے اور خود کو سزا کا مستحق قرار دیتا ہے مگر اس سزا پر اعتراض نہیں ہوتا ہے جو بالکل عجیب بات ہے ایران کا ہر فرد ظالم کو سزا دینے میں خوش ہے اور سمجھتا ہے کہ سزا نہ دینا اور ظالم کو معاف کر دینا خود ظلم ہے کیوں کہ اس طرح نظام عدل قائم ہی نہیں ہو سکتا۔ مگر ہم بے چین رہتے ہیں۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ معاف کیوں نہیں کر دیا جاتا جبکہ حضور اکرمؐ نے فتح مکہ کے موقع پر سب کو معاف کر دیا تھا مگر یہ کہنے والے ہر گز یہ نہیں سوچتے کہ پیغمبر اکرمؐ نے مکہ میں کفار و مشرکین کو فروغ اسلام کے لئے معاف کیا تھا البتہ آپ نے ظالم و مجرم مسلمانوں کو کبھی معاف نہیں کیا کیوں کہ آپ احکام قرآن کے نافذ کرنے والے تھے لہٰذا قرآن کا فیصلہ اگر قاتل کے قتل کرنے کے لئے ہے تو حضورؐ ہر گز معاف نہیں

کر سکتے۔ کیوں کہ اگر سب ظالموں، قاتلوں، مجرموں کو معاف کرنا شروع کر دیتے تو احکام قرآنی کا نفاذ ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اسی طرح اگر موجودہ اسلامی حکومت ایران بھی ایسے ظالموں کو معاف کرتی تو حکومت کا قیام ہی مشکل تھا۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ شک و شبہ سے بالاتر ہو کر حالات کا جائزہ لیں اور جا و بے جا زبان کے استعمال سے گریز کرتے ہوئے خود کو گناہ سے محفوظ رکھیں کیوں کہ بقول قرآن اکثر ظن گناہ ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ بھی خیال فرمائیں کہ جب ایران میں سینکڑوں علماء و مجتہدین و مراجع تقلید جن کی شرعی ذمہ داریاں ہم سے زیادہ ہیں وہ ان حالات پر مطمئن ہیں خوش ہیں کبھی بھی احتجاج و اعتراض نہیں کرتے۔ درآں حالیکہ وہ ہم سے زیادہ عالم ہیں تو پھر ہم حالات سے لاعلم ہونے کے باوجود کیوں خود کو گنہگار کرتے ہیں۔

اگرچہ مجھے بطور ابتدائیہ اس طویل تحریر کی ضرورت نہ تھی مگر میرے احباب و مومنین نے مجبور کیا کہ چند شبہات کو رفع کروں اس لئے میں مجبور ہو گیا۔ چوں کہ میری یہ سفری یادداشت ہے جس کو بے کم و کاست اختصار کے ساتھ میں نے قلم برداشتہ تحریر کر دیا ہے اس لئے ممکن ہے بہت سی زبان وغیرہ کی غلطیاں باقی رہ گئی ہوں ان کے لئے معذرت خواہ و طالب اصلاح ہوں البتہ واقعات کی صحت کا میں ذمہ دار ہوں۔ ساتھ ہی ساتھ ان حضرات کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے اس ذیل میں کسی بھی طرح مجھ سے تعاون

فرمایا۔ خصوصاً علمائے ایران کا جن کی شفقت نے مجھے یہ یادداشت لکھنے کا موقع فراہم کیا۔ میں نے کتاب ہذا میں چند اہم تصاویر و دستاویزات وغیرہ بھی درج کر دی ہیں تاکہ قارئین کی دل چسپی کا سبب بن سکیں۔ اور ان سے سند قبولیت حاصل ہو سکے۔

عزیزی سید ضلیعی عباس سلمہ زیدی آرٹسٹ خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے کتاب ہذا کا ٹائیٹل اور ایران کا نقشہ بڑی دل چسپی سے بناکر عنایت کیا خدا ان کی محنت کو قبول فرمائے۔ نیز میں فوٹو فائن اسٹوڈیو گلبرگ ۹، کراچی کا بھی بے حد شکر گذار ہوں جنہوں نے بڑے شوق سے بغیر معاوضہ علمائے کرام کے فوٹو تیار کئے۔ بہر حال یہ ناچیز ہدیہ پیش خدمت ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

احقر الناس

سید محمد عباس قمر زیدی۔

سکریٹری جنرل موتمر علمائے امامیہ پاکستان۔

یکم ستمبر ۱۹۷۹ء

"جہادِ اکبر"

مجاہدِ اعظم حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ نائب الامام الخمینی کی اہم تقاریر کا اردو ترجمہ۔ رہنمایان قوم کے لئے درس ہدایت

علمائے کرام کے فرائض و ذمہ داریاں وغیرہ

کاغذ سفید۔ طباعت آفسٹ۔ قیمت پانچ روپے

۷۸۶

پس منظر

ہمارے پڑوسی ملک ایران میں انقلاب اسلامی کی تحریک تقریباً پچاس سال سے جاری تھی لیکن سال گزشتہ مختلف وجوہ کی بنا پر اس میں شدت پیدا ہوگئی سب سے بڑی وجہ ساواک کی حدوں سے گزری ہوئی سختیاں اور جاسوسی نظام کی شدید پابندیاں تھیں جن کی بنا پر شوہر زوجہ سے بھائی بہن سے بیٹا ماں سے اور دوست دوست سے دل کی بات کرنے کو ترس گئے تھے۔ ایرانی قوم کا ہر فرد علاوہ ساواک کے ملازمین کے جو ملک کی آبادی کا تقریباً چالیس فیصد حصہ تھے ، زندہ لاش بن چکا تھا۔ زندگی کی چہل پہل بالکل مصنوعی تھی اور گھٹن کا شکنجہ اس قدر شدید ہو چکا تھا کہ ہر شخص منتظر تھا کہ کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائے کہ وہ اس اذیت ناک زندگی سے چھٹکارا حاصل کر سکے۔ ناگہاں ظالم معزول شاہ کے کارکنوں نے ایرانی قوم کے راہنما جو جلا وطنی کی زندگی سرزمین نجف عراق میں بسر فرما رہے تھے یعنی حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید روح اللہ الموسوی الخمینی کے فرزند صالح و عالم باعمل سید مصطفےٰ الخمینی کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ یہ ایسا دردناک سانحہ تھا کہ ایرانی قوم جلا اٹھی اور مرحوم کے سوئم و چہلم کی مجالس کی صف عزا سرزمین ایران پر بچھ گئی۔ ان مجالس کا مقدس شہر قم سے آغاز ہوا جہاں حکومت نے گولیوں کی

بوچھار سے علماء و طلبہ کی کثیر تعداد کو موت کے گھاٹ اُتار کر جبر و تشدد کے ذریعے آوازوں کو دبانا چاہا لیکن ایکدم شہید ہونے والوں کی مجالس و احتجاجات کا سلسلہ شروع ہوا اور تھوڑی سی مدت میں پورا ایران آگ و خون کی لپیٹ میں آگیا۔ شاہی فوج اپنے پورے طمطراق سے ان احتجاجات کو دبانے کے لیے آگے بڑھی لیکن قربانیوں کی کثرت اور اہلِ ایران کی قوتِ ایمانی اور لاجواب "قیادت" نے شاہی کا چراغ ہمیشہ کے لیے گُل کر دیا۔

جھنجلاہٹ میں معزول شاہ نے حکومتِ عراق کو مجبور کیا کہ وہ مجاہدِ اعظم و رہبرِ انقلاب حضرت آیۃ اللہ کو ملک سے نکال دے۔ حکومتِ عراق نے تعمیل کی اور موصوف کو مجبور کر دیا کہ آپ عراق چھوڑ دیں۔ حضرت آیۃ اللہ نے مسلم ملک کویت جانے کی درخواست کی لیکن اس ملک نے آپ کو قیام کی اجازت نہیں دی۔ ایسے بیکسی کے عالم میں عظیم مجاہد نے عیسائیوں کے ملک فرانس کو اپنا مرکز بنایا اور فرانس کا چھوٹا سا گاؤں نوفل شاتو (لوپچ شپٹو) پوری دنیا کے لیے مرکزِ توجہ بن گیا اور عالم کی سیاست کا رُخ تبدیل ہو گیا۔

ایسے عالم میں جبکہ سرزمین پاکستان پر شاہ کے مظالم کے خلاف اور آیۃ اللہ کے تعارف کے لیے آواز بلند کرنا جرم سمجھا جاتا تھا ملت کا ہر فرد خوف زدہ تھا اپنے بیگانے بن چکے تھے کہ راقم الحروف نے ہمت کر کے ایک مختصر کتابچہ ۱۰ ذی الحجہ ۱۳۹۸ھ کو "پیامِ ایران کا مجاہد و آیۃ اللہ خمینی" تحریر کیا اور اس کو منظرِ عام پر لانے کی سعادت حاصل کی جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ میرے ساتھ مؤتمرِ علمائے امامیہ کے دیگر ارکان نے بھی ماہِ محرم میں اپنی تقاریر کے ذریعے موصوف کے تعارف اور اعلائے کلمۂ حق کے لیے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس طرح مؤتمر موجودہ انقلاب کی ابتدا ہی سے اس تحریک سے منسلک ہو گیا اور فرانس کے قیام سے خط و کتابت اور ٹیلی گراموں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔

حقیر کا کتابچہ بھی حضرت آیۃ اللہ کی خدمت میں پیرس پہنچ گیا۔ اس کتابچے کو عوام نے بڑی قدر دانی و محبت و خلوص سے پڑھا کر اتفاقاً یہ کتابچہ ان پوشیدہ ایرانی مجاہدین کے ہاتھوں تک پہنچ گیا جو سرزمین پاکستان پر تحریک انقلاب کے نگراں و کارکن تھے ان میں سے چند حضرات نے مجھ سے رابطہ قائم کیا اور میں خود بخود تحریک کے نشیب و فراز سے باخبر ہوتا چلا گیا۔ اب میرے جذبے میں شدت پیدا ہوتی چلی گئی اس کا خاص سبب عام مسلمانوں کی سرد مہری اور عدم تعارف کی بنا پر شیعیان پاکستان کی بے توجہی تھی میں نے فوراً دوسری کتاب "جنبش اسلامی ایران" یا "رہبر ما خمینی" تحریر کرنے کی سعادت حاصل کی جس پر ایران کے ایک مجاہد عالم نے تقریظ لکھی۔ یہ دانشمند سرزمین کراچی پر آقائی تقوی کے نام سے معروف تھے اور پاکستانی لباس میں ملبوس رہنے کی بنا پر ان کا پہچاننا بھی مشکل تھا کہ موصوف ایرانی عالم ہیں۔ دوسرے رفقاء میں آقائی موسوی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں جن کے متعلق آپ آگے چل کر پڑھیں گے۔ یہ حضرات آیۃ اللہ العظمیٰ کے آنے کی خبر سن کر یا کسی حکم کے تحت جلد ایران واپس چلے گئے اور مجھ سے ظاہری رابطہ ختم ہو گیا۔

مختصر یہ کہ حضرت آیۃ اللہ سرزمین ایران پر تشریف لائے محمد رضا شاہ دربدر ہوا، شاپور بختیار نے بھی ظلم کے پہاڑ توڑے مگر جلد روپوش ہو گیا اسطرح چند مہینوں میں ایران دو ہزار پانچسو سالہ شاہی کے شکنجوں کو توڑ کر ریفرنڈم کے ذریعے اسلامی جمہوریہ بن گیا۔

چونکہ مؤتمر نے ہر اہم موقعے پر اپنے تعلق کو باقی رکھا اس لیے ریفرنڈم کی کامیابی پر بذریعہ تار مبارکباد کا پیغام ارسال کیا۔ کراچی میں مختلف مقامات پر محافل و جشن منعقد کیے گئے جن میں ایرانی کونسل جنرل کو بھی مدعو کیا گیا۔ آخری جشن کے موقعے پر ارکان مؤتمر نے کونسل جنرل ایران مقیم کراچی سے خواہش کی کہ ہم کو ایران کا ویزا عنایت کیا جائے تاکہ ہدیہ تبریک براہ راست خدمت اقدس رہبر و مجاہد اعظم میں پیش کیا جا سکے۔ موصوف نے

ارشاد فرمایا کہ ویزا قطعاً بند ہے اس لیے آپ حضرات اپنا نام اور مقصد تحریر فرمادیں تاکہ میں وزارتِ خارجۂ ایران سے رجوع کرسکوں۔ ہم نے تعمیل کی اور صدرِ موتمر جناب حجۃ الاسلام علامہ سید ابن حسن صاحب نجفی نے ہمارے مندرجہ ذیل ناموں کی فہرست پیش کردی۔ علامہ عقیل ترابی صاحب سینئر نائب صدر، احقر سید محمد عباس قمر زیدی سکریٹری جنرل، حجۃ الاسلام جناب شیخ علی مدد صاحب ناظمِ مالیات و حجۃ الاسلام جناب سید حسن ناصر الدین رضوی صاحب ناظمِ نشر و اشاعت۔ تقریباً دو ماہ جواب کے انتظار میں گزر گئے۔ ہر مرتبہ یہ اطلاع کونسل جنرل صاحب کی جانب سے وصول ہوئی کہ ٹیلکس کے ذریعہ اجازت طلب کی گئی ہے لیکن ہنوز جواب نہیں آیا۔ شدتِ انتظار سے مجبور ہو کر ہم نے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ کی خدمت میں شہر قم تار ارسال کیا جس میں تحریر کردیا کہ ہم اہلِ پاکستان کی جانب سے ہدیۂ تبریک پیش کرنے کے لیے حاضرِ خدمت ہونا چاہتے ہیں لیکن دو ماہ سے زیادہ گزر جانے کے باوجود بھی کونسل خانۂ ایران نے ہمیں کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا اور ویزا جاری نہیں کیا جاسکا اب ہم بھی تقریباً ناامید ہو چکے تھے کہ اتفاقی طور سے عالمِ یاس و اضطراب میں ہم کو مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۷۹ء کو کونسل ایران جناب دلیری صاحب کی جانب سے اطلاع دی گئی کہ آپ حضرات فوراً پاسپورٹ لے آئیں تاکہ ویزا جاری کیا جاسکے۔ آپ کے ویزے کے لیے وزارتِ خارجہ ایران نے فوری حکم دیا ہے کیونکہ وزارت خارجہ سے حضرت آیۃ اللہ خمینی نے جواب طلب کرلیا ہے اور حکم دیا ہے کہ ان حضرات کو ویزا جاری کرکے مجھے بذریعہ ٹیلکس تم اطلاع دی جائے۔

پہلا ہفتہ

ہم نے پاسپورٹ پیش کیے جس پر تین ماہ کا ویزا "رواداید ورود" ہم کو جاری کردیا گیا۔

صرف علامہ عقیل ترابی صاحب کراچی سے باہر رہنے کی بنا پر دیزہ حاصل نہ فرما سکے۔
اس درمیان تیزی سے ہم نے سفر کے انتظامات مکمل کیے اور طے کیا کہ ہمارے سفر کی نوعیت کچھ اس طرح ہو گی کہ پہلے مشہد مقدس پہنچ کر روضۂ امام علی الرضا علیہ السلام میں حاضری دیں گے اور پھر قم پہنچ کر زیارت جناب معصومۂ قم کی سعادت حاصل کر کے نائب امامؑ کی زیارت سے مشرف ہوں گے۔

اتفاقاً اس دوران ہمارے ایک ساتھی مولانا شیخ علی مدبر صاحب اسکردو بلتستان تشریف لے گئے تھے، ان کا انتظار بھی ضروری تھا چنانچہ موصوف حیرت انگیز طور پر واپس کراچی تشریف لے آئے۔ اس طرح چار افراد پر مشتمل یہ مختصر وفد نہایت عقیدت و خلوص کے ساتھ اپنی قسمت پہ ناز کرتا ہوا حضرت علامہ نجفی کی قیادت میں ۱۰ مئی ۱۹۹۰ء بروز پنجشنبہ بذریعہ پی آئی اے روانہ ہونے کے لیے کراچی کے بین الاقوامی ائیرپورٹ پر صبح سات بجے پہنچ گیا۔ امام ضامن کی بارگاہ میں حاضری کے لیے امامِ ضامن سے ہاتھ بھرے ہوئے، اعزاء و اقارب کے علاوہ ہیئت آئمہ مساجد کے ارکان اور دیگر احباب خدا حافظ کہنے کے لیے موجود عزیزی شمیس الحسن نجفی کیمرہ بدست نہایت مستعدی کے ساتھ گروپ فوٹو لینے کے لیے بے چین چند منٹ میں ان لوازمات سے فارغ ہوئے اور اب سفر کی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے جلد سامان کے وزن ہیلتھ کے سرٹیفکیٹ کی چیکنگ اور امیگریشن کی کارروائی مکمل کروانے کے بعد جہاز پر سوار ہونے کے لیے تیار ہو گئے۔ مذکورہ امور میں بھی کوئی خاص زحمت نہیں ہوئی۔

ایک مرتبہ پھر سب سے رخصت ہوئے اور آٹھ بجے صبح پی آئی اے کے بوئنگ طیارے میں سوار ہو گئے کچھ دیر بعد سیڑھی ہٹا دی گئی اور طیارہ ٹھیک ۸ بجکر ۵ منٹ پر

فضا میں بلند ہو گیا جس کی بلندی سے کراچی کی فلک بوس عمارتیں چھوٹے چھوٹے مکانات میں تبدیل ہو گئیں اور ہم مادیت کے گرد و غبار سے نکل کر روحانیت کے انوار میں محو ہو گئے۔ مقصد کی بلندی اور منزل کی بزرگی نے خیالات میں طوفان برپا کر دیا کہ اتفاقاً جہاز کے عملے نے نہایت اخلاق و مستعدی سے جس کے لیے پی آئی اے پوری دنیا میں مشہور ہے چائے پیش کرنے کا انتظام کیا، طیارہ تقریباً دس ہزار فٹ کی بلندی پر پرواز کرتا ہوا صرف ایک گھنٹہ بعد ۹ بجکر بیس منٹ پر نہایت پُرسکون و خوشگوار طور پر کوئٹہ ائرپورٹ پہنچ گیا۔ زاہدان جانے کے لیے مسافروں کی تعداد زیادہ نہ تھی اور کوئٹہ آنے والے مسافر بھی زیادہ نہ تھے اس لیے جہاز میں کافی گنجائش مسافروں کے حسب منشا بیٹھنے کے لیے موجود تھی۔ چنانچہ ہم چاروں نے کھڑکی کے قریب بیٹھنے کو ترجیح دی تاکہ مناظر قدرت سے لطف اندوز ہونے میں آسانی پیدا ہو سکے۔ تقریباً ایک گھنٹہ یہ جہاز ائرپورٹ پر رکا رہا چند سکھ مسافر اور چند ایرانی مسافر جو ہندوستان سے آئے تھے سوار ہوئے۔ ائرپورٹ پر فوج کی نگرانی قابل توجہ تھی کہ دوبارہ سوار ہونے کا اعلان ہوا اور تقریباً ۱۰ بجکر بیس منٹ پر جہاز زاہدان کے لیے روانہ ہو گیا اور ایک گھنٹہ کی پر لطف و خوشگوار پرواز کے بعد ہم خیالات و تخمینہ کے ذریعہ اپنے وطن عزیز کی سرحدوں کو خدا حافظ کہتے ہوئے ٹھیک ۱۱ بجے زاہدان "فرودگاہ" یعنی ائرپورٹ پر اتر گئے۔ گویا اب ہمارے قدم اس مقدس ملک کی سرزمین پر پہنچ چکے تھے جس کے اسلامی انقلاب و جہاد اور قربانیوں نے پوری دنیا کو انگشت بدنداں کر دیا تھا۔ آج کا ایران عالم کے جغرافیہ میں عظیم اسلامی ملک ہی نہیں بلکہ عزم و استقلال اور قوت ایمانی کا مثالی نشان تھا۔ آج اس سرزمین کا چپہ چپہ ہمارے سلام کا مستحق اور دنیا کی عظیم مادی طاقتوں کے مقابل ایمان کی

شمع فروزاں تھا۔

مجھے پندرہ سال بعد اس زمین پر قدم رکھنے کی عزت حاصل ہوئی تھی میں سنہ ۱۹۶۲ء میں اس وقت اس زمین سے گزرا تھا جب حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ طہران کے قید خانے میں اسیر کیے گئے تھے۔ گویا میں نے تحریک کا خون آلود آغاز بھی دیکھا تھا۔ اور اب لالہ زار انجام بھی میری نظروں کے سامنے تھا۔ اس وقت زاہدان ایک چھوٹا سا قصبہ تھا۔ کچے مکانات اسٹیشن وائرپورٹ پر چوری کا خطرہ خوف و دہشت کی کیفیت ہر قلب پر چھائی رہتی تھی مگر ابھی ائرپورٹ سے اندازہ ہوا کہ زاہدان بالکل تبدیل ہو چکا ہے اب یہ خوبصورت شہر ہو گیا ہے جس کا پہچاننا بے حد مشکل ہے ائرپورٹ کے مراحل سے گزرنے کے بعد بذریعہ ٹیکسی ہوٹل "آریہ" کی جانب چاروں طرف سبزہ زار خصوصیت سے دو رویہ قطاروں میں حسین کوہستانی سپیدے کے درختوں سے بہترین سڑک پر سفر طے کرتے ہوئے چند منٹ بعد ہم پہلی منزل پر پہنچ گئے۔ خوش اخلاق ملازمین نے ہاتھوں ہاتھ کمرے میں سامان پہنچایا اور چائے کا انتظام کیا۔ کیونکہ ایران ائر کی سروس دوسرے دن تھی جو ہمیں مشہد پہنچانے والی تھی۔ اس لیے ہم ایک دن زاہدان میں قیام کے لیے مجبور تھے۔ تھوڑی دیر آرام کیا پتہ چلا کہ اب پاکستان و ایران کے وقت میں آدھ گھنٹہ کا فرق ہو چکا ہے۔

دوپہر کے ایرانی کھانے سے فارغ ہو کر ظہر کے وقت ہم زاہدان کی سب سے بڑی شیعہ مسجد میں نماز کے لیے گئے۔ مسجد نہایت وسیع، برابر میں عزا خانہ جس میں عورتوں کی نشست کا معقول انتظام ہے۔ ادائیگی نماز کے بعد شہر دیکھا تو اندازہ ہوا کہ موجودہ انقلاب کے حیرت انگیز اثرات ہیں۔ اسلامی آثار چپہ چپہ پر نمایاں ہیں۔ چادر پوش عورتیں خوش و خرم بچے عوام کے

اخلاق میں حیرت فزا تغیر، دیواروں پر اسلامی انقلابی نعرے، روس وامریکہ و اسرائیل سے تنفر کا اظہار، حضرت آیۃ اللہ کی قیادت پر کلی اعتماد۔ علماء کی عزت میں یادگار اضافہ کیونکہ جب ہم بازار و خیابان سے گزرتے تھے تو چاروں طرف سے باعزت سلام سے استقبال ہوتا تھا مگر میان شہر پہنچ کر حیرت میں اضافہ ہی اضافہ ہوا، اس لیے کہ کسی مقام پر پولیس کا کوئی ملازم نہیں۔ ٹریفک جاری، خود کار کنٹرول سسٹم مگر چوراہوں پر سپاہی کا نام ونشان نہیں۔ پورے شہر پر مختلف اسلامی بینرز لگے ہوئے کوئی دوکان ایسی نہیں جس میں زیبائے اعظم و رہبر عالی قدر کی تصویر نہ ہو۔ وہ سکھ جو مدتوں سے آباد ہیں اور اب ایران ان کا وطن ہے سب کاروبار میں مشغول ہیں اُن کی دوکانوں پر بھی آیۃ اللہ خمینی کی تصاویر جلی بلند آویزاں۔ غرض اس سرحدی شہر میں انقلاب کی یہ خوشگوار تبدیلی دیکھ کر ہم حیرت زدہ ہو گئے۔ شہری زندگی میں عقاید کے فرق کی بنا پر کسی قسم کی بدمزگی کے آثار نہ تھے

اب ہماری زبان بھی بدل چکی تھی اور ہم مجبور تھے کہ فارسی زبان میں گفتگو کریں۔

شہر کے حیرت انگیز مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے وقت عصر ہم نے طے کیا کہ پروگرام کے آغاز میں ایران کے صوبہ سیستان و بلوچستان کے ممتاز مذہبی رہنما اور موجودہ تحریک کے مجاہد جناب آیۃ اللہ کفعمی سے ملاقات کی جائے کیونکہ ہمیں علم ہو چکا تھا کہ آیۃ اللہ کفعمی کی حیثیت و اختیارات صوبے کے گورنر سے زیادہ ہیں۔ منزل کا پتہ معلوم کیا اور ہم روانہ ہو گئے۔ گورنر ہاؤس کی طرف، لیکن گورنر ہاؤس کا حال اور انتظامیہ کا احوال کچھ یوں نظر آیا کہ ایک تپلی سی گلی کے آخری نکڑ پر چھوٹا سا مکان جہاں نہ کوئی سپاہی نہ پاسبان۔ ہم نے گھنٹی بجائی تو آیۃ اللہ کفعمی خود دروازہ پر موجود، اسی سال سے زیادہ عمر کے بڑھے مگر جوانوں سے زیادہ مستعد تھا۔۔ شفقت محبت سے ہمارا استقبال

کیا۔ اپنی نشست گاہ میں پہنچ کر زمین پر قالین کے فرش پر ہم کو بٹھایا خود متعدد ٹیلیفون سیٹس کے درمیان تشریف فرما ہو کر ہمارے لیے چائے بنانے لگے اور ساتھ ہی ساتھ بذریعہ ٹیلی فون مختلف انتظامی فیصلے بھی صادر فرمانے لگے۔ جب ہمارے ایران پہنچنے کی غرض و غایت معلوم ہوئی تو فوراً ارشاد فرمایا کہ ہوٹل میں کیوں قیام کیا فوراً اپنا سامان یہاں لے آؤ، میں میزبانی کا شرف حاصل کروں گا۔ آپ امام کی ملاقات کے لیے آئے ہیں، جب ہم نے صبح کی مشہد روانگی کا ذکر کیا تو موصوف کا اصرار پیہم بڑھتا رہا تاہم ہماری مجبوری کے پیش نظر خاموش ہو گئے۔ پاکستان کے حالات معلوم فرماتے رہے۔ کچھ دیر بعد ایک صاحب ایک اجتماعی درخواست لے کر آئے، آپ نے درخواست پڑھنا شروع کی اور جو صاحب درخواست لے کر آئے تھے انھوں نے چائے کا کام سنبھال لیا، ہم چائے پی رہے تھے کہ موصوف نے ہم سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا کہ اس درخواست کا تعلق پاکستانی حضرات سے ہے۔ اس سے قبل بھی اس قسم کی متعدد درخواستیں میرے پاس آ چکی ہیں بات صرف اتنی ہے کہ بعض فنی وجوہ کی بنا پر ان حضرات کو زاہدان کی سرحد سے پاکستان جانے کی اجازت نہیں مل رہی لیکن اس سلسلے میں، میں نے اپنا فیصلہ دے دیا ہے کہ صرف فنی وجوہ کی بنا پر لوگوں کو پریشانی میں مبتلا نہیں کرنا چاہیے اور پھر پاکستانی تو ہمارے انتہائی عزیز دوست ہیں ہمارے بھائی ہیں ان کی تکلیف ہماری اپنی تکلیف اور راحت ہماری اپنی راحت ہے۔ آیۃ اللہ کفعمی کے پاس پورے صوبہ کے اہم مسائل فیصلے کے لیے آتے ہیں جن میں مذہب وملت کی کوئی قید نہیں چنانچہ آپ نے ہم سے جناب مولانا عبدالعزیز صاحب سنی المذہب سے ملاقات کا حال سنایا اور پھر جب ہم نے بلوچستان کی موجودہ صورت حال کو پوچھا تو آپ نے فرمایا بالکل اطمینان بخش ہے سنی حضرات کلی طور پر مطمئن ہیں لیکن کبھی کبھی

بیرونی طاقتوں کے ایجنٹ امنِ عامہ کا مسئلہ پیدا کرنے کی سعی کرتے ہیں مگر انشاء اللہ وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ جملہ اہلِ سنت کے علماء و غیر علماء سے میرا براہِ راست تعلق وابستہ ہے۔ وہ سب خوش ہیں اور موجودہ اسلامی انقلاب سے بحید مسرور ہیں۔ نیز خود آیت اللہ خمینی اس جانب خصوصی طور سے متوجہ ہیں۔

ہم کو اس بزرگ شخصیت سے ملاقات کر کے بے حد مسرت ہوئی اور بڑا اطمینان ہوا کہ ہمارے اس قدر بزرگ علماء پوری سیاست سے کس قدر آشنا ہیں اور دینی ذمہ داریوں سے کس حد تک باخبر۔ ہم مغرب و عشا کی نماز سے فارغ ہو کر ہوٹل آ گئے اور شب کو جیلے ساتھی معتمد نشر و اشاعت حسن ناصر الدین نے محفل کو اپنے لطائف سے زعفرانِ زار بنائے رکھا۔

ہمیں زاہدان میں کچھ کرنسی تبدیل کرانے کی ضرورت پیش آئی تو معلوم ہوا کہ پاکستانی روپے کے مقابل تومان کی قیمت کم ہے اور سو روپیہ کے ایک سو چار تومان مل رہے ہیں ہم نے یہ خیال کر کے کہ شاید آگے بھی ایسا ہی نرخ ہوگا نہایت مختصر کرنسی تبدیل کی کیونکہ حکومت نے ہم کو ڈالر کے ٹریولر چیک عنایت فرمائے تھے مگر آگے بڑھ کر یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ صرف سرحدی شہر ہونے کی بنا پر یہ نوعیت تھی۔

ہم ۱۱ مئی کو صبح سویرے بیدار ہوئے ضروریات و نماز سے فارغ ہو کر ۷ بجے صبح زاہدان ایرپورٹ (فرودگاہ) پہنچ گئے کیونکہ ۸½ بجے ہوا پیمائے ملی ایران کا جہاز طہران سے آ کر مشہد روانہ ہونے والا تھا۔ ہم نہایت اطمینان و پُر مسرت جذبات کے ساتھ ایران ایر کے بوئنگ جہاز میں ۸½ بجے سوار ہوئے ٹھیک ۸¾ بجے جہاز فضا میں بلند ہوا پرواز سے قبل مطلع کیا گیا کہ انشاء اللہ جہاز تقریباً تیس ہزار فٹ کی بلندی سے پرواز کرتے ہوئے ایک گھنٹہ پانچ منٹ میں مشہد مقدس کے ایرپورٹ پر اترے گا اور سفر خوشگوار

رہے گا۔ اعلان فارسی و انگریزی زبان میں نشر کیا گیا۔ یہ جہاز تیزی کے ساتھ سر بفلک پہاڑ کی چوٹیوں کو سر کرتا ہوا بادلوں کو اپنے پروں سے چیرتا ہوا صحیح سمت متعین کر کے ہوا کے دوش پہ پر سکون طور پر روانہ ہو گیا اب نہایت غور و خوض سے دیکھنے کے باوجود آبادیوں کا کہیں نام و نشان نہ تھا صرف دریا اور پہاڑ پتلی لکیر اور معمولی ٹیلوں کی شکل میں نظر آ رہے تھے۔ راست و چپ اونچے اونچے پہاڑوں پر برف کی تہہ جمی ہوئی سورج کی سنہری روپہلی کرنوں میں فطری حسن و جمال کی دلکش جھلک کے لیے دعوتِ نظارہ دے رہی تھی۔ ہم خیالات کی رنگینیوں میں کھوئے ہوئے اپنے سفر کی روحانی منزل کی جانب رواں دواں تھے کہ سیٹ کے سامنے چائے کی ٹرے درست کی گئی جہاز کا عملہ پہلے بے نیاز سا تھا شاہی دور نے شاید مزاج ہی ایسا بنا دیا ہو یا رنگ کی سپیدی نے احساسِ برتری کا جذبہ ہر فرد میں پیدا کر دیا تھا۔ ہماری پی آئی اے کا عملہ ان کے مقابلہ میں زیادہ مستعد خوش اخلاق مہربان و خدمت گزار تھا لیکن کوئی سوال کرنے پر فارسی زبان میں جواب کی شیرینی نازک لہجہ میں کانوں میں رس انڈیل رہی تھی کہ اتفاقاً جہاز کے ایک انجینئر ہمارے پاس آئے اور ہم متعارف ہوئے۔ جب انھیں بتایا گیا کہ ہم حضرت آیۃ اللہ خمینی کی ملاقات کے لیے پاکستان سے آئے ہیں تو یہ صاحب بہت متاثر ہوئے اور جناب حجۃ الاسلام مولانا شیخ علی مدبر کے دریافت کرنے پر انھوں نے شاہی دور کے ظلم و ستم کی داستان شروع کر دی مگر پھر اختصار کو کام میں لاتے ہوئے موصوف نے فرمایا کہ اگر پہلوی دور کے مظالم کو ضبطِ تحریر میں لایا جائے تو تقریباً سو سال کا عرصہ بھی اس کے لیے ناکافی ہو گا۔ حضرت علامہ ابن حسن صاحب بھی حسب عادت سگریٹ نوشی میں محو اور اس فکر میں غلطاں رہتے کہ اب انگلش سگریٹ مل سکے گی یا نہیں کیونکہ موصوف کا کراچی کا کوٹہ ختم ہو چکا تھا اور امریکن سگریٹ سے آپ کچھ

نفرت تھی۔ حجۃ الاسلام حسن ناصر الدین صاحب دورانِ پرواز ایک نمبر دے چکے تھے کہ جہاز میں ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی جس کے بعد بیلٹ باندھنے کی ہدایت اور سگریٹ نوشی کی ممانعت کی گئی کیونکہ جہاز فرودگاہِ مشہد پر اترنے والا تھا۔ بلندی سے نیچے آنے کے لیے ہلکے ہلکے جھٹکے محسوس ہوئے اور تھوڑی دیر بعد مشہد شہر کے آثار نمودار ہو گئے ہماری زبانوں پر درود جاری ہوا اور چاروں طرف نظریں سلطانِ عرب و عجم کے روضہ کے سنہری گنبد کو تلاش کرنے لگیں۔ رسولِ اسلام کا آٹھواں فرزند علی الرضا مدینہ سے دور غریب الغربا بن کر اس سرزمین پر آیا۔ ماموں رشید کے زہر آلود انگوروں نے بظاہر آپ کا کام تمام کر دیا اور اپنی شاہی کے بچانے کا انتظام کیا لیکن بہت جلد ماموں ہمیشہ کے لیے برباد اور مستحق لعنت قرار دے دیا گیا لیکن غریب مسافر آج تک دلوں پر حکومت کر رہا ہے آج اس عظیم امام کی بارگاہ مرجعِ خلائق ہے۔ بڑے بڑے شاہوں کے تاج اُس کی چوکھٹ پر سجدہ ریز ہوتے ہیں اور حاجت مند و مظلوم و مغموم سکون و راحت و اُمید کی جھولیاں اس دربار سے بھر بھر کے جاتے ہیں۔ ارشادِ رسولؐ کے اعتبار سے یہ روضہ نہیں بلکہ جنت کا ایک ٹکڑا ہے جہاں دن رات بغیر قید موسم عبادت ہی عبادت ہے اور ملائکہ کے ہجوم میں انوار کی بارش ہی بارش ہے۔ ہم تاریخ کے ان لافانی نقوش کو بڑی تیزی سے اپنی عقیدت کی نگاہوں سے دیکھ رہے تھے کہ جہاز معمولی جھٹکے کے ساتھ زمین پر اترا اور پھر فرودگاہ کے سامنے جا کر ٹھہر گیا ہم نے جہاز سے مشہد مقدس کی پاک زمین پر قدم رکھا تو روح فخر سے جھوم اٹھی اور بیساختہ دل نے کہا کہ "ہم کہاں اور اس دورِ پابندی میں زیارت روضۂ امام کہاں ہے"۔

مشہد کے ایرپورٹ کو حیرت سے دیکھا۔ جدید طرز کا وسیع ایرپورٹ سامان لانے کا خودکار مشینوں سے بہترین انتظام تین منزلہ عمارت، زیرِ زمین بازار اور مسجد، بالائی منزل

پر رستوراں وغیرہ غرض بڑا دلکش ایرپورٹ ہے قیمتی پتھروں کی عمارت اپنے حسن و حسین انتظام میں لاجواب ہے ۔ یہاں نہ کسٹم ہوا اور نہ سامان کی چیکنگ ۔ چند منٹ میں سامان آگیا اور ٹیکسی کے ذریعے اپنی منزل کی جانب رواں ہو گئے ۔ چند منٹ کے بعد ہماری ٹیکسی بدلے ہوئے مشہد کے اہم خیابانوں سے گزرتی ہوئی اور روضۂ اقدس کا نصف طواف کرتی ہوئی خیابانِ امام رضاؑ کے کونے پر رکی ۔ ڈرائیور نے کہا کہ منزل آگئی ہے ۔ سامان اتارا اور اپنے جائے قیام یعنی مسافر خانہ خوجۂ نو کا جو حبیب گروپ کا کرایہ پر لیا ہوا واحد پاکستانی مسافر خانہ ہے ' پتہ معلوم کیا اس میں کوئی دقت نہیں ہوئی کیونکہ علامہ نجفی صاحب قبلہ اس مسافر خانہ میں پہلے بھی جب بغرض زیارت آئے تھے تو قیام فرما چکے تھے ۔ اس مسافر خانہ میں چند سال سے میرے بزرگ سید غلام السبطین صاحب زیدی مسافروں کی خدمت میں سیٹھ صاحبان کی جانب سے مصروف خدمت رہتے تھے مگر آجکل پاکستان تھے اس لیے موصوف نے موجودہ منتظمۂ مسافر خانہ ایک ایرانی خاتون ' زہرا خانم کے نام تعارفی خط دے دیا تھا ابھی ہمارا سامان سڑک کے کنارے ہی رکھا تھا اور ہم مزدور یعنی حمال کی جستجو میں تھے کہ ایک ایرانی نے بڑھ کر کہا کہ کیا تلاش ہے زمانہ بدل گیا ' ایران تبدیل ہو گیا اب حمال کہاں ' پوچھا کیوں ' تو جواب ملا کہ فسادات اور ہنگاموں کی وجہ سے زائرین کی آمد و رفت گزشتہ زمانہ میں کم تھی اب امام خمینی نے سب کو کام پر لگا دیا ۔ اب حمال نہیں ملتا ۔ ہم حیرت زدہ ہوئے قدرے متفکر تھے کہ ایک نوجوان موٹر سائیکل سوار آگے بڑھا اور ہمارے سامان کو اپنی گاڑی کے ذریعے مسافر خانہ پہنچانے لگا تقریباً تین پھیروں میں سب سامان پہنچا دیا ہم نے کچھ معاوضہ دینا چاہا تو ہنس کر کہنے لگا ' معاوضہ لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ تو

امام رضاؑ کے زوار اور آیت اللہ خمینی کے مہمان ہیں ہمارے پاکستانی بھائی ہیں یہ کہہ کر ہنستا ہوا چلا گیا۔ اس انقلاب پر ہم انگشت بدنداں تھے۔ زہرا خانم کو خط دیا جس کو پڑھ کر ہنسا اور نہایت پُرمسرت انداز میں ہمارے لیے فوراً کمرے کا بندوبست کر دیا جس میں جملہ سہولتیں موجود تھیں۔ ہم اپنی قسمت پہ نازاں تھے کہ آج جمعہ کے دن زیارت امام رضا علیہ السلام سے مشرف ہوں گے۔ کچھ دیر آرام کیا غسل کیا دوپہر کا کھانا کھایا اور بعد از ظہر نہایت متانت و طہارت کے ساتھ پُروقار طور پر روضۂ اقدس کی جانب روانہ ہو گئے اب ہمارے لیے اطرافِ حرم کا پہچاننا دقت طلب ہو گیا۔ چاروں طرف تقریباً تین سو گز چوڑا سبزے کا لان اس کے بعد نہایت صاف و شفاف مدوّر سڑک اور پھر حرم محترم! عجب دلفریب منظر گویا کسی نے سبز فرش پہ ایک بیر بہوٹی کو بٹھا دیا ہو اس مسافرخانے سے حرم کا فاصلہ زیادہ نہ تھا کیونکہ امام کے موزہ یعنی عجائب گھر کے بالکل سامنے یہ مسافرخانہ ہے ہم صحن نو سے گزرتے ہوئے بابِ طلا پر پہنچے کفش برداری کو جوتے سپرد کیے اور آنِ واحد میں اپنے سروں کو امام کے سنگِ آستاں پہ رکھ دیا بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ اب جو سر اٹھایا تو اتنا بلند تھا کہ بڑے بڑے شاہ ایچ نظر آنے لگے مادی وجاہتوں کا وقار ختم ہو گیا دنیا کی حقیقت نظروں سے گر گئی۔ زیارت پڑھ کر ایسا محسوس ہوا کہ دل کو سکون مل گیا اپنے کسی ایسے بزرگ ہمدرد کے سایۂ عاطفیت میں آ گئے جس کے پاس پہنچنے کا بے حد اضطراب تھا اور بلانے والے کو بڑا انتظار حرم زائرین سے بھرا ہوا ضریح تک پہنچنا دشوار تھا کہ ادھر نظروں نے حسرت سے جالیوں کو دیکھا اُدھر کسی غیبی طاقت نے سہارا دیا کہ آنِ واحد میں لب سنہری جالیوں سے چسپاں تھے۔ اس قدر زائر نوازی اتنی محبت اور ایسی ذرہ پروری

علاوہ محمد صلعم کے گھرانے کے نہ دیکھی نہ سُنی۔ بڑے بڑے شاہوں کی بارگاہیں ویران ہو گئیں سلطنتیں اُجڑ گئیں، آثار پامال ہو گئے لیکن کیا کہنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانے والو! تمہارا کہ جس زمین پر تمہارا نقشِ قدم ثبت ہو گیا وہ خلائق کی سجدہ گاہ اور نزولِ ملائکہ کا محور بن گیا۔ دلوں پہ تمہاری حکومت ابدالآباد تک قائم ہو گئی۔ تمہاری بارگاہوں پر اپنوں اور غیروں کے سر ہی نہیں دل بھی سجدہ کرتے ہیں اور ہمیشہ کرتے رہیں گے۔

بعد زیارت نمازیں ادا کر کے حرم سے باہر آئے شہر کی نوعیت پر نظر ڈالی تو حیرت در حیرت کہ یہ اُس ملک کا مقدس شہر ہے جو چند ماہ قبل خاک و خون میں غلطاں تھا توپوں کی گھن گرج، مشین گنوں کی فائرنگ اور ٹینکوں کے حملہ کی وجہ سے زمین لالہ زار بن گئی تھی اور انسانیت بہیمیت و شیطنت کا ماتم کر رہی تھی مگر چند ہی دنوں میں یہ ملک کس قدر بدل گیا۔ ان کو کیا دولت مل گئی جس کی وجہ سے ہر طرف ہنستے ہوئے چہرے، مسکراتی ہوئی آنکھیں، مسرت کا عالم، خوشحالی کی باتیں، بازاروں میں کھوے سے کھوا چھلتا ہوا دکانیں سامان سے پٹی ہوئی کچھ چیزیں حیرت انگیز حد تک سستی اور بعض اشیا گزشتہ شاہی دور کے مقابل بے حد ارزاں، امن و امان کا یہ عالم کہ حدِ خیال تک نہ کہیں کوئی پولیس والا اور نہ ٹریفک کانسٹبل نہ کوئی حادثہ نہ واردات، وہ بھی ایسے شہر میں جہاں روزانہ بیس تیس ہزار مسافر زائر آتے ہوں وہاں ہر فرد خوش و خرم جبین کی بنسی بجا رہا ہے۔ یہ مناظر دیکھ کر ہم بحر حیرت میں ڈوب گئے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ یہ انقلاب کیسا ہے اور پوچھتے تھے کہ یہ سب کچھ کیا ہوا تو بس ایک ہی جواب، کہ ہمیں کچھ پتہ نہیں ہم نے کچھ نہیں کیا جو کچھ کیا وہ قائم آلِ محمد

نے حضرت امام مہدی علیہ السلام نے کیا ہے۔ چپہ چپہ پر آپؑ کے ناموں کے کتبے نظر آتے تھے یا صاحب الزمان کے بینرز اور قالین لٹکے ہوئے تھے۔

اب جمعہ کا سورج ڈوبنے میں تھوڑی دیر تھی کہ ہم نمازِ مغرب کی ادائیگی کے لیے صحن موزۂ امام میں واپس لوٹ آئے معلوم ہوا کہ یہاں عظیم و بزرگ مجاہد حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید عبد اللہ شیرازی نماز پڑھائیں گے جن شاہ کے زمانہ میں آپ کے نماز پڑھانے پر پابندی تھی۔ اب جو دیکھا تو حدِ نظر تک مردوں اور عورتوں کا لاانتہا مجمع اور اس بوڑھے مجاہد کے دیدار کے لیے ہر فرد بے چین، بڑی مشکل سے ہم کو بھی جماعت میں جگہ ملی اتنی دیر میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی نوبت کے بجنے کی آوازیں کان میں آنے لگیں۔ عجب شانِ سلطانی، نوبت کی آوازیں دھیمی ہوئیں کہ اللہ اکبر کی دلکش آواز سے شہر گونج اٹھا چاروں طرف سے مغرب کی اذان شروع ہو گئی کہ اسی درمیان ایک کار باڈی گارڈ مجاہدوں کی معیت و حفاظت میں صحن میں آئی مجمع زیارت کے لیے کھڑا ہو گیا درود کی آوازوں سے پتہ چلا کہ آیت اللہ سید عبد اللہ شیرازی تشریف لے آئے۔ باڈی گارڈ بر ین گن ہاتھوں میں لیے مصلے کے سامنے حفاظت میں مشغول ہو گئے اور نہایت مستعدی و چوکنے پن سے فریضۂ حفاظت ادا کرنے لگے۔

آیت اللہ نے نہایت اختصار سے نماز پڑھائی اور بعد نماز دو رویہ مردوں اور عورتوں کا مجمع کھڑا ہو گیا تاکہ آیت اللہ کی زیارت کا شرف اور مصافحہ کی سعادت حاصل کر سکے۔ ہم اس روحانی منظر کو دیکھتے رہے اور بعد نماز زیارت سے مشرف ہو کر مسافر خانے آ گئے۔ شب میں آقائے حسن رضوی نے تقریباً نصف شب تک اپنے لطائف و ظرائف سے ہم کو بیدار رہنے پر مجبور کر دیا اور حیرت انگیز تجربات و واقعات

سے لطف اندوز ہونے کا موقعہ فراہم کیا۔

مشہد کا موسم سرد تھا ٹھنڈی ہوائیں چل رہی تھیں۔ شب میں بغیر کمبل سونا دشوار تھا اگرچہ یہ موسم بہار ہے لیکن خنکی بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے ہمارے جسم متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ علامہ نجفی نزلے کا شکار ہوئے اور مجھے درد کمر نے پکڑ لیا مگر جناب حاتم نے اپنے اخلاق و خدمت سے مسافر خانے کو بالکل گھر بنا دیا اور ہر قسم کی سہولت، غذا و چائے وغیرہ کا معقول انتظام کیا۔ علامہ نجفی چائے کے بے حد عادی ہیں اس لیے سوتے وقت تک فنجان چلتے رہے اور آخر کار ہم سو گئے۔

بارہ مئی کی صبح کو اٹھ کر بعد فراغت نماز و اوراد و وظائف ناشتے وغیرہ سے فارغ ہو کر پہلے ٹیلی گرام آفس گئے خیریت کے تار روانہ کیے مولانا حسن رضوی نے قم آیۃ اللہ خانی کو ہمارے آنے کی بذریعہ تار اطلاع دی اس کے بعد کرنسی کی تبدیلی کے لیے تجربہ کاری یا زیادہ احتیاط کی بنا پر بنک ملی ایران، ایران گئے کچھ ڈالر تبدیل کرائے جس میں شدید نقصان رہا۔ کیونکہ پاکستان سے تقریباً سوا دس روپیہ میں ڈالر خریدا تھا درمیان مشہد میں گورنمنٹ ریٹ سات تومان ۳۵ قران فی ڈالر تھا گویا فی ڈالر تقریباً ۱/۲ روپیہ نقصان اٹھانا پڑا مگر ضرورت سے مجبور تھے، واپسی پر دوپہر کو جناب شیخ حاتم جو اصل بلتستان کے رہنے والے ہیں مگر اب مشہد میں حرم امام علی رضا کے ایک حجرے میں قرآن خوانی وغیرہ کی خدمات انجام دیتے ہیں اس سے پہلے زاہدان میں معقول تجارت کرتے تھے، کے اصرار پر ان کے مکان پر دعوت طعام میں شرکت کے لیے گئے۔ موصوف مجھے کراچی سے پہچانتے تھے اور ہمارے دو ساتھی ان کے ہم وطن تھے۔ دعوت میں نہایت تواضع و فراخدلی کا مظاہرہ کیا اور بڑی محبت و مہمان نوازی

کا ثبوت دیا۔ چونکہ صبح کے وقت مولانا حسن ناصر الدین کے ذریعہ حضرت آیۃ اللہ
شیرازی سے ملاقات خصوصی کا وقت مقرر ہو چکا تھا اس لیے ہم جلد واپس آ گئے اور
نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد شام کو پانچ بجے بذریعہ ٹیکسی موجودہ خیابان شیرازی
روانہ ہو گئے چند منٹوں کے بعد مین بازار میں سڑک کے کنارے گاڑی رکی اور ہمیں
اشارے سے مکان کے چھوٹے سے دروازے کی جانب بتایا گیا کہ آیۃ اللہ شیرازی کی
منزل یہ ہے۔ ہم دروازہ سے گزرتے ہوئے جب صحن میں داخل ہوئے تو پتہ چلا کہ تعمیر جاری
ہے دروازے اور دیواروں پر ہمیں ان گولیوں کے سوراخ دکھائے گئے جنھوں نے
اس مکان کو چھلنی چھلنی کر دیا تھا اور تقریباً ۱۲ افراد صرف صحن میں دوران انقلاب
شہید ہوئے تھے۔ یہ کوئی عالی شان عمارت نہ تھی مگر پھر بھی جب اندر پہنچے تو دیکھا کہ
کمرے علما اور ملاقاتیوں سے بھرے ہوئے ہیں مسلسل جانے کا دور چل رہا ہے جس
کمرے میں ہم کو بٹھایا گیا وہاں حضرت آیۃ اللہ کے منجھلے صاحب زادے جناب حجۃ الا
سید حسن شیرازی تشریف لائے ہمارے ساتھیوں کو پہچانا اور مشغول گفتگو ہوئے موصوف
کو کئی زبانوں پر عبور حاصل ہے۔ بڑے خوش اخلاق انسان ہیں۔ عربی فارسی اردو
گلگتی اور بلتستانی زبانیں خوب سمجھتے ہیں اور بولتے ہیں بلکہ ان زبانوں کے بہت سے
اشعار بھی موصوف کو یاد ہیں۔ یہاں ایک دوسرے نوجوان جناب حجۃ الاسلام شیخ
جعفر فیاض صاحب سے ملاقات ہوئی جو نہایت حسین بلتستانی جوان ہیں اور آیۃ
اللہ کے دفتر میں کار متعلقہ کی انجام دہی میں مصروف رہتے ہیں۔ موصوف نے نہایت
خوش اخلاقی ومحبت کا مظاہرہ فرمایا۔ اب ہمیں اطلاع دی گئی کہ آیۃ اللہ شیرازی
مدظلہ العالی ہماری ملاقات کے منتظر ہیں۔ کمرے سے اٹھ کر چھوٹی سی گیلری سے گزر



هبر مجاهد مرجع تقلید عظیم الشأن حضرت آیت الله العظمی آقای
حاج سید عبدالله شیرازی دام ظله العالی مشهد مقدس



ارکان وفد حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید عبداللہ شیرازی کے شریعت کدہ پر

ہوئے ہم ایک کمرے کے دروازے پر پہنچے جو مقفل تھا۔ قفل کھولا گیا اور اب ہم ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچے جس میں قالین کا فرش اور الماریاں کتابوں سے بھری ہوئی تھیں۔

حضرت آیۃ اللہ العظمٰی سید عبداللہ شیرازی مدظلہ العالی سے خصوصی ملاقات

اس کمرے کے کونے میں تولیے گدے پر اسلام کا اسّی سالہ وہ مجاہد رونق افروز تھا جس نے رضا شاہ کبیر کے زمانہ کے ظلم و ستم کے خلاف آواز بلند کی اور تمام زندگی اسی جہاد میں مصروف رہ کر گزاری، جیسے ہی موصوف کے چہرۂ پُرنور پر میری نظر پڑی تو محسوس ہوا گویا ایک بزرگ ترین فرشتہ سرزمین ایران پر اتر آیا ہے، انتہائی سادگی، محبت و خلوص سے ہمیں دست بوسی کا موقعہ عنایت فرمایا۔ آقای شیخ مدبر جو موصوف کے شاگرد اور حسن ناصرالدین رضوی بچپن میں عراق میں آپکے ہمسایہ رہ چکے تھے، دونوں کو پہچانا، پُرخلوص انداز میں گفتگو فرمائی بار بار پاکستان کے متعلق معلومات فرماتے رہے۔ علامہ نجفی کے تعارف سے متاثر ہوئے، مجھ سے بھی بڑی محبت کا اظہار فرمایا اور اس طرح تقریباً آدھ گھنٹہ یہ ملاقات جاری رہی۔ اس دوران خود ہی موصوف نے دورانِ انقلاب قربانیوں کا ذکر فرمایا۔ ہم نے اُن کی کامیابی پر ہدیۂ تبریک اہلِ پاکستان کی جانب سے پیش کیا۔ موصوف ہماری ملاقات سے مسرور و شادمان ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ صرف رسمی ملاقات تھی ابھی آپ حضرات پھر ملیں۔ ہم اس بزرگ کی شفقت سے متاثر ہو کر واپس لوٹے اور اب ہمارے ذہن میں اپنے علماء کی بلند کرداری، تقدس، تقویٰ اور عظمت کا خاکہ قائم ہوا جس کا آج سرزمین پاکستان پر تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

آج مغرب کی نماز ہم نے مسجد گوہر شاد خاتم میں موجودہ تحریک کے عظیم مجاہد حضرت آیت اللہ العظمٰی سید حسن قمی کی اقتدا میں ادا کی آپ کی زیارت کا بڑا شوق تھا مجمع میں دیکھا اس نے قلب کو بے حد متاثر کیا۔ چاروں طرف سے مجمع ٹوٹا پڑتا تھا کہ کسی طرح اس مجاہد کی ایک جھلک دیکھ سکے۔ کیونکہ یہ وہ بزرگ صاحب کردار جرأت و ہمت کا پیکر تھے جن کو معزول شاہ نے ۱۵ سال قبل شہر بدر کر دیا تھا اور اب آپ اپنے وطن تشریف لائے تھے۔ اس وقت یہ مجسمۂ زہد و تقویٰ اژدہام سے بے نیاز حالتِ نماز میں مصروفِ راز و نیاز تھا کہ نوافل سے فراغت پائی اور نہ معلوم کب تک دست بوسی کا سلسلہ جاری رہا۔ اُن کی حفاظت کا انتظام بھی گن مین مجاہدین کر رہے تھے۔ اس روح افزا منظر سے سرشار ہو کر ہم امام علیؑ کی زیارت کی اعادگی کے لیے حرم میں آئے سکون سے فریضہ ادا کیا مگر ہمارے ساتھی مولانا حسن رضوی کو قم کے چند نوجوان احباب دورانِ زیارت مل گئے جن پر انقلاب اسلامی نے عجیب اثر کیا تھا۔ داڑھیاں بڑھی ہوئی عبادت کا شوق جذبات سے سرشار اور ہر شخص سے تائید انقلاب کے لیے بیقرار تھے۔ یہ مسافر خانہ چلے گئے جہاں علامہ نجفی کی گفتگو سے متاثر ہوئے اسی دوران امامیہ اسٹوڈینٹس آرگنائزیشن لاہور کے دو طالب علم جن کو خصوصیت سے قم کے ذرائع سے ویزا حاصل ہوا تھا سے ملاقات ہوئی۔ ہوٹل یا کسی اور مسافر خانہ میں مقیم تھے ہمارے پاس آ گئے اور اپنے تفصیلی حالات سے ہمیں مطلع کیا دونوں طالب علم مذہبی اور پرجوش عقیدت مند تھے اپنے ساتھ تقسیم کرنے کے لیے کچھ لٹریچر بھی لائے تھے۔

اسی درمیان ایک طالب علم علی مرتضیٰ حسینی قم راہ بلتستان کے رہنے والے تشریف لائے۔ موصوف حسن ناصر الدین رضوی کے ہموطن تھے آجکل قم میں تعلیم دین کی تکمیل میں مصروف

ہیں اور چند دن بعد ایران ہی میں ان کی شادی ہونے والی ہے اس لیے دورانِ گفتگو ایران میں شادی کی رسموں کے متعلق کافی انکشافات فرماتے رہے جس سے ہماری معلومات میں کافی اضافہ ہوا۔ نہایت سیدھے سادے اور بھولے بھالے خوش مزاج طالب علم ہیں اور پاکستانی کھانوں کے ماہر ہیں۔ غرض دلچسپ گفتگو سے رات کی کافی سردی میں قدرے حرارت محسوس ہوتی رہی اور آخرکار ان کی رخصتی کے بعد نیند کے جھونکوں نے ہم کو اپنی آغوش میں لے کر بے خبر کر دیا۔ صبح سویرے حرم میں حاضری کے لیے آنکھ کھل گئی اور وہیں نماز جماعت کی ادائیگی کے بعد فریضۂ زیارت سے فارغ ہوئے۔ دراصل نماز کے لیے مولانا شیخ علی مدبر صاحب ہمارے معاون ہوتے تھے کیونکہ پیش نمازی کے فریضہ کی ادائیگی کی وجہ سے اوّل وقت بیدار ہونا آپ کی عادت میں شامل ہے۔

آج ۱۳ مئی ہے اور اب ہم ایران کے موسم سے قدرے مانوس ہوتے جا رہے ہیں نجفی صاحب کا چائے کا دور اور سگریٹ نوشی پورے شباب پر ہے اور ہمیں اکثر آپ کے علمی جواہر پاروں سے دورانِ گفتگو مستفیض ہونے اور تجربہ حاصل کرنے کا موقعہ مل رہا ہے موصوف نے بھی دورانِ سفر اپنے مزاج کو بدل دیا ہے۔ محترم شیخ علی مدبر صاحب کو ایک مدت طالب علمی میں بسر کرنے کی بنا پر دینی مدارس کے دیکھنے اور طلباء سے ملنے کا بے حد شوق ہے۔ حسن ناصر الدین مختلف معلومات کا خزینہ اور عجائباتِ عالم کا نمونہ ہیں مگر یہ میرے ذوقِ تحقیق سے پریشان اور یہ میری ڈائری میں چلتے ہوئے قلم کی رفتار سے قدرے خوف زدہ ہیں کہ کہیں کوئی ایسی ویسی بات نہ لکھ دی جائے۔ ناشتہ سے فارغ ہو کر نجفی صاحب کو مسافر خانے چھوڑ کر ہم مشہد اسٹیشن گئے۔ کیونکہ طہران جانے کے لیے ریل کے ٹکٹ خرید کر قبل از وقت نشست محفوظ کرانا ضروری ہے۔ اسٹیشن نہایت

نفیس ہے مہذب طور سے قطار بندی کے ساتھ ریزرویشن کا کام جاری تھا۔ چند منٹ بعد ہم کو مشہد کے لیے ٹکٹ مل گئے اور ہم بازاروں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے مسافر خانہ پہنچ گئے۔ نجفی صاحب کے لیے قبا سلوائی گئی کیونکہ نجف اشرف کے ایک تجربہ کار خیاط یہاں مل گئے تھے۔ اور علماء کے وفد کے سربراہ کی حیثیت سے عمامہ وعبا ضروری تھے۔

حضرت آیت اللہ قمی سے خصوصی ملاقات

شام کو پانچ بجے حضرت آیت اللہ قمی سے خصوصی ملاقات کا وقت مل چکا تھا اس لیے ہم نے تیاری کی اور مسافر خانے کے قریب سے گلیوں میں گزرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر بعد ایک بڑے دروازے والی عمارت کے سامنے جس کا کافی حصہ بوسیدہ تھا اور کچھ زیر تعمیر تھا پہنچ گئے پھر بلندی پر زینہ سے چڑھتے ہوئے پہنچے استقبالیہ کمرے میں بیٹھے یہاں کا طریقہ ملاقات نہایت منظم ہے فوراً چائے پیش کی گئی اور تھوڑی دیر بعد اطلاع آئی کہ آقا انتظار فرما رہے ہیں اب ہم زینہ کے نشیب و فراز اور مکان کے پیچ پیچ راستہ سے گزرتے ہوئے راہ نما کے ساتھ ایک جنگلے کے دروازہ پر تھے اور اس مجاہد وعالم کی ملاقات کا شرف حاصل کرنے والے تھے جس کے علم جرأت وسخاوت کے چرچے زبان زد خاص و عام ہیں دیکھا ایک ستر بہتر سالہ پرنور شخصیت قالین کے فرش پر مصروف مطالعہ ہے ہمارے پیروں کی آہٹ سے متوجہ ہوئے اور استقبال کے لیے فوراً کھڑے ہو گئے ہم نے بڑھ کر دست بوسی کی، بڑی محبت سے بٹھایا اور خیریت دریافت کی گفتگو کے آغاز ہی سے علم ہو گیا کہ بلا کی سیاسی بصیرت ہے علم دین کے ساتھ ساتھ دنیاوی جغرافیائی تاریخی و سیاسی معلومات کا گنجینہ ہیں۔ تقدس و تقویٰ کے آثار چہرے سے ہویدا اور آنکھوں کی چمک روشن فکری کی طرح نمایاں۔ پاکستان کے موجودہ حالات سے گفتگو شروع کی اور اس کے بعد ناصحانہ



رهبر مجاهد مـرجع تقلید عظیم‌الشأن حضرت آیت‌الله العظمی آقـای
حاج آقا حسن قمی دام‌ظله‌العالی، مشهد مقدس

انداز میں اپنی پوری معلومات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا مسلمانوں کو متحد ہونا چاہیے۔ فرقوں کے بے جا تعصب سے پرہیز کرنا چاہیے لیکن بقائے مذہب کے لیے دینی تعصب ضروری ہے۔ ہم اسلامی حکومت کا نمونہ دنیا میں پیش کرنے کے لیے فکرمند و مصروف ہیں اگر ہم اس میں کامیاب ہوگئے تو یہ بہت بڑا اور اس دور کا تاریخی کارنامہ ہوگا۔ دنیا کی نظریں اس وقت ہماری جانب لگی ہوئی ہیں اگر ہم کامیاب ہوگئے تو پھر امریکہ بھی بطور تجربہ اپنی کسی ریاست میں اسلام کے اصول آزما کر دیکھے گا مغرب و مشرق دونوں ہماری جانب نگراں ہیں پاکستان میں بھی اسلامی کوشش ہو رہی ہیں مگر ہم سب کے لیے فراخدل ہیں اگرچہ ہمارے ملک میں اہل سنت کی آبادی دو فیصدی سے زیادہ نہیں وہ بھی صرف دیہاتوں میں ہیں شہروں میں نہیں ہیں لیکن اس کے باوجود اپنے ادائے حقوق و اعمال و عبادات میں بالکل آزاد ہیں ان پر کسی قسم کا کوئی مذہبی جبر نہیں ہے موجودہ انقلاب سے سب بے حد خوش ہیں مگر پاکستان کے حالات مختلف ہیں وہاں سُنا ہے شیعوں کی تعداد ۲۵ فیصد ہے پھر بھی شیعہ پریشان ہیں شیعوں کو متحد ہونا چاہیے خصوصاً علما کا اتحاد ضروری ہے کیونکہ یہ راہ نما ہیں۔ اُن کی وحدت ضروری ہے۔ نشریات، تقاریر، گفتگو اور دیگر ذرائع سے اپنے مقاصد کو مسلسل پیش کیا جانا چاہیے البتہ تعصب سے پرہیز کرنا ضروری ہے میں نے پاکستان کے طریقۂ ذاکری کے متعلق بہت کچھ سُنا ہے وہاں کے ذاکروں واعظوں اور علماء کو چاہیے کہ ایسے بیانات سے پرہیز کریں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت کا شبہ ہوتا ہو کیونکہ اصلِ فضیلت کا سرچشمہ تو ذاتِ رسالت ہی ہے اور وہی ذات جملہ امور کی مالک ہے اس لیے مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اسی ذات سے وابستہ کردیں اور غلط روایتوں کے پیش کرنے سے گریز کریں

اس دور میں خصوصیت سے اپنی دعاؤں اور مطالب کو حضرت حجت قائم آلِ محمدؑ
کے سپرد کر دو کیونکہ اب دنیا میں کسی مذہب کا کوئی روحانی آقا موجود نہیں ہے خصوصاً
شیعوں کو چاہیے کہ اپنی تمام توجہات حضرت حجت کی جانب کر دیں اُن کے وسیلے
خدا سے دعا طلب کریں تو یقین رکھیں انشاء اللہ اگر آپ کوشش کریں گے اور جدوجہد
کو جاری رکھیں گے تو ہر منزل پر کامیاب ہوں گے خدا خالق کل ہے اور ہمارے امور
کا بہتر جاننے والا ہے مگر ضروری ہے کہ ایمان کو مستحکم اور تقویٰ کو شعار قرار دیا جائے
تاکہ کسی بھی اقدام کے وقت کوئی پیچھے نہ ہٹے اور آپ اگر واقعی مومن ہو گئے تو پھر کوئی تمہارا
کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔ ایمان میں بڑی قوت ہے اور ہمارا ایمانی سہارا الحمد للہ موجود ہے ایران
کے موجودہ انقلاب میں انھیں دو اہم عناصر نے کام کیا ہے ایک ایمان دوسرے
قائم آلِ محمدؑ کی جانب تقویٰ کے ساتھ وابستگی۔ یہی ہماری سب سے بڑی قوت ہے
گفتگو نہایت مؤثر تھی مگر مغرب کا وقت بھی قریب ہونے والا تھا اس لیے میں
نے آٹوگراف کے طور پر چند کلمات لکھنے کی خواہش کی اس مجسمۂ اخلاق نے فوراً
قلم ہاتھ میں لیکر ایک حدیث تحریر فرمائی جس کے راوی حضرت امام حسنؑ ابن علیؑ ہیں
جس میں ارشاد فرمایا ہے کہ اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ بغیر حکومت عزت اور بغیر خاندان قوت
حاصل کرے تو اللہ کی معصیت کی ذلت سے نکل کر اس کی اطاعت کی جانب متوجہ ہو جائے۔ پھر آپ نے
ارشاد فرمایا اس لیے شیعوں کو چاہیے کہ پہلے مرحلہ میں خدا کی جانب متوجہ ہوں اور دوسرے
مرحلہ میں امام زمانہ کی جانب توجہ کرنے میں غفلت نہ کریں۔ عجیب و غریب پُر اثر
گفتگو تھی نہایت پُرخلوص طور سے رخصت کیا ہمیں آج شب دوبارہ ملاقات کے لیے
حضرت آیت اللہ شیرازی نے یاد فرمایا تھا اس لیے شب کو اس وقت آپ کے گھر پہنچے

جب آپ علماء کو درس دے رہے تھے اِس کے بعد مجلس استفتاء میں تشریف لے گئے چونکہ ہم نے موصوف کے ساتھ بطور تبرک و یادگار تصویر لینے کی خواہش کی تھی جس کو آپ نے منظور فرمایا تھا اس لیے فوٹوگرافر آ چکا تھا مگر مجلسِ استفتاء میں مدرسین، علماء و فضلا تشریف فرما تھے کچھ دیر انتظار کے بعد ہم کو اسی کمرے میں خصوصیت سے طلب فرمایا اور انتہائی شفقت سے عکس لینے کی اجازت دی اس موقعہ پر آپ کے کمرے کے ایک عالم نے آیت اللہ کے لباس کو درست کرنا چاہا کیونکہ آپ بالکل سادگی کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ نے پوچھا کیا کرتے ہو۔ عالم نے عرض کیا کہ ذرا کپڑوں کو ترتیب دینا چاہتا ہوں تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ تم کیا ترتیب دوگے میں تو خود مرتب ہوں۔ یعنی ترتیب دینے والا ہوں۔ وہ بزرگ یہ سن کر خاموش بیٹھ گئے اور بعد ازاں فوٹو لے لیے گئے۔ اس ملاقات میں حجۃ الاسلام شیخ جعفر علی فیاض نے بڑے تعاون کا مظاہرہ فرمایا۔ فوٹو میں حضرت آیۃ اللہ شیرازی کے چھوٹے صاحبزادے جو نہایت ذہین و مستعد عالم ہیں حجۃ الاسلام آقائے سید محمد علی صاحب مدظلہ العالی اور آیت اللہ کے کل سکریٹریٹ کے انچارج ہیں نے بھی شرکت فرمائی اور چلتے وقت ہم سب کو دوپہر کے کھانے کی دعوت دے دی۔ یہ نشستیں ہمیں ہمیشہ یادگار رہیں گی۔ رات زیادہ ہو چکی تھی اس لیے اب صرف مسافر خانہ آکر سونے ہی کا پروگرام ہو سکتا تھا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ مگر ان عظیم علماء کے اس قدر وسیع اخلاق و انکسار و تواضع اور شفقت نے دماغ کو پراگندہ کر دیا اور فوراً اپنے ملک کے بے پڑھے لکھے مغرور علامہ صاحبان کی شکلیں نظروں میں پھرنے لگیں جن بے چاروں کی حیثیت ایران کے ذاکر یا روضہ خوان یا زیادہ سے زیادہ کفن زان

سے زیادہ نہیں اور رہبر غرور کا یہ عالم کہ عرش سے آگے دماغ، بداخلاقی کی یہ کیفیت کہ عراق و ایران تک مشہور نیند اچاٹ ہوگئی دن بھر کی پاکستانی احباب کی گفتگو دماغ میں گھومنے لگی جس میں حکومتِ پاکستان کے انتظام سے ایران کا دورہ کرنے والوں اور معزول شاہ کے دور میں سفارت خانہ اور حکومتِ ایران کی معاونت سے سفر کرنے والوں کی تفصیل بتائی گئی تھی ۔ اور جس طرح اُن کے مستقبل کے انجام سے خبردار کیا گیا تھا اس سے دل کانپ اٹھا۔

خدا خدا کر کے آنکھ لگی اور اسی بے کلی میں صبح ہوگئی۔

یہ ۲۴ مئی ۱۹۸۱ء کی صبح تھی وطن چھوڑے ہوئے پانچ دن گزر چکے تھے چونکہ اپنے سفر کی دوسری منزل کی جانب روانگی قریب تھی اس لیے پہلے بذریعہ تار گھر والوں کو مطلع کرنا ضروری سمجھا ادھر یہاں کے اخبارات نے ہماری آمد و ملاقات نہایت با عزت طور سے شائع کردی جس کو پڑھ کر اہلِ قم و طہران میں انتظار کی شدت بڑھ گئی اور سفارت خانۂ پاکستان کو ہماری شدت سے جستجو ہوگئی مگر ہم نے غور و خوض کر کے طے کیا کہ ہم دورہ کی تکمیل سے قبل حکومتِ پاکستان کے کسی فرد سے ملاقات نہیں کریں گے اور کسی قسم کی معاونت حاصل نہیں کریں گے۔ کیونکہ ہمارا دورہ زیارتی و ذاتی تھا اور ہم ہر قسم کی خدمت سے بے نیاز تھے اور منافقانہ مزاج رکھنے والے اکثر اہلِ وطن کی فطرت ہمارے سامنے تھی اس لیے افسانوں کے تراشنے کے مواقع فراہم کرنا نہیں چاہتے تھے چنانچہ ہم کسی سے نہ ملے بلکہ اپنی دھن میں مگن رہے ۔ دن چڑھے آیت اللہ شیرازی کے بڑے فرزند آقائے سید محمد باقر شیرازی کے مکان پر گئے جہاں آقائے خلیق عالم بزرگ آقائے باقر کے

برادرانسیتی سے ملاقات کی دونوں حضرات نہایت سادہ مزاج اور بزرگ صفات کے حامل تھے۔ چونکہ کافی وقت گزر گیا اس لیے دوپہر کی دعوت میں پھر دوبارہ سب سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت آیت اللہ کی دعوت میں کھانا بالکل سادہ خلوص کا آئینہ دار تھا مگر اس وقت آپ کے صحن میں فوجیوں کے لیے دسترخوان بچھا ہوا تھا اور بہت سے فوجی مشغول طعام تھے دریافت کرنے پر علم ہوا کہ یہ فوجی زیادہ تر نواح مشہد کے رہنے والے ہیں ان کو شیراز جانے کا حکم ملا تھا اس لیے آیت اللہ کی خدمت میں آئے ہیں کہ ہم کو یہاں روک لیا جائے تاکہ دل سے خدمات انجام دی جا سکیں۔ سب نوجوان سپاہی تھے جو حال ہی میں فوج اسلامی یا مجاہدین میں بھرتی کیے گئے تھے۔ موصوف نے ان کے مسئلہ کو حل کر دیا۔ ان نوعیتوں سے پتہ چلا کہ یہ دونوں علماء صوبہ خراسان کے ارباب حل وعقد اور انتظامیہ کے سربراہ اعلیٰ ہیں ان کے اختیارات بہت وسیع ہیں اس کے علاوہ ان حضرات کی مذہبی و رفاہی خدمات بھی بے حد ہیں: مثلاً آیت اللہ شیرازی کی جانب سے تین دینی مدرسے اور ایک مستقل ہسپتال جاری ہے جن کے جملہ اخراجات موصوف برداشت کرتے ہیں۔ اس عمر میں ظہرین و مغربین کی نمازیں حرم میں پڑھاتے ہیں۔ دن کے ۱۰ بجے اور شب کو ۸ بجے پابندی سے درس دیتے ہیں اور تقریباً یہی طریقہ حضرت آیۃ اللہ قمی کا ہے۔ عوام سے ملاقات کرتے ہیں مسائل حل کرتے ہیں۔ شرعی فتوے صادر کرتے ہیں غرض ہر وقت دین و انسانیت کی خدمت میں مصروف ہیں۔ گفتگو میں چونکہ کافی تاخیر ہو چکی تھی اس لیے ہم مسافر خانے میں تھوڑا سا آرام کر کے حرم چلے گئے۔ نماز مغرب سے قبل مجلس کرائی جس میں بزرگ روضہ خواں نے پہلے چند مسائل پھر فضائل اور پھر مصائب بیان کیے۔ بعد از نماز جلد واپسی

ہوگئیں اور سہپر سردی کی زیادتی کی بنا پر جلد ہی محوِ خواب ہو گئے۔

۱۵ مئی کی صبح کو بیدار ہوئے تو دماغ میں طہران کا سفر سوار تھا اس لیے سامان کی درستی میں مصروف ہو گئے۔ سفر کی تیاری مکمل ہوئی تو زیارتِ امام کے لیے حرم میں چلے گئے۔ نماز کے فریضہ سے فارغ ہوئے دوپہر کا کھانا کھایا اور اسٹیشن چلے آئے۔

روانگی طہران بذریعہ ریل

دو بجے ٹرین روانہ ہونے والی تھی۔ ایران میں تمام ٹرینوں میں سیٹیں پہلے ہی ریزرو ہو جاتی ہیں اور صرف اتنے ٹکٹ جاری کیے جاتے ہیں جس قدر سیٹیں ہوتی ہیں۔ فرانس کی بنی ہوئی ریل گاڑیاں ہیں مگر ریل کی پٹری پاکستان کی پٹریوں سے چھوٹی ہے یعنی چھوٹا گیج ہے، البتہ ریلوے کا انتظام بہترین ہے۔ ایک ڈبے میں کئی حصے کمپارٹمنٹ ہوتے ہیں جن میں چھ آدمیوں کے بیٹھنے کی علیحدہ سیٹیں ہوتی ہیں جو بوقتِ ضرورت سونے کی آرام دہ کرسی بن جاتی ہیں سامان رکھنے کی جگہ علیحدہ ہوتی ہے۔ بیت الخلاء میں لوٹا موجود ہوتا ہے پیر کے ذریعہ اسپرنگ دبا کر نل کا پانی جاری ہو جاتا ہے جو وضو وغیرہ کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے طہارت کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے نہانے کے لیے غسل خانہ بھی موجود ہے۔ جب مسافر سوار ہو جاتے ہیں تو ہر ڈبے کا ایک نگراں اس کو قفل لگا دیتا ہے اور اب یہ قفل اس اسٹیشن پر کھولا جاتا ہے جہاں نماز کا وقت ہو جاتا ہے تمام سواروں کو فریضۂ نماز ادا کرنے کی اطلاع دی جاتی ہے۔ مسافروں کے اترنے کے بعد ڈبہ کو بند کر دیا جاتا ہے تاکہ سامان کی حفاظت ہو سکے۔ اسٹیشن پر سامان کی فروخت کا کوئی انتظام نہیں ہے اور نہ اسٹیشن پر گہما گہمی اور رش ہوتا ہے۔ آخری اسٹیشن آنے سے

سے پہلے ٹرین ہی میں ٹکٹ جمع کر لیے جاتے ہیں۔ ٹرین میں ایک ریستوراں ہوتا ہے جس میں وقتِ معین پر چائے اور کھانا مل جاتا ہے۔ ہر ڈبہ ایک دوسرے سے منسلک ہوتا ہے۔ کمپارٹمنٹ کے باہر گیلری ہوتی ہے جس میں کھڑے ہو کر باہر کے مناظر سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ پوری گاڑی میں ہیٹر کا معقول انتظام ہے جس سے سردی کے وقت گاڑی کو گرم کر دیا جاتا ہے تاکہ مسافروں کو زحمت نہ ہو۔

ایرانی حضرات بڑے آرام سے سفر کرنے کے عادی ہیں مزاج تقریباً سب ہی کا شاہانہ مگر منصفانہ اور رحمدلانہ ہے۔ کھانے کے شوقین ہیں اور انتہائی متواضع سفر کے لیے وافر سامان سفر لے کر چلتے ہیں راستہ بھر کھاتے اور کھلاتے سفر طے کرتے ہیں۔ ہمارے کمپارٹمنٹ میں چار سیٹیں ہماری تھیں اور دو نشستوں پر ایک ایرانی فوج کے لیفٹننٹ جن کا نام مسعود اور ان کے بزرگ والد صاحب جو شاعر بھی تھے، ہمارے ہمسفر تھے، ولی فانی ان بزرگ کا اسم گرامی تھا۔ جب ہمارے سفر کی نوعیت معلوم ہوئی تو راستہ بھر ہماری خدمت کرتے ہوئے اور ایران کے واقعات سے معلومات میں اضافہ کرتے ہوئے خوشگوار طور سے سفر طے کرتے رہے۔ اس قدر خوش اخلاق و متواضع کہ کھانے وغیرہ کے تمام اخراجات موصوف نے ادا کیے ہم بار بار اصرار کرتے رہے لیکن ایک نہ سنی۔ ہم شکریہ پر شکریہ ادا کرتے رہے۔ چونکہ ہم سریع یعنی ایکسپریس ٹرین سے سفر کر رہے تھے اس لیے صرف اسی ٹرین کا حال قلم بند کیا گیا ہے۔ ممکن ہے لیکن "عادی" ٹرین جو ہر اسٹیشن پر رکتی ہے، کا انتظام قدرے مختلف ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک ٹربو ٹرین بھی چلتی ہے جو صرف آٹھ گھنٹے میں مشہد سے طہران پہنچاتی ہے جبکہ جس ایکسپریس ٹرین میں ہم سفر کر رہے تھے دو بجے دن کو روانہ ہو

صبح ۱۰ بجے طہران پہنچے، معلوم ہوا ہے کہ تربو آجکل بند ہے۔ بہر حال ریلویز کا یہاں پر ہمیشہ سے بہتر انتظام رہا ہے۔

مشہد سے ٹرین ٹھیک دو بجے روانہ ہوئی اور پہلا شہر نیشاپور آیا، یہاں مسلسل گندم کی فصل کھڑی ہوئی تھی۔ ابھی کٹائی شروع نہیں ہوئی تھی حدِ نگاہ تک زردی مائل سبزہ ہی سبزہ تھا۔ پہاڑوں کے اوپر بھی فصل نظر آرہی تھی۔ دوسرا اسٹیشن بیہق اور پھر تیغ آب آیا۔ نمازِ مغرب کے لیے ٹرین شاہرود اسٹیشن پر رکی جہاں وضو کے لیے اسٹیشن پر بہت بڑا حوض، نلکے وغیرہ موجود تھے اور ایک نفیس مسجد نمازیوں کے لیے موجود تھی۔ تقریباً ہر اسٹیشن پر یہی انتظام ہے۔ کھانے سے فارغ ہو کر سونے کی تیاریاں کیں اور بے خبر سو گئے۔ رات بھر گاڑی چلتی رہی، اور صبح نماز کے لیے "گرمسار" اسٹیشن پر گاڑی رکی۔ نماز سے فراغت پائی، ناشتہ کیا کہ طہران کا اسٹیشن قریب آگیا۔ اب تقریباً صبح کے ۱۰ بجے تھے۔ سفر اگرچہ آرام دہ تھا لیکن پھر سفر تھا۔ سامان اتارا گیا قلی گاڑیاں لے کر آگئے مگر پاکستان کے قلیوں کی طرح سخت گیر نہیں تھے سامان لے کر چلے تو ہمارے تعجب کی کوئی انتہا نہیں رہی کہ اتنے بڑے اسٹیشن پر سامان لے جانے کے لیے نیچے چلنے کا کوئی انتظام نہیں بلکہ سامان کی گاڑی کو دو قلیوں نے اٹھایا اور سیڑھیوں کے پل پر اسی طرح لے گئے اور پھر اسی طرح اتارا۔ اس طریقہ کی حکمت ہم سمجھنے سے قاصر رہے، اسٹیشن نہایت وسیع عمارت میں ہے اور ہر قسم کا انتظام یہاں موجود ہے۔ ہم نے ٹیکسی کرایہ کی جس پر ڈرائیوروں کے باہمی مقابلے کی وجہ سے خاصی رعایت ہو گئی۔ اب ہم عروس البلاد رشکِ لندن پیرس، ایران کے دارالحکومت طہران شہر میں پہنچ چکے تھے۔ طہران کے متعلق ہزاروں

داستانیں سنی ہوئی تھیں اور موجودہ انقلاب میں تو اس کے محلے اور خیابان یونیورسٹی جنوبی طہران وغیرہ کا نام بھی ذہن میں موجود تھا۔ اسٹیشن سے گزرتے ہی احساس ہو گیا کہ واقعی بڑا عظیم و حسین شہر ہے۔ چاروں طرف پہاڑوں پر برف جمی ہوئی ہے یہاں پیٹرول اتومان لیٹر ہے گویا ۴ روپے پچاس پیسے گیلن، اس لیے آدمیوں سے زیادہ گاڑیاں نظر آتی ہیں بڑی سڑکوں سے گزرنا محال ہے چوراہے کے خود کار سگنل پر اگر گاڑی رکی تو پھر حد نگاہ تک گاڑیوں کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ چوراہوں پر سپاہی موجود نہ تھے بڑی حیرت ہوئی پھر بھی نہ کوئی تصادم نہ ایکسیڈنٹ یہاں راہ گیر یا سڑک عبور کرنے والوں کو بچانا ڈرائیور کی ذمہ داری ہے بھری ہوئی سڑکوں کو چلنے والے عبور کرتے ہیں تو ساری گاڑیاں خود رک جاتی ہیں۔ اسی طرح مرد عورتیں اور بچے آسانی و بے فکری سے سڑکیں عبور کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ ٹریفک جاری رہتی ہے۔ ڈرائیور نہایت ہوشیار اور خوش اخلاق ہیں۔ اس نظام کی وجہ سے مسافت طے کرنے میں دیر ضرور ہو جاتی ہے لیکن محفوظ طریقہ سے سڑکوں پر ڈبل ڈیکر گاڑیاں چلتی رہتی ہیں۔ صفائی قابلِ رشک ہے۔ ہر ایرانی نظافت و پاکیزگی کا دلدادہ ہے۔ غرض آہستہ آہستہ ہماری ٹیکسی چلتی رہی اور کئی چوراہے عبور کرنے کے بعد ہم اپنے جائے قیام یعنی خیابانِ ابوذر جمہری غربی میں مقابل پمپ بنزین (پٹرول پمپ کے سامنے) خیابانِ شریف الدولہ کوچۂ علی عدالت خواہ شہید کے کنارے پر پہنچ گئے راستہ میں ڈرائیور اہم مقامات کی نشاندہی کرتا رہا معقول آدمی تھا۔ اس کوچہ میں واحد خوجہ مسافر خانہ بنام مسافر خانۂ خراسان صرف خوجہ حضرات کے لیے ہے لیکن دیگر مسافر بھی ٹھیرا لیے جاتے ہیں۔ آجکل ہندوستانی و پاکستانی زائرین کا یہی مرکز ہے اس مسافر خانہ کے مہتمم جناب جعفر گلدوز صاحب کے لیے بزرگ محترم سید غلام السبطین صاحب زیدی نے ایک

خط دیدیا تھا۔ ہم نے مسافر خانے پہنچ کرابھی وہ خط دکھایا بھی نہیں تھا کہ کمرے وغیرہ کا معقول انتظام ہوگیا۔ بعد کو جعفر صاحب آئے خط پڑھا وفد کا علم ہوا تو عزت سے پیش آئے۔

ہم نے تھوڑی دیر آرام کیا پھر اپنے قریبی کرم فرما حجۃ الاسلام آقائی محمد علی ایمانی جو کراچی میں خاموش زندگی بسر فرما رہے ہیں اور ہمارے دوست ہیں کا خط ان کے والدین کو پہنچانے کے لیے امام زادہ یحیٰی کے مزار کے قریب راستہ معلوم کرتے ہوئے چلے گئے ایران میں یہ بڑی تکلیف وہ بات ہے کہ مسافروں کو راستہ تو ٹھیک بتاتے ہیں مگر فاصلے کی نشان دہی نہیں کرتے بلکہ صرف اشارہ فرماتے ہیں کہ مستقیم چلے جائیے یعنی سیدھے چلتے رہیے۔ اس مستقیم کی لمبائی اب تک معلوم نہ ہوسکی بعض اوقات چند قدم بعد ہی مستقیم ختم ہوگیا اور بعض اوقات چلتے چلتے تھک گئے مگر صراطِ مستقیم کا کنارہ نہ آیا اس کا سبب یہ بھی ہے کہ ہم کراچی کی عجیب وغریب زندگی کی وجہ سے پیدل چلنے کے عادی نہیں رہے اور ایرانی حضرات کافی پیدل چلتے ہیں اس لیے اُن کو زیادہ محسوس نہیں ہوتا۔ جناب مولانا حسن ناصر الدین ہمارے رہبر تھے اس لیے کچھ دیر بعد پہنچ گئے گلیوں سے گزرتے ہوئے (موصوف ایران کی گلی گلی سے واقف ہیں) ایک محلے میں پہنچے جس کا پتہ خط پر تحریر تھا مکان نمبر تلاش کیا، دقت نہیں ہوئی مکان کے دروازے پر پہنچ کر گھنٹی بجائی ایک معظمہ تشریف لائیں ہم نے مقصد بیان کیا اپنے فرزند کی اطلاع پاکر بہت خوش ہوئیں اور ارشاد فرمایا کہ آغا یعنی محمد علی صاحب کے والد حجۃ الاسلام آیت اللہ ایمانی شہری انقلابی کمیٹی کے اہم رکن اور علاقائی کمیٹی کے چیرمین ہیں اس وقت اہم فیصلوں کے لیے باہر تشریف لے گئے ہیں ہم نے مسافر خانے کا پتہ دیا اور ٹھہرنا زیادہ مناسب خیال نہ کیا بلکہ زیارت

کے لیے امام زادے یحییٰ کے مقبرے پر چلے گئے زیارت کی، یہ امام زادے حضرت امام علی ابن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ عورتوں کا مجمع تھا مجلس بپا تھی عورتوں نے بڑا اصرار کیا کہ مصائب کے چند جملے بیان کر دیے جائیں میں نے جناب مولانا حسن ناصر الدین کو مجبور کیا تو انھوں نے فارسی میں مختصر سی مجلس پڑھ دی عورتیں نذرانہ دینے کے لیے بڑھیں تو موصوف نے قطعاً انکار کر دیا اور تبرک لے کر ہم مسافر خانہ واپس آ گئے سہ پہر کو ٹیلیفون پر آقائی ایمانی نے ہمیں مجبور کیا کہ شب کا کھانا ان کے دولت خانہ پر کھایا جائے۔ ہمیں لے جانے کا انتظام موصوف نے خود ہی فرما دیا اور نہ ملنے کی معذرت چاہی

اِس وقفہ سے فائدہ اٹھا کر ہم شہر دیکھنے کے لیے نکل گئے لوگوں سے پوچھتے تھے کہ جلی ہوئی عمارتیں کون سی ہیں کہیں نشان نہ ملتا تھا کیا کہنا ایرانی قوم، تبرا کہ مختصر سی مدت میں آثار تک مٹا دیے۔ اب کہیں کوئی ٹوٹا ہوا شیشہ بھی نہ تھا صرف ایک دو مقامات پر شاہ کے مجسمے گرے پڑے تھے۔ ریڈیو اسٹیشن کی عمارت جلی ہوئی تھی اور چند بنگلوں کے شیشے ٹوٹے ہوئے تھے باقی سب ٹھیک تھا۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ صرف شاہِ ایران، امریکہ، اسرائیل و بہائی افراد کی ملکیت کو نقصان پہنچایا گیا ہے لیکن کسی مسلمان کی املاک یا پبلک پراپرٹی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا اور اگر اتفاقاً پہنچا بھی تو اس کا معاوضہ فوراً ہی مظاہرین نے ادا کر دیا۔ سڑکوں کی لائٹیں بالکل محفوظ۔ ہر دکان کا سائن بورڈ اسی طرح موجود، چار ماہ تک جس شہر میں دست بدست جنگ جاری رہی ہو اس میں تو میت واسلام کا اس قدر احساس دیکھ کر ہمیں کراچی کے جلوس، ایجی ٹیشن کی آتش زدگی، شاہراہوں پر لائٹوں کا چکنا چور کر دینا، الکٹوں کا اکھاڑنا اور پارکوں کا تباہ کرنا یاد آ گیا جس کی وجہ سے دل ہی دل میں بڑی ندامت و شرمندگی محسوس کی

واقعی ایرانی بڑی مہذب قوم ثابت ہوئی اور اب تو عقلمندی اور بہادری کا بھی بیّن ثبوت عالم کے سامنے پیش کر دیا۔

بازاروں میں وہی گہما گہمی، چہل پہل، وہی رونق، کھوے سے کھوا چھلتا ہوا۔ خرید و فروخت کا بازار گرم یہ محسوس ہی نہ ہو سکا کہ یہ قوم چند دن پہلے نہایت شدائد و مصائب سے گزری ہے ہر شخص شاداں و فرحاں، کثیر تعداد میں عورتیں چادر لپیٹے ہوئے البتہ بہت سی نئے فیشن کی دلدادہ ممکن ہے وہ غیر مسلم ہوں، اسکرٹ میں ملبوس انگریزوں کو شرمانے والی شکل و صورت، مگر شرم و حیا کے آثار چہروں سے نمایاں، البتہ زیادہ عورتیں پتلون پہنتی ہیں اور یہی حال مردوں کا ہے۔ چاروں طرف بازار سامان سے پٹے پڑے ہیں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ، ہر چیز مرتب و منظم، ہم یہ کیفیت دیکھ کر محو حیرت تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ ایران خاکستر نہیں تو برباد و ویران ضرور ہو چکا ہوگا، مگر شاید ایران نے ایسے بہت سے نشیب و فراز دیکھے ہیں اور وہ جینے اور مرنے کا سلیقہ جانتا ہے اس لیے طہران کے حسن میں ذرہ برابر کمی نہیں آئی۔ وہ پہلے بھی عروس البلاد تھا اور آج بھی مشرق کا پیرس ہے۔ اطمینان و سکون کا یہ عالم کہ کسی جگہ خوف و خطر کا نشان نہیں البتہ رات کو جلد ہی بازار بند ہو جاتا ہے کیونکہ شاہ پرست ساواکی اور غیر ملکی ایجنٹ انتشار پھیلانے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔ اکا دکا فائرنگ کے واقعات بھی شب میں ہوتے رہتے ہیں۔ دن میں مکمل سکون ہے۔ شراب خانے، عیاشی کے اڈے، حرام گوشت، رقص و موسیقی، کلب و ڈانسنگ ہال سب بند ہو چکے ہیں ریڈیو اور ٹی وی بھی اسلامی رنگ میں رنگے جا چکے ہیں۔ دکانوں پر اشیاء کے نرخ معین ہیں اور افراط زیادہ تر اکا نظارہ ہے۔

ایک ایک چیز سے اسلامی انقلاب کا عملی اثر آشکارا ہر شے میں حیرت انگیز انقلاب ہے ہم محو حیرت

ہیں کہ یہ وہی طہران ہے جس کی عریانی، فحاشی، حرام کاری، بددیانتی اور بے ایمانی کے افسانے ہم کو سنائے جاتے تھے خود ہم نے پندرہ سال بعد طہران کو دیکھا تھا جس کا اب پہچاننا مشکل تھا۔ طہران طول و عرض میں کراچی سے بڑا اور نہایت ترقی یافتہ خوبصورت شہر ہے بس دونوں میں فرق یہ ہے کہ طہران کو مختلف بادشاہوں نے بسایا ہے اور کراچی خود بخود بس گیا ہے۔ طہران کے حسن و جمال و کیفیات کو بیان کرنے کے لیے خود ایک علیحدہ کتاب کی ضرورت ہے ہم صرف اسی پر اکتفا کر رہے ہیں۔ اسی مشغولیت میں مغرب کا وقت آگیا اور ہم آیت اللہ ایمانی کے مکان پر دعوت میں چلے گئے۔ کافی انتظار کرنا پڑا کیونکہ موصوف اہم فیصلوں میں مشغول تھے اجب واپس تشریف لائے تو بڑی گرمجوشی سے چائے کا دور چلا۔ پھر کھانا کھایا اور ایران کی موجودہ نوعیت پر تفصیلی گفتگو رہی جس سے ہماری معلومات میں بے حد اضافہ ہوا۔ کمیٹیوں کا قیام اُن کا طریقۂ کار مستضعفین کی امداد، مقدمات کے فیصلے۔ غرض ایک ایک بات تفصیل سے سمجھ میں آگئی۔ موصوف شب بسر کرنے کے لیے بے حد اصرار کرتے رہے لیکن ہم نے معذرت کی اور تقریباً ۱۱ بجے شب مسافرخانہ واپس آگئے۔ اس طرح آج ہمارے سفر کا پہلا ہفتہ ختم ہو گیا۔

دوسرا ہفتہ

آج ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۹۹ھ، ۱۷ مئی ۱۹۷۹ء اور پنجشنبہ کا دن ہے۔ آج ولادت جناب فاطمہ زہراؑ دختر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاریخ ہے اور آج ہی حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید روح اللہ الموسوی الخمینی کی تاریخ ولادت ہے۔ آج کے دن کو حضرت آیۃ اللہ نے گزشتہ شب کی تقریر میں "یوم مادر یا" یوم زنان قرار دیا ہے اس لئے آج

صبح ہی سے طہران میں عورتوں کے جلوس نکلنے کا شور ہے اور شاید پورے ایران کی یہی کیفیت ہے آج عام تعطیل ہے۔ ہم ضروریات سے فارغ ہو کر مسافر خانہ سے باہر آئے چاروں طرف سے عورتوں کے جلوس کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں بعض مقامات پر حدِ نظر تک عورتیں ہی عورتیں جلوس کی شکل میں نعرے لگاتی ہوئی گزر رہی ہیں۔ مرد رضا کار برین گنوں سے ان کی حفاظت کر رہے ہیں۔ ہم خیابانِ ناصر خسرو سے گزرتے ہوئے شہر کی حالت پر طائرانہ نظر ڈالتے ہوئے شمس العمارہ پہنچ گئے جہاں گزشتہ سفر کے دوران ہم قیام کیا کرتے تھے علامہ نجفی صاحب کو سگریٹوں کی جستجو ہے کچھ دیر بعد ہم چاروں مدرسہ مروی دیکھنے چلے گئے جو عالی شان دینی مدرسہ ہے۔ بہترین عمارت ہے اس وقت جشنِ میلادِ جناب فاطمہ زہرا کی تیاریاں ہو رہی ہیں طلباء و علماء سے مدرسہ بھرا ہوا ہے ہم یہاں بیٹھے تو حسن ناصر الدین صاحب کے ایک دوست آقائی مشکینی سے جو نہایت پُر مزاح بزرگ ہیں اور دینی علوم کا بے حد ذوق رکھتے ہیں، ملاقات ہو گئی ان کی گفتگو نے ہمیں بے حد محظوظ کیا اسی اثنا میں آقائی شیرازی جو آیت اللہ شیرازی بزرگ کے نواسہ ہیں، سے شرفِ نیاز حاصل ہوا اور اسی طرح اور دیگر علماء سے۔ اب جو ہم واپسی کے لیے باہر نکلے تو سڑک پر ایک نہایت بزرگ جسیم شمیم زبردست عمامہ والے تقریباً ۷ فٹ بلند عالم کی زیارت کا شرف سڑک پر حاصل ہوا ہم نے بڑھ کر دست بوسی کی نہایت رعب دار چہرہ ہٹو بچو کرنے والے چند افراد ہمراہ، حسن ناصر الدین نے بتایا کہ یہ آیت اللہ العظمٰی آشتیانی کے نواسے آیت اللہ پہلوان ہیں اصل نام ہمیں معلوم نہ ہو سکا مگر ہم آپ کی شخصیت سے بے حد متاثر ہوئے اس لیے باہمی طور سے تبصرہ کرتے ہوئے مسافر خانہ پہنچے کیونکہ آج ہی ہماری قم کے لیے روانگی طے ہو چکی تھی۔ اور جناب آیۃ اللہ ایمانی نے ہمارے لیے

اپنے بڑے صاحبزادے کو قم مطلع کر دیا تھا کہ قیام کا معقول انتظام ہوٹل بلوار جو حرم جناب معصومہ قم سے نزدیک ہے کر دیا جائے۔ ہم نے طہران کی نماز ادا کر کے ایک ذاتی کار جو کرائے پر بھی چلائی جاتی تھی کرائے پر لی ڈرائیور کے فرائض خود مالک کے دو جوان فرزند ادا کرتے تھے۔

روانگیٔ قم

ٹھیک پانچ بجے شام ہم اپنی اہم منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔ طہران سے قم کا فاصلہ تقریباً ۱۵۰ کیلومیٹر ہے۔ طہران سے باہر نکل کر محسوس ہوا کہ آج شب جمعہ کی مخصوصی کی وجہ سے کارواں کا لامتناہی سلسلہ جانب قم رواں ہے اور ٹریفک کا عجیب غریب کیفیت ہے۔ ڈرائیور صاحب کو آہستہ چلانے کی ہدایت کرتے ہوئے جو شاید یہاں ڈرائیور صاحبان کی عادت و مزاج کے خلاف ہے۔ ہم بہشت زہرا جو ہزاروں شہیدوں کی آرام گاہ آخر دور انسانی قربانی کی تاریخ کا عبرت انگیز مرقع ہے فاتحہ خوانی کے لیے مڑے آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے کبھی فخریہ دل میں جذبات پیدا ہوئے کہ کتنے عظیم و خوش قسمت ہیں یہ مرنے اور شہید ہونے والے جنھوں نے اپنا خون دے کر آزادی کی نعمت حاصل کی۔ اس کے تقریباً ۲ گھنٹے بعد ہم جوار قم میں داخل ہو گئے۔ راستہ میں معلوم ہوا کہ یہاں ٹریفک کی رفتار کے کنٹرول کا خودکار نظام ہے راستہ میں کوہستانی نشیب و فراز میں مختلف مقامات پر ٹوٹی ہوئی گاڑیوں کے انبار نظر آئے جن کی تفصیلات اور ایرانی قوم کی قربانیوں کی دردانگیز داستان جس میں اپنے شہید نہ ہونے کا ملال شامل تھا جوان ڈرائیور ہم کو سناتے رہے کہ ناگہاں ایک دریا سامنے نظر آیا تو فوراً ڈرائیور نے

رفتار کو کم کیا اور کہا کہ یہ وہ دریائے شور ہے جس میں ہزاروں شہیدوں کی لاشوں کو شاہی اور فوجی اہلی کو بیٹر طہران اور دوسرے علاقوں سے لا کر ڈالتے تھے تاکہ کوئی سراغ نہ مل سکے اِس دریا کا پانی سخت کھارا ہے اور ہر چیز کو گلا دیتا ہے۔ نہ معلوم کتنے ہزار انسان اِس دریا میں ڈالے گئے ہیں اس کا علم صرف خدا کو ہے۔ ان وحشتناک و دردانگیز مناظر سے دوچار ہوتے ہوئے وقتِ مغرب سے کچھ قبل ہم اُس سرزمین پر پہنچ گئے جو آج کل پوری دنیا کی توجّہ کا مرکز ہے۔ یہ زمین مقدّس شہر قم کی زمین ہے وہ قم جو ہمیشہ سے مقدّس رہا اور آج بھی مقدّس ہے۔ گاڑی کا رُخ مُڑا تو دُور سے حضرت غریب الغربا امام علی رضاؑ کی مظلوم و معصوم ہمشیرہ جناب فاطمہؑ معصومۂ قم کے روضۂ اقدس کا طلائی گنبد نظروں کے سامنے آیا آنکھوں سے آنسو ٹپکے دل تصوّرِ عظمت سے جھک گئے اور سر زیارت کی سعادت کے فخر سے اونچے ہو گئے پوری تاریخ حافظہ میں گردش کرنے لگی مظلوم بہن بھائی کی محبت میں مدینہ سے نکل کر وارد ہوئی سرزمینِ قم پر پہنچ کر بھائی کی شہادت کی خبر ملی، اہلِ ایران نے دلجوئی کی پُرسہ دیا۔ جنابِ معصومہ نے یہیں قیام کیا اور جلد ہی بھائی کی خدمت میں پہنچ گئیں مگر کیا برکت تھی اُن قدموں میں، کتنی نیک بختیاں اور سعادتیں تھیں معصومہ کے وجود میں کہ پیوندِ زمین ہو کر زمینِ قم کو علم کا گہوارہ بنا دیا اور اپنی قبر کو حصولِ نور و ہدایت کا منارہ بنا دیا۔ آپ کا خوبصورت روضہ رہتی دنیا تک علم و آگہی کی روشنی سے دنیا کو منور کرتا رہے گا اور ہمیشہ آپ کا بھائی کے دیدار سے محروم وجود اور نامراد پیکر نامرادوں کی آغوش کو مراد سے پُر کرتا رہے گا۔

آپ کی عصمت کی شہادت کے لیے اب اِس زمین پر ہمیشہ سجدے ہوتے رہیں گے اور اسلام کی شعاعیں اِس قطعۂ زمین سے کرۂ ارض کو درخشاں کرتی رہیں گی۔ کیا کہنا

جنابِ معصومہ آپ کے وجود کی برکت کا کہ اس دورِ گمراہی و ضلالت اور شاہی کے جبر و استبداد کے مقابل اس مظلوم شہر کی آغوش میں پروردہ آپ کے فرزند روح اللہ خمینی نے چودھویں صدی میں دو ہزار پانچ سو سالہ شاہی کے ظلم و جور کے اندھیروں کو اپنے حق و صداقت کے نور کی تیز تیغ سے کاٹ کر عظیم قربانیاں دیتے ہوئے اسلام کی شمع کو روشن کر دیا۔ کائنات کی پیشانی کا رُخ اس زمین کی طرف موڑ دیا اور آج اس شہر کو اسلامی حکومت کا روحانی دارالسلطنت بنا دیا۔ ہمارا سلام ہو آپ پر اے "معصومۂ قم" اور آپ کے اس عظیم ترین فرزند جناب روح اللہ خمینی پر اور آپ کے شہر کے ذرہ ذرہ پر آج ہم نازاں ہیں اپنی قسمت پر اپنے مقدر پر کہ ہم گنہگار اور اس مقدس سرزمین کی زیارت کا شرف ـــ ایک جھٹکے کے ساتھ گاڑی کی رفتار بہت سُست ہو گئی کیونکہ سواریوں کا لامتناہی سلسلہ مانع تھا آہستہ آہستہ چلتے ہوئے تقریباً نصف ساعت کے بعد ہوٹل طوار کے سامنے گاڑی رُکی مینیجر سے کمرے کے لیے معلوم کیا تو جواب ملا کہ آج کمرہ کہاں ہم نے اُسی وقت انکار کر دیا تھا اس لئے کہ آج سرزمینِ قم پر کمرے کا ملنا محال ہے پوچھا کیوں؟ جواب ملا کہ کیا آپ نے ریڈیو نہیں سُنا، ابھی ابھی اعلان ہوا ہے کہ مخصوص کی بنا پر ایرانی زائرین جوق در جوق آ رہے ہیں تقریباً چودہ لاکھ مشتاقانِ دید قم پہنچ چکے ہیں تاکہ کل روزِ جمعہ زیارتِ جنابِ معصومہ سے مشرف ہو کر اپنے عظیم قائد اعظیم رہبر و عظیم مجاہد کا دیدار کر سکیں کیونکہ بہت مشغولیت کی بنا پر اب یہ راہ نما صرف جمعرات و جمعہ کو ہی ان محبت کرنے والوں سے خطاب فرماتے ہیں جو دور دراز سے صرف ایک جھلک اس عظیم انسان کی دیکھنے کے لیے آتے ہیں وہ انسان جس کے اشاروں پر ہزاروں انسانوں نے جامِ شہادت نوش کر لیا اور جس کی قوتِ ایمانی کے سامنے شاہی پاش پاش ہو کر رہ گئی۔

اور دنیا کی عظیم طاقتوں امریکہ و روس نے گھٹنے ٹیک دیے ۔ وہ انسان جس نے انسانی تاریخ کے دھارے کو موڑ دیا۔

ہمیں تھوڑی سی تشویش ہوئی اور یہ ارادہ کیا کہ ہم بھی لاکھوں زائرین کی طرح جناب معصومہ کے حرم کے کسی گوشے میں شب گزارنے کے لیے بستر لگا دیں گے مگر ہم گاڑی ہی میں بیٹھے رہے کہ کچھ دیر بعد جناب حسن ناصر الدین جو کمرے کی تلاش میں گئے تھے تیزی سے آئے اور کہا کہ چلیے انتظام ہو گیا، میرا ایک دوست مل گیا تھا اُس نے کہا کہ اُن کے اُستاد آقائی محسنی کے مکان میں کمرہ موجود ہے گاڑی گلیوں سے گزرتی ہوئی حضرت آیت اللہ شریعت مداری کے بیت الشرف کے قریب رُکی، سامان اُتارا اور آناً فاناً کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ محسنی صاحب نہایت نیک نفس عالم ہیں شب کے کھانے کے لیے آپ نے خواہش ظاہر کی کہ انھیں موقعہ دیا جائے کیونکہ تہذیبِ ایران کے خلاف ہے کہ مہمان کہیں اور ہوٹل میں کھانا کھائے ۔ کھانے سے فارغ ہو کر شکرِ خدا ادا کر کے ہم شبِ جمعہ میں جناب معصومہ کی زیارت کے لیے چلے گئے حرم کے کسی صحن اور مسجد وغیرہ میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی ضریح کے گرد مسلسل طواف جاری تھا ہم نے نماز ادا کی اور زیارت کے فرائض ادا کرتے ہوئے ضریح کے سامنے پہنچے چند منٹ بعد ہی ضریحِ مقدس کو بوسہ دیا اور جناب معصومہ کی شفقت کا کلمہ پڑھتے ہوئے دعائیں مانگ کر صحن میں آ بیٹھے ۔ اگرچہ شب بیداری کا ارادہ تھا لیکن تھکن نے مجبور کر دیا اور نصفِ شب کے قریب مکان پر آ گئے ۔ رات کو آرام سے سو گئے۔

۱۸ مئی بروز جمعہ کی صبح کو نماز سے فارغ ہو کر ناشتہ جناب آقائی محسنی کے دولت کدہ پر کیا اور اس کے بعد حسن ناصر الدین، جناب آیتہ اللہ خاقانی کے مکان

پر تشریف لے گئے کیونکہ موصوف کو بذریعہ تار پہلے ہی مطلع کر دیا گیا تھا اور میں علامہ نجفی صاحب سے اجازت لے کر اپنے کرم فرما آقائی تقوی سے ملاقات کے لیے جو آج کل حضرت آیت اللہ منتظری نائب خاص حضرت آیت اللہ خمینی مدظلہٗ کے دفتر کے انچارج تھے چلا گیا۔ آپ کی منزل کی تلاش میں زیادہ وقت نہیں ہوئی۔ معروف ترین شخصیت ہیں بازار کے قریب چند کوچوں سے گزرتا ہوا مکان کے ایک چھوٹے سے دروازے پر پہنچا۔ اندر آنے کی اجازت پا کر جو داخل ہوا تو سامنے ایک بڑا کمرہ جس میں قالین کا فرش صحن میں پانی کا حوض چلانے کا چھتا ہوا دور ابھرا ہوا مجمع دراصل آیت اللہ خمینی کے خاص مہمانوں خصوصاً غیر ملکیوں کا انتظام آیت اللہ منتظری کے سکریٹریٹ سے متعلق ہے کیونکہ باہر سے آنے والے جلو وفود پہلے آپ ہی سے ملاقات کرتے ہیں پھر اگر ضرورت ہوتی ہے تو آیت اللہ خمینی سے ملاقات کرائی جاتی ہے ورنہ زیادہ مسائل یہیں حل ہو جاتے ہیں۔ سکریٹریٹ کے کلی طور سے انچارج آپ کے داماد جناب آقائی سید ہادی ہاشمی ہیں۔ باقی کارکن آپکے صاحبزادے آقائی حسن علی آغا۔ آقائی شریعتی و آقائی ابراہیمی وغیرہ ہیں۔

مجھے بیٹھے ہوئے ابھی چند منٹ گزرے تھے کہ میرے آنے کی اطلاع پا کر آقائی تقوی جو اب عالمانہ لباس یعنی عبا و عمامہ میں ملبوس اور پاکستان میں قمیص و پتلون میں رہتے تھے ہنستے ہوئے آئے اور بے ساختہ لپٹ گئے۔ اہل پاکستان کی خیریت دریافت کی ایک ایک جاننے والے کا نام لے کر بہت بہت پوچھا پھر مجھ سے دریافت کیا کہ آپ کیسے آگئے۔ چند یوم پیشتر تو مجھے خط ملا ہے۔ میں نے پورا واقعہ بیان کیا کہ ہمیں تو آیت اللہ خمینی نے بلایا ہے موصوف ہنسنے لگے اور پوچھا کون کون آیا ہے میں نے نام بتائے۔ جب میں نے موصوف کے ٹیلی گرام کا ذکر کیا تو آپ نے دیگر موجود کارکنوں کو بلا کر کہا کہ یہ کیا فرما رہے ہیں جبکہ

ریفرنڈم کے سلسلہ میں تقریباً ساٹھ ہزار ٹیلی گرام موصول ہوئے ہیں جن کا پڑھنا اور جواب دینا کارے دارد ہے۔ پھر تمھارا ٹیلی گرام براہِ راست امام خمینی کے ہاتھ کیسے پہنچ سکتا ہے میں نے عرض کیا کہ ہمیں تو بس اتنا ہی علم ہے۔ اس پر موصوف نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ سب کچھ حضرت حجۃ ابن الحسن علیہ السلام کا صدقہ ہے۔ تمھیں آنا مبارک ہو۔

اب جو میں نے دیکھا تو موصوف کے سر پر سفید عمامہ تھا دریافت کیا کہ یہ عمامہ کیسا، تو مسکرا کر جواب دیا کہ میں تقوی تو پاکستان کے لیے تھا اب شیخ ابراہیمی ہوں اور یہی حال دوسرے ساتھیوں کا ہے تب میں سمجھا کہ ان حضرات نے تحریک کے دوران اپنے نام تبدیل کر رکھے تھے۔ مگر کام مسلسل جاری تھا۔ مجھے اس جذبے کی بے حد قدر ہوئی میں نے دوسرے ساتھی آقائی موسوی کو دریافت کیا تو جواب ملا کہ وہ طہران میں امریکی ایجو کے سینٹر کے انچارج ہیں آج یا کل ملاقات ہو جائے گی اور اس کے بعد فوراً موصوف نے ایک مکان کی چابی پیش کر دی اور فرمایا یہ دو منزلہ مکان خالی ہے جب تک دل چاہے رہو یس ذرا سا حرم سے دور محلہ جوب شور میں ہے۔ اسی اثناء میں وردی پہنے آقائی موسوی بھی آگئے اور مجھ سے کہا کہ چلو مدرسہ فیضیہ میں آیت اللہ خمینی تشریف لا رہے ہیں پہلے یہ منظر دیکھ لو میں فوراً ساتھ چل دیا اب جو مدرسے کے قریب اگر دیکھا تو حدِ نظر تک سر ہی سر نظر آئے خنکی کے باوجود جسموں سے پسینہ بہہ رہا ہے مدرسے میں جانے کا اسی طرف سے ایک ہی دروازہ تھا اس لیے مجمع کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کے دم گھٹے جا رہے تھے۔ ہم یہ منظر دیکھتے رہے آقائی موسوی کو رخصت کیا کچھ دیر ٹھیرے اور آخر کار ناکام ہو کر جائے قیام پر آگئے۔ قیامگاہ کا مژدہ سنایا کچھ دیر آرام کر کے چاروں ممبران پھر آیت اللہ منتظری کے مکان پر گئے مگر انتہائی مصروفیت کے باوجود آقائی ابراہیمی فوراً ہمارے ساتھ اس مکان تک آئے

اور پورا دو منزلہ مکان مع چابی ہمارے حوالہ کر کے خوش وخرم رخصت ہونے لگے، موصوف کا یہ فراخدلانہ احسان ہمارے لیے ہمیشہ ناقابلِ فراموش رہے گا۔ پردیس میں ایسی مہماں نوازی کی مثال نہ ملنے کے برابر ہے۔ خدا ان حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ حقیقتاً یہی مجاہد کی شان ہے۔ پیدل آتے ہوئے راستہ میں موصوف نے ہمیں آیت اللہ خمینی کا پرانا مکان دکھایا جو اَب موصوف نے اپنے بڑے بھائی کو دے دیا ہے" معمولی سا مکان ہے"۔ اب آیت اللہ اپنے ایک شاگرد کے مکان میں بحیثیت کرائے دار رہتے ہیں جہاں دنیا کے سربراہ اور وفود ملاقات کے لیے آتے ہیں۔

اِس سے قبل جب میں نے ابراہیمی صاحب سے حضرت آیۃ اللہ کی ملاقات کے بارے میں عرض کیا تو موصوف نے فرمایا کہ پروگرام کے اعتبار سے جلد ملاقات ہو جائے گی میں نے دریافت کیا کہ کب؟ تو فرمایا کہ "آپ، وجہ کیونکہ دنیا کے مختلف ممالک سے مسلسل وفود آ رہے ہیں اور کسی وفد کی ایک ماہ سے پہلے ملاقات نہیں ہوتی کینیا کا وفد ۵۰ افراد پر مشتمل تھا لیبیا کا وفد بھی بہت بڑا تھا جس میں گیارہ افراد اہم ترین تھے خود وزیر اعظم خالد سربراہی کر رہے تھے اسی طرح بیشتر ممالک کے سفرا آ رہے ہیں۔ یورپ کے ممالک کے عرب ممالک اور قاہرہ کا وفد بھی تھا، امریکہ و کوریا کے سفرا بھی آ چکے۔ آج صبح انتہائی کوشش کے بعد ایک ماہ دس دن گزر جانے پر بنگلہ دیش کے وفد کو موقع ملا ہے اور یہ سلسلہ برابر جاری ہے میں نے عرض کیا کہ ہم عرصۂ ایک ماہ تک قیام نہیں کر سکتے" آپ کو ہماری مصروفیات کا علم ہے اور اگر جلد ملاقات ہونے کا امکان نہیں ہے تو پھر مکان کی چابی لینے کا کوئی فائدہ نہیں ہم جناب معصومہ کی زیارت کر کے چلے جائیں گے۔ ڈیڑھ ماہ بعد جب ہمارا نمبر آئے تو آقا کو ہم سب کی جانب سے دلبستہ سلام عرض کر دیجیے گا۔



مجاهد نستوه آیت الله منتظری

یہ سن کر موصوف ہنستے ہوئے کہنے لگے کہ بہت جلد ناراض ہو گئے مُ ذرا ٹھیرو تو میں آج ہی کوشش کرتا ہوں پھر کئی جگہ ٹیلیفون کیے اور کہا کہ پہلے آیت اللہ منتظری سے ملاقات کر لیں کیونکہ پھر آپ باہر دورے پر جانے والے ہیں۔ ہم نے مسرت کا اظہار کیا۔

حضرت آیت اللہ منتظری سے ایک ملاقات

تھوڑی دیر بعد موصوف نے ایک پوشیدہ دروازے سے آنے کا اشارہ کیا ہم خاموشی سے آئے، مکان کی منزلیں طے کیں اور کچھ دیر بعد ہم شاید زنانے مکان کے ایک کونے کے کمرے پر پہنچ گئے شاید موصوف ہمارے لیے خصوصی اجازت لے چکے تھے۔ ہم نے یہاں جو منظر دیکھا وہ تاحیات یاد رہے گا کہ کمرے میں داخل ہوئے تو اس کے ایک گوشے میں کتابوں کے جھرمٹ میں ایک نہایت سادگی کے مجسمے اخلاق کے پیکر علم وعمل کے مرقعے نے بڑے خلوص سے ہمارا استقبال کیا اور بڑے پیار سے ہمیں بیٹھنے کا اشارہ کیا ہم نے دست بوسی کی کوشش کی تو بار بار اپنے ہاتھ کو کھینچا۔ زہد و تقویٰ چہرہ سے آشکار مگر مزاج میں مزاح کی چاشنی، لیکن بڑی تکلیف دہ بات یہ کہ چند سیکنڈ بعد تشنجی جھٹکوں کے ساتھ آپ ایک طرف کو جھک جاتے جس کا سبب یہ تھا کہ آپ کی پوری زندگی اسلام کے لیے جہاد میں بسر ہوئی اور عمر کا زیادہ حصہ قید خانہ میں گزرا جہاں بجلی کے جھٹکوں (شاک) کے علاوہ دوسری جانکاہ و جانسوز اذیتیں پہنچا کر بظاہر بالکل بیکار کر دیا گیا آپ شہر بدر ہوئے طرح طرح کے مصائب و شدائد برداشت کیے لیکن آئمہ علیہم السلام کی تاسی میں اس مرد مجاہد نے ظلم و جبر کے سامنے کبھی سر خم نہ کیا موصوف اپنی اس کیفیت پر معذرت طلب تھے اور یہ کیفیت دیکھ کر ہماری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ، حضرت آیت اللہ خمینی کے متعہد و

دست راست اور روزِ اول سے شریکِ جہاد رہے ہیں۔ ان کے متعلق ہم آخرِ کتاب میں تعارفاً کچھ تحریر کریں گے۔ معلوم ہوا ہے کہ ایسی حالت میں بھی کام میں مسلسل مشغول رہتے ہیں اکثر آیت اللہ خمینی عیادت کے لیے تشریف لاتے ہیں اور مستقل علاج کے لیے اصرار کرتے ہیں تو بس ایک ہی جواب ہے کہ آقا میرے پاس اسلام کے اس قدر مسائل اور مشغولیات ہیں کہ اب علاج کے لیے وقت کہاں۔ سنا ہے کہ کبھی کبھی آیت اللہ العظمیٰ کی آنکھوں سے بھی اس صحابت اور جاں نثاری پر آنسو نکل آتے ہیں۔ خدا ان کے وجود کو ہمیشہ باقی رکھے۔

مختصر سی ملاقات میں شیرینی سے ہماری تواضع فرمائی، حالات معلوم کیے پاکستان کی نوعیت دریافت فرمائی اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا اور ایک لطیفہ بھی سنا دیا۔ اس کے بعد ہم رخصت ہو گئے۔

چند منٹ کی یہ ملاقات ہمارے لیے تاحیات سرمایۂ افتخار ہے اور رہے گی۔ کاش ہماری قوم پاکستان میں بھی کوئی ایسا ہی مخلص پیدا ہو جائے۔ آمین۔ ہمیں یقین ہو گیا کہ جس قوم کو ایسے مخلص افراد مل جائیں اس کی تحریک کبھی ناکام نہیں ہو سکتی۔ ہم اس ملاقات کے اثر سے مسحور ہو کر جذبات سے سرشار جائے قیام پر آ گئے، رات ہو گئی اور کھانے کی جستجو کرنے لگے، کہ آقائی ابراہیمی آئے اور مژدہ سنایا کہ کل صبح آٹھ بجے آیت اللہ خمینی کے دفتر استقبالیہ میں پہنچ جائیں۔ میں نے عمومی ملاقات کے لیے بیس منٹ کا وقت لے لیا ہے۔ ہم بہت خوش ہوئے اور کافی رات تک محوِ گفتگو رہ کر بالآخر نیند کے جھونکوں سے مجبور ہو گئے مگر اس سے قبل کہ آیت اللہ خمینی مدظلہ سے شرفِ ملاقات ہوتا، علامہ نجفی صاحب قبلہ نے نہایت قابلیت کے ساتھ ایک پانچ نکاتی عرضداشت امام خمینی کی خدمت میں پیش کرنے کے لیے تیار کی اور ہمیں سنائی لہٰذا ہم چند گھنٹوں کے لیے محوِ خواب ہو گئے۔

۱۹ مئی روزِ شنبہ

کی صبح ہمارے لیے حصولِ مقصد کی صبح مسرت تھی جلدی سے تیاری کی مگر ہم سے پہلے جناب حسن ناصر الدین صاحب ، حضرت آیت اللہ خاقانی کے دولت کدہ پر پہنچ گئے ! در ہم وقت مقررہ سے قبل دفترِ استقبالیہ میں حاضر ہو گئے اور مناظرِ محبت کو شوق کی نظروں سے دیکھتے رہے ۔ ایک محلے میں چھوٹی سی سڑک کے داہنے جانب یہ دفتر ہے جہاں ہر وقت چائے کا دَور ملاقات کے خواہشمندوں کے لیے چلتا رہتا ہے اور سڑک کے دوسری جانب نکڑ پر وہ معمولی سا مکان ہے جو آجکل دنیائے اسلام کے مجاہد مسلمانوں کے عظیم قائد اور مملکتِ ایران کے روحانی و مادی فرمانروا کا دار الحکومت یا دار الامارہ ہے سڑک پر چند رکاوٹیں ہیں جہاں فوجِ اسلامی کے مجاہدین ہاتھوں میں برین گن سجائے پہرہ دے رہے ہیں مکان کی چھت پر راڈار نصب ہے ، آخری رکاوٹ کے بعد جس کے ذریعہ کوچہ کی سڑک بند کی جاتی ہے ۔ ہر وقت مشتاقانِ دید اور حاجتمندوں کا جم غفیر ہے ۔ اس وقت مشہدِ مقدس کی سیکڑوں چادر پوش مجاہد و رضا کار خواتین کا مجمع ہے ہر خاتون کے بازو پر لا الٰہ الا اللہ ، کی سفید پٹی لگی ہوئی ہے ۔ آج ان کو باریابی کی اجازت مل چکی ہے قطار بندی ہو رہی ہے اور نائب امام کے معتمدین آقائی ہادی موسوی ، آقائی توسلی وغیرہ انتظام میں مشغول ہیں ۔ اس وقت امامیہ اسٹوڈنٹس آرگنائزیشن لاہور کے دونوں طالب علم آ گئے اور نائب امام کے دیدار کے لیے بے چین ہیں ۔ وقت ملاقات قریب آ چکا ہے ، ایک دم ہمارے ساتھی حسن ناصر الدین صاحب تشریف لائے ہیں ہاتھوں میں ایک پرچہ ہے ، آتے ہی ارشاد فرمایا کہ جناب آیت اللہ صاحب خاقانی نے ہمارے لیے خصوصی ملاقات کا وقت کل شب آٹھ بجے نصف ساعت کے لیے

کافی کوشش کے بعد حاصل کر لیا ہے۔ ہم نے فوراً سکریٹری ایٹ کے انچارج اور دفتر استقبالیہ کے سربراہ جناب آقائی توسّلی سے معلوم کیا، موصوف نے تصدیق فرما دی۔ ہم نے اس وقت لاہور کے دونوں طلبار کو ملاقات کا موقع دے دیا جو اس اقدام پر بہت خوش ہوئے کیونکہ ان کے پاس وقت بہت کم تھا۔ اور ہم فوراً واپس مدرسہ آیت اللہ مرعشی النجفی خیابان ارم آگئے۔

آیت اللہ نجفی کا یہ مدرسہ سڑک پر واقع ہے اور حرم سے قریب ہے یہاں پہنچے تو جناب حجۃ الاسلام مولانا علی قاسم صاحب قبلہ جو فیض آباد ہندوستان کے باشندے ہیں اور آج کل اس مدرسہ میں حصولِ تعلیم دین میں مشغول ہیں، نے بڑی محبت سے استقبال کیا اور تھوڑی سی دیر میں اس خلوص کا مظاہرہ کیا کہ بالکل یگانگت پیدا ہو گئی۔ بڑی خوبیوں کے مالک ہیں اور آیت اللہ خمینی مدظلہ سے والہانہ عقیدت رکھتے ہیں۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ جناب حجۃ الاسلام مولانا شیخ محمد علی صاحب جو بمبئی، ہندوستان کے طالب علم ہیں تشریف لائے۔ بڑی مفید اور دلچسپ پرخلوص گفتگو رہی ہماری معلومات میں بڑا اضافہ ہوا۔ ہندوستان اور پاکستان سے آنے والے حضرات کی داستانیں سنیں اُن کا انجام سُنا۔ کچھ پاکستانی طلبار جو پنجاب و بلتستان و پاراچنار سے متعلق تھے ان سے بھی ملاقات ہوئی تو پتہ چلا کہ یہ سب حضرات ہمارے قومی افراد کے حالات سے بخوبی واقف ہیں اور ان کو سب کچھ معلوم ہے اور ان کے ذریعے سے قم کے علمائے کرام بھی پوری طرح حالات سے باخبر ہیں۔ جناب مولانا علی قاسم صاحب کا کمرہ ہماری ملاقات کے لیے ریزرو ہو گیا اور موصوف چلتے وقت تک فراموش نہ کرنے والی خدمات انجام دیتے رہے خداوند عالم ان کو ہمیشہ خوش و خرم رکھے۔

ظہر سے قبل ہم نجف اشرف کی مشہور و معروف شخصیت جناب آیۃ اللہ شیخ محمد رضا طبسی



جو بہت سی اہم ترین کتابوں کے مصنف ہیں سے ملاقات کے لئے گئے، بڑی ہی محبت سے پیش آئے اور ہمارے آنے پر بہت خوش ہوئے گفتگو کے بعد اپنی کتابوں کے سیٹ ہم سب کو پیش کیے آٹوگراف ڈائری پر اپنے قلم سے بہترین تحریر عنایت فرمائی حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کے فضائل پر حدیثیں سنائیں۔ آپ کے عالم صاحبزادے بھی دورانِ ملاقات موجود رہے۔ کھانے کا بے حد اصرار فرماتے رہے مگر ہم مشغولیت کے پیش نظر رخصت ہو کر مدرسہ آ گئے

حضرت آیۃ اللہ شہاب الدین مرعشی سے ملاقات

سہ پہر کو بزرگ مرجع حضرت آیۃ اللہ شہاب الدین مرعشی کے در دولت پہ بذریعہ حجۃ الاسلام آقائی شیخ علی اصغر طہرانی جو آپ کے مدار المہام ہیں باریاب ہوئے موصوف دورِ حاضر میں علم الانساب کی معروف ترین شخصیت ہیں اور پاک و ہند کے علماء فضلاء کے علاوہ شہروں قریوں اور نسلوں سے بھی واقف ہیں آپ نے سرزمین قم پر نادر روزگار لائبریری قائم فرمائی ہے سنا ہے اس میں اٹھارہ ہزار صرف قلمی نادر نسخے موجود ہیں اور مذہبی شاید ہی کوئی کتاب ہو جو اس کتب خانہ میں موجود نہ ہو اگرچہ طبیعت کچھ ناساز تھی مگر بے تکلف گفتگو فرماتے رہے۔ حالات دریافت فرماتے رہے اور علمی مسائل کی جانب متوجہ فرماتے رہے۔ آپ روضہ جناب معصومہ قم میں نماز مغربین پڑھاتے ہیں روزانہ ہزاروں کا مجمع آتا ہے نہایت مقدس بزرگ ہیں اور عظیم شخصیت ہیں افسوس وقت کی کمی کے باعث ہم آپ کے کتب خانہ کی سیر نہ کر سکے آپ کے کئی مدرسے بھی ہیں جن کے کل اخراجات آپ ہی برداشت کرتے ہیں۔ بیرون شہر زمین خرید کر ضرورت مندوں کو مکانات بنانے کے لیے آپ نے دی ہے۔ میرے دوست

حجۃ الاسلام سید حسین گلگتی صاحب نے بھی آپ کی عطا کردہ زمین پر مکان بنایا ہے۔ آپ عمر میں بزرگ ہونے کے باوجود ہر منزل پر حضرت آیۃ اللہ خمینی کے موید و معین و مددگار رہے اور موجودہ جہاد انقلاب میں روز اول سے سینہ سپر رہے اور ہیں۔ آپ نے اپنے مکان سے متصل ہی ایک بہت بڑا عزاخانہ بنایا ہے جس میں خود بھی موعظ فرماتے ہیں اور بہترین انتظام ہے ہر وقت آپ کا دربار آنے والوں سے بھرا رہتا ہے تقریباً ہر مرجع و دیگر عظیم علماء کے یہاں یہی کیفیت ہے۔ غرض یہ مختصر صحبت بھی ہمارے لئے باعث افتخار رہے گی علامہ نجفی صاحب سے مسلسل گفتگو فرماتے رہے مولانا شیخ علی مدد صاحب نے بھی گاہ بگاہ مخاطبہ فرمایا۔ ہم چائے پی کر وقت مغرب رخصت ہوئے۔ اور علی قاسم صاحب کے کمرے میں پہنچے نماز سے فارغ ہو کر مشغول گفتگو تھے کہ حضرت حجۃ الاسلام مولانا سید عابد شبر صاحب جو کراچی کی معروف شخصیت ہیں اور آج کل دار التبلیغ آقائے شریعت مداری میں ایک اہم شعبہ کے انچارج ہیں سے ملاقات ہوئی دلچسپ اور گھریلو گفتگو رہی آپ سے مل کر بڑی ہمت افزائی ہوئی اور مسرت ہوئی آپ نے ہمارے آنے کو بہت سراہا۔ خصوصاً نجفی صاحب جو آپ کے ابتدائی عمر ہی سے ساتھی ہیں سے مل کر بہت خوش اور مطمئن ہوئے اور ہمیں موجودہ حالات کے نشیب و فراز سے آگاہ فرمایا آپ مسلسل ملاقات فرماتے رہے جب تک ہمارا قم میں قیام رہا۔ اس کے بعد ہم جائے قیام پر آئے اور ٹیلی ویژن دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ کیوں کہ آج ایک مقدمہ کی روئداد دکھائی جا رہی تھی۔ ملزم و مجرم نادری نے

ساواک کے ظلم وستم کی جو تصویر کشی کی اس کو دیکھ کر ہم آنسو ضبط نہ کر سکے اور جب مجرم نے نہایت مہذب طور سے شرمندگی کے عالم میں تمام جرائم کا اعتراف کیا تو ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے اس وقت ہمیں پاکستان کے ناعاقبت اندیش افراد جو علم نہ رکھنے کے باوجود موجودہ حکومت ایران پر اعتراض کرتے رہتے ہیں بہت یاد آئے اگر وہ ان مظالم کو دیکھتے تو فیصلہ کرتے کہ سزا پانے والے ظالموں کی تعداد بھی بہت کم ہے اور ان سب کے ساتھ انصاف ہی ہو رہا ہے کیوں کہ ظالم کو معاف کرنا خود معاشرے کے ساتھ ظلم ہے اس کے بعد جناب علامہ نجفی صاحب نے حضرت آیۃ اللہ خمینی کو پیش کرنے والی عرضداشت کو از سرِ نو جامعیت کے ساتھ ترتیب دیا اور سو گئے۔



حضرت جلالۃ الاسلام مجدد دین آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی دام ظلہ العالی

زیارت نائب امام

آج ۲۰ مئی اور اتوار کا دن ہے۔ علاوہ آیتہ اللہ کی ملاقات کے ہمارا کوئی پروگرام نہیں ہے کیونکہ علاوہ زیارت مقامات مقدسہ کے ہمارا دوسرا اہم مقصد سفر یہی تھا آج ہم دل میں کس قدر مسرور ہیں اس کا اظہار الفاظ میں ممکن نہیں آج ہم کو جو سعادت حاصل ہونے والی ہے۔ اس کا احساس دور بیٹھنے والے کر ہی نہیں سکتے دن گزرا ہم نے تیاری مکمل کی اور تقریباً ۶ بجے شام استقبالیہ کمرے میں پہنچ گئے۔ ابھی ہمیں بیٹھے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ہم نے ادائے نماز مغربین کو اولیت دی نماز کی ادائیگی سے ابھی پوری طرح فرصت بھی نہ پائی تھی کہ بحرین کے شیوخ، علماء، تجار اور دیگر سربرآوردہ شخصیتیں آنا شروع ہوگئیں اور کمرے میں ترتیب سے بیٹھنا شروع کر دیا ان کے ساتھ نئے ڈیزائن کے کیمرے مختلف نوعیتوں کے ٹیپ ریکارڈر وغیرہ وغیرہ عجیب سامان تھا۔ سب نے چائے پی اور فوٹو گرافی کا شغل شروع ہوگیا معلوم ہوا کہ پچاس افراد پر مشتمل یہ بحرین کا وفد ہے اور ۶ حضرات ان کے ساتھ قطیف سعودی عربیہ کے ہیں جن کی ملاقات ہمارے بعد ہوگی اگرچہ ان کا وقت کافی عرصہ پہلے سے معین ہو چکا ہے۔ بحرین کے وفد کے منتظم اعلیٰ ہمارے پاس آئے ٹوٹی پھوٹی اردو زبان سے واقف تھے۔ ہم سے کہا کہ آپ ہمارے بھائی پاکستانی علماء ہیں لہذا ہم آپ حضرات کے فوٹو بھی لینا چاہتے ہیں ہم نے رضامندی کا اظہار کیا تو فوراً کیمرے پھر حرکت میں آگئے شاید فلم تیار ہو رہی تھی علامہ نجفی نے بے تکان عربی زبان میں گفتگو

شروع کی تو یہ حضرات بہت متاثر ہوئے ملاقات کے وقت میں قصداً تاخیر ہوئی
اور ہم بے چین ہوئے تو فوراً آواز آئی وفد علمائے پاکستان پہلے آئے اور بحرین بھی
ساتھ ہی آجائیں ہم سب عجلت سے اٹھے متانت سے چلے سڑک پار کی تو حضرت آیتہ اللہ
کے موجودہ مکان کے دروازے پر پہنچ گئے یہاں مجاہد جوان اور کچھ معتمدین موجود تھے
جو اندر جانے والوں کی تلاشی لے رہے تھے ہمیں دیکھ کر پوچھا آپ علمائے پاکستان ہیں ہم
نے اثبات میں جواب دیا تو ہمارے ساتھ خصوصی عزت واحترام ورعایت کا سلوک
کرتے ہوئے فرمایا داہنی جانب کمرے میں تشریف لے جائیے دروازے کے بالکل سامنے
چھوٹا سا دفتر تھا چند سیڑھیاں چڑھنے کے بعد ملاقات کا کمرہ تھا جس میں ایک جانب
قالین پر ایک چارخانہ کمبل بچھا ہوا تھا۔ پتہ چلا کہ یہ ہے وہ مسند فقیرانہ جس پر شاہوں
کے تاج اور کج کلاہوں کی ٹوپیاں ہر روز سجدہ ریز ہوتی ہیں۔ ہم فوراً بالکل کمبل کے پاس
سامنے بیٹھ گئے۔ اور ہمارے پیچھے بحرین وسعودی عرب کے حضرات بیٹھتے چلے گئے کمرہ
بھر گیا۔ ٹی۔وی۔ اور ریڈیو کا عملہ اخبارات کے نمائندے غیر ملکی نامہ نگار طرح طرح
کے متحرک کیمرے یہاں کے یومیہ پروگرام کے اعتبار سے نظر آنے لگے کہ سامنے کے
کمرے کا دروازہ کھلا اور ہمارا دل ہلا نظر اٹھی تو دیکھا کہ گردن جھکائے ہوئے حضرت
آیتہ اللہ العظمیٰ مع چند اعزاء جن میں ایک چھوٹا سا بچہ بھی تھا پر رعب وعالمانہ جلال
کے ساتھ برآمد ہوئے اور کمبل پر تشریف فرما ہوتے ہی ہم نے دست بوسی کا شرف
حاصل کیا۔ مگر اس کے بعد ہم پر ایک محویت کی کیفیت طاری ہو گئی، نگاہیں چہرہ پہ
جم کے رہ گئیں دل کہنے لگا کہ یہ ہے نحیف جسم وجسمانیت کا وہ عظیم انسان جس کی قوت
نے دو ہزار پانچسو سالہ شاہی کے پرخچے اڑا دیئے، روس وامریکہ، برطانیہ وفرانس

کی طاقتوں کو سرنگوں کر دیا چھ ہزار میل کے فاصلے سے جس کی محبت میں لاکھوں انسانوں نے قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر دیا یہ ایران کا مجاہد اعظم مسلمانوں کا عظیم قائد اور اس صدی کا معجز نما انسان ہے۔ کتنا بہادر اور کتنا شجاع ہے یہ مرد بزرگ بے ساختہ ایمان نے متوجہ کیا روح نے آواز دی نہیں عام انسان نہیں۔ یہ نائب امام ہے یہ عظمت انسانیت کا مرقع، شجاعت علوی کی تصویر صبر و استقلال، اہلبیت کا پیکر، علم و دانش کا سورج، میدان سیاست کا شہسوار، فرزند حیدر کرار رہرو جادۂ حسینی یعنی سید روح اللہ الموسوی الخمینی ہیں۔ ہم انہیں خیالات استعجاب میں غرق تھے کہ بحرین کے عالم نمائندے نے عربی زبان میں ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہوئے سپاسنامہ پڑھنا شروع کیا کمرے میں سکوت کی کیفیت طاری ہو گئی مگر باہر کے مجمع کے شور کی آوازیں بھی کبھی کبھی کانوں سے ٹکرا جاتی تھیں۔

میں نے علامہ نجفی صاحب سے عرض کیا کہ آپ بھی تقریر کریں، بحرینی عالم نے بیان کو ختم کیا تو درود کے نعرے کی آواز بلند ہوئی اور فوراً نجفی صاحب نے بیٹھے ہوئے اپنے مقام پر بہترین فارسی میں خطاب شروع کر دیا مشکل سے تین منٹ تقریر فرمائی لیکن اپنی قابلیت کا کمال دکھا دیا۔ اس مختصر وقت میں جامعیت کے ساتھ سب کچھ کہہ دیا۔ خود آیۃ اللہ متاثر ہوئے تو گوشہ چشم سے نجفی صاحب کو دیکھا ادھر مجمع سے احسنت احسنت کی صدائیں بلند ہو گئیں۔ اور پھر نعرۂ درود کا شور اٹھا اسی شور میں ایک دم آواز آئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ نائب امام کی آواز تھی۔ تمام مجمع ہمہ تن گوش ہو گیا، ہر لب پہ مہر سکوت لگ گئی کیمرے حرکت میں آ گئے اور آپ نے بے نیازی کے ساتھ کلام کو جاری رکھتے ہوئے پہلے ہم سب کا خیر مقدم فرمایا پھر ایران کی اسلامی تحریک کا پس منظر و تفصیلات

بتائیں فلسفۂ انقلاب پر روشنی ڈالتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہماری بے مثال کامیابی اللہ کی مدد، امام زمانہ کی حمایت اور ایرانی عوام کے متحدہ ایمانی جذبہ کا نتیجہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو اسلام کی عظمت بحال کرنے کے لئے صف آرا ہو جانا چاہئے۔ اسلام دین توحید ہے، عدل اجتماعی اور معیشت و معاشرت کا غیر طبقاتی نظام دین الٰہی میں جوہری حیثیت رکھتا ہے۔ پھر آپ نے پاکستان سمیت دنیا کے تمام مسلمانوں سے اپیل کی کہ وہ متحد و ہم رنگ و ہم آہنگ ہو کر اسلام کا نام روشن کریں، نام نہاد اسلامی حکومتوں کی جگہ حقیقی و واقعی اسلامی حکومتیں قائم کرنے کے لئے سرگرم عمل ہو جائیں پھر زور دے کر ارشاد فرمایا کہ اگر کبھی کوئی طبقہ اپنے جائز حق سے محروم ہے تو اسے اپنے حق کی بھیک نہیں مانگنا چاہئے۔ حق عوام کی متحدہ طاقت اور ایمان کی ناقابل تسخیر قوت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس موقع پر ایرانی انقلاب میں ایمانی قوتوں کا ذکر کرتے ہوئے ایمان کی برکتوں پر روشنی ڈالی اور ایران کی موجودہ اقتصادی خوشحالی پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ انقلاب آئے ہوئے ابھی زیادہ دن نہیں گزرے ابھی چند یوم پیشتر ہی ہم نے ایمان کی قوت سے اس طاغوت (شاہ) کو ملک سے باہر نکالا ہے جس کے پاس تمام مادی طاقتیں تھیں اور جس نے جاتے وقت تمام فصلوں کو تباہ کر دیا تھا لیکن یہ ایمان کی برکت ہے کہ مجھے کل محکمۂ زراعت نے اطلاع دی ہے کہ برباد شدہ فصل سے جو غلّہ حاصل ہوا ہے وہ گذشتہ ۱۵ سالوں کے مقابلہ میں زیادہ ہے یہ ہیں ایمان کی برکتیں اس وقت مسرت و محویت کی کیفیت میں میری زبان سے بلند آواز میں لاشعوری طور سے بے ساختہ

نکلا "سبحان اللہ" ہمارے ملک میں استعجاب و تعریف کے موقع پر عموماً یہ جملہ استعمال کرتے ہیں لیکن ایران و عرب میں ایسا نہیں بلکہ وہاں دوسرے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں میری آواز چونکہ بلند تھی اس لئے اس کو سن کر حضرت آیۃ اللہ فوراً مسکراتے ہوئے ہماری جانب نگراں ہو گئے اور آپ کا موڈ کچھ ایسا بدلا کہ دو تین مختصر سے لطیفے بھی مسکراتے ہوئے اپنی تقریر میں سنا دیئے اور بجائے آدھ گھنٹہ کے ایک گھنٹہ اکتیس منٹ خطاب فرماتے رہے غالباً یہ سب سے زیادہ وقت تھا جو کسی بیرونی وفد کو حاصل ہوا۔ اس واقعہ کی قم میں شہرت ہو گئی اور اخبار نویس وغیرہ بھی حیران رہ گئے۔ ہم آپ کی مسلسل تقریر کا اردو ترجمہ اس کتاب کے آخر میں پیش کر رہے ہیں، موصوف اٹھے کمرے کا رخ کیا ہم نے بڑھ کر فوراً آپ کے ذاتی معاون کے ذریعے حقیر ہدیہ اپنی تحریر کی ہوئی کتابیں ایران کا بحران و آیۃ اللہ خمینی جنبش اسلامی ایران یا رہبر ما خمینی اور جہاد اکبر نیز ایک طغری جس میں حضرت آیۃ اللہ کے اسم گرامی کے ساتھ نصیر ترابی صاحب کی نکالی کامیابی انقلاب اسلامی ایران کی تاریخ آیۃ اللہ الکبرا سید روح اللہ الموسوی الخمینی "۱۹۷۹۔" تحریر تھی پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ نیز ایک تحریری عرضداشت بھی خدمت اقدس میں پیش کی۔ بحرینی حضرات نے کیا پیش کیا ہمیں علم نہ ہو سکا۔ ہماری اس ملاقات کی تفصیل ایران کے تمام اخبارات میں شائع ہوئی ریڈیو ٹیلی ویژن سے نشر کی گئی۔ بی بی سی نے بھی مختصر حال سنایا۔ اور اب سنا ہے کہ پاکستان میں بھی جزوی طور سے اس بلیٹن کو جگہ دی گئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الموسوی الخمینی

سید روح اللہ

آیۃ اللہ العظمیٰ

حضرت جلالۃ الاسلام مجدد دین مجاہد اعظم

تاریخ انقلاب اسلامی ایران در سال میلادی

"آیت اللہ اکبر سید روح اللہ الموسوی الخمینی"

۱۹۷۹ء

(نصیر ترابی)

نذرِ عقیدت

احقر الناس: سید محمد عباس قمر زیدی پاکستان

موتمر علمائے امامیہ پاکستان کے وفد کے دورۂ ایران کے موقع پر پیش کیا گیا۔ تہران

عرضداشت

بسم الله الرحمن الرحیم

Telephone : 61049

موتمر علمائے امامیہ (پاکستان)

Motamar-e-Ulama-e-Imamia (Pakistan)

1/J/13/7, NAZIMABAD,
KARACHI-18

Ref. No. Dated 19

سماحة الحجة الامام الخمینی ادام الله ظله

باکمال ادب واحترام بعرض اقدس عالی میرساند

(۱) شیعیان پاکستان چشم امید شان به آستان مبارک دوخته و خواستارند که پیشوای بزرگ جهان تشیع وکیل نمائی را از طرف خود تعیین فرموده به پاکستان اعزام دهند۔

(۲) این استدعا و درخواست ما جز [illegible] طائفه جعفریه است در حضرت آیة الله العظمی برای [illegible] کردن پاکستان به قدوم میمنت لزوم خود دعوت [illegible] پاکستان را [illegible] و شیعیان آن سامان را زندگانی نوینی ارزانی فرمایند۔

(۳) پیروان مذهب جعفری مانند سایر شیعیان جهان سعادت دین و دنیای خود را در دست مبارک حضور معظم میدانند فلذا در راه حفظ و صیانت حقوق مذهبی خویش ارشاد حضرتعالی خواستار کمک بیشتر و راهنمائی میباشند۔

(۴) دانشمندان و نویسندگان پاکستانی نیازمند به مدارکی هستند که برای خنثی کردن تبلیغات سوء علیه دولت جمهوری اسلامی ایران مؤثر باشند۔

(۵) شیعیان اعلام مشتاقند اینکه بندگان حضرتعالی رابطه و علاقه مستقیم داشته باشند از احوال و اوضاع ایران مستقیماً اطلاع و همچنین مسائل و مشکلات پاکستان را با حضور انور عرض نمایند۔

— [illegible] مؤتمر علمای امامیه پاکستان —

حضرت آیۃ اللہ فانی کی دعوت

ہم اس قدر جلد ملاقات کی نعمت کے حصول کی مسرت میں پھولے نہیں سما رہے تھے اور وقت تیزی سے گزر رہا تھا تقریباً شب کے گیارہ بج چکے تھے اور ہماری شب کی دعوت آیۃ اللہ العظمیٰ علامہ سید علی فانی جو ہمارے محسن اور ایران کے بزرگ ترین علماء و مجاہدین میں ہیں کے دولت کدے پر تھی۔ موصوف ہمارے انتظار میں بیدار تھے۔ عجیب و غریب پُر محبت شخصیت ہیں آپ نے شاید گھر والوں کو بیدار کیا اور نصف شب ہمارے لئے بڑی تیاری کے ساتھ دسترخوان بچھا دیا۔ سب نے موصوف کے اصرار پر سیر ہو کر کھانا کھایا چائے کا دور چلتا رہا اور شب کا وقت گزرتا رہا۔ ہم نے صبح حاضر ہونے کا وعدہ کیا تو اجازت ملی۔ نصف شب کے بعد جائے قیام پر پہنچے پر کیف ملاقات کا لمحہ لمحہ نظروں میں گردش کر رہا تھا نیند کا نام و نشان آس پاس نہ تھا حافظہ تیزی سے کام کر رہا تھا کہ یکایک ہمیں اس ملاقات کی عظمت اور حضرت آیۃ اللہ کی عظیم شخصیت کے ساتھ بہت سی باتیں اہل وطن کی یاد آنے لگیں یکایک نگاہوں کے سامنے کچھ حقیر سی تصویریں گردش کرنے لگیں، دماغ چکرانے لگا، گردن شرم سے خم ہونے لگی بے ساختہ دل نے کہا کہ کتنے غیر عارف منزل ناشناس مغالطہ کا شکار عیار و دنیا دار تھے یہ لوگ جو ظالم شاہ اور عادل نائب امام کے درمیان صلح کے لئے اپنی خدمات پیش کر رہے تھے کیا ان کی حیثیت اور کیا ان کے ارادے۔ حیرت سے خیال آیا کہ اگرچہ ایسے موقع پرست و ابن الوقت

وفد روز عاشورہ میدان کربلا میں ہوتے تو شاید امام حسینؑ و یزید کے درمیان بھی صلح کے لئے اپنی خدمات پیش فرما دیتے کیوں کہ ان کے نزدیک ظالم و مظلوم دونوں برابر ہیں۔ ممکن ہے ایسے ہی مفتیوں نے قتل حسین کا فتویٰ دیا ہو۔



ارکان وفد حضرت آیۃ اللہ خالصی دام ظلہ العالی کی خدمت میں

ان تصورات نے طبیعت کو مکدر اور مزاج کو پراگندہ کر دیا۔ بڑی بے کلی کی صورت میں رات گزری جو ہمیشہ یاد رہے گی۔

۱۱ مئی بروز دوشنبہ ہم ضروریات و ناشتہ سے فارغ ہو کر مطابق وعدہ حضرت آیۃ اللہ فانی کے مکان پر حاضر ہوئے اور تقریباً ۱۱ بجے فوٹو گرافر آپہنچے جنہوں نے گروپ فوٹو لئے آیۃ اللہ موصوف علامہ نجفی کی قابلیت سے بہت متاثر ہوئے اور مجھ سے بھی خصوصی شفقت کے ساتھ پیش آئے سب کو چند کتابیں عنایت فرمائیں مجھے ایک کتاب کے اردو ترجمہ کا حکم دیا۔

حضرت آیۃ اللہ فانی عربی فارسی کے علاوہ اردو انگریزی وغیرہ سے بھی اچھی خاصی واقفیت رکھتے ہیں آپ کی کتاب توضیح المسائل جو انگریزی زبان میں کراچی میں طبع ہوئی ہے اس وقت اس کی اصلاح خود فرما رہے تھے آپ نے علم امام کے موضوع پر ایک کتاب صرف ایک شب میں تصنیف فرمائی بڑی قابلیت کے مالک ہیں اور کافی کتابوں کے مصنف ہیں آپ کے شاگرد ہندو پاکستان میں بھی موجود ہیں۔

آپ سے رخصت ہو کر ہم مدرسہ آیت اللہ نجفی میں آگئے جہاں آیۃ اللہ ایمانی طہرانی کے بڑے صاحبزادے سے ملاقات ہوئی تعارف کے بعد آپ نے اس مدرسہ میں اپنے کمرے کی چابیاں ہمیں عنایت فرمادیں اور فرمایا کہ کمرہ خالی ہے آپ جب تک چاہیں استعمال کریں۔ اس طرح درمیان شہر بھی ہماری نشست کا مکمل انتظام ہوگیا۔

ایران کے جملہ اخبارات نے وفد کی ملاقات کی تفصیلات شائع کیں ۔ بطور نمونہ روزنامہ اطلاعات ایران کی اطلاع کا عکس

اطلاعات

دیدار روحانیون پاکستان و بحرین با امام خمینی

ملل اسلامی باید متفق شوند

جمعی از روحانیون بحرین و پاکستان و نمایندگان گروه های مختلف مردم این دو کشور دیشب، با امام دیدار کردند. امام دراین جمع گفتند:

دراین مجلس برادران ایرانی، بحرینی و پاکستانی دور هم نشسته‌ایم و مشکلات خودمان را میتوانیم بیان کنیم. دراین صدسال که اجنبی ها به شرق راه پیدا کردند، مشغول مطالعه شدند در همه وجوهات. در جهات مادی، درجهات معنوی، گروههای مختلفی که از آنها، مطالعات دقیقی کردند، امیدوار بودند که اولا شرق، ممالک غنی است، از حیث مخازن زیر ـ زمینی و روی زمینی. از قبیل مراتع بزرگ و غنی، جنگل های بزرگ و غنی و مخازن نفتی که مطلع هستند. و سایر مخازن که بسیاری از آنها، شاید الان هم خودشرقی ها مطلع نیستند و چون آنها آمده‌اند و دیده‌اند، آن زمانی که اتومبیل و وسایل دیگر نبود، آنها شترسوار می شدند و حرکت میکردند و به اسم سیاح می‌آمدند اطراف را میدیدند، عکس برداری می کردند و مخازن زیر زمینی را هم پیدا میکردند و مطالعاتی هم در روحیات مردم داشتند. آنها دیدند اگر بخواهند این مخازن را تصاحب کنند، چه باید بکنند؟

فکر کردند که اگر اینها باهم باشند، اگر همه ممالک شرقی باهم باشند، اجتماع داشته باشند، امکان ندارد که به مخازن آنها دست پیدا کنند. پس باید قشرها را از هم جدا کرده، یکی از مسایلی که برای ما خیلی مورد اهمیت است و برای آنها هم مهم بوده، این است که اگر اسلام آنطور که هست مسلمین بدان دست بیابند، باز هم موقعیت آنها به خطر می‌افتد. فکر کردند و تبلیغات مختلف که مطلقا ادیان را از چشم مردم بیندازند. تبلیغات کردند که "دین افیون جامعه است". ادیان برای این آمده است که مردم را خواب بکنند و اشخاص مقتدر و سلاطین بیایند و مردم را بچاپند و قشر های مذهبی هم مردم را خواب کنند. او همینطور دنبال! این موضوع افتادند قشر روحانی را بین مردم طور دیگری جلوه دهند می گفتند که اینها درباری هستند و برای سلاطین کار می کنند. اینهم یک تبلیغ وسیعی بود که آنها برای پیشبرد مقاصد خود میکردند.

امام در ادامه سخنان خود، ملل اسلامی را به اتفاق و یکرنگی، دعوت کردند تا یک پارچه و یکدل، در مقابل چنگال استعمار، بپا خیزند و ملل اسلامی باید متفق شوند.

علامہ طبسیؒ سے ملاقات

وقت ظہر نماز و زیارت سے فارغ ہوتے کچھ دیر مدرسہ میں آرام کیا اور سہ پہر کو ہم حضرت علامہ سید محمد علی طبسی جو کربلائے معلیٰ کے مشہور و معروف مجتہد آیۃ اللہ طبسی کے فرزند ہیں اور خود بھی نہایت خوبیوں کے مالک اور اخلاق کا مجسمہ نہایت سادہ مزاج عالم ہیں کے دولت کدہ پہ پہنچے تو ایک مختصر سی مجلس میں شرکت کا موقع ملا بعد مجلس ایک دلچسپ حدیث ان مولانا کی زبانی سنی جو علامہ کے بچوں کو درس دیتے تھے اس موضوع پر جناب نجفی صاحب قبلہ سے کافی نوک جھونک رہی۔ بات کتب مدارک تک پہنچی۔ علامہ نجفی نے وسائل کی عبارت پڑھی اور تمام علماء نے تسلیم کیا کہ اس سے وہ بات ثابت نہیں ہوتی جو دوسرے مولانا ثابت کر رہے تھے۔ بہرحال اس علمی دلچسپی میں وقت مغرب آگیا۔ طبسی صاحب نے بڑی خاطر تواضع فرمائی دعوت کا وعدہ لیا اور ہم رخصت ہو کر جائے قیام پر واپس لوٹ آئے۔ آج شب میں ٹی۔وی پر پھر ایک مجرم کا مقدمہ دیکھا جو ہمیشہ یاد رہے گا۔ کیوں کہ نہایت عبرت انگیز تھا۔

حضرت آیۃ اللہ شریعت مدار سے ملاقات

۲۲ مئی بروز سہ شنبہ ہمیں بذریعہ مولانا عابد شبیر صاحب اطلاع ملی کہ شام کو ۵ بجے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد کاظم شریعت مدار نے ملاقات کا وقت عنایت فرمایا ہے۔ جبکہ ۶ بجے حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد رضا گلپائیگانی سے ملاقات



کا وقت مقرر ہو چکا تھا۔ ہم دن بھر آیتہ اللہ نجفی کے مدرسہ میں ملاقاتیوں سے مصروف گفتگو رہے۔ آیتہ اللہ طلعتمنظری کے مکان پر حاضر ہوئے اور پھر شام کو جناب مولانا عابد شبیر صاحب و جناب جعفری صاحب جو آیتہ اللہ شریعت مدار کے دارالتبلیغ میں مہتمم ہیں، کے ہمراہ وقت سے پہلے ہی حضرت آیتہ اللہ شریعت مدار کے دردولت پر حاضر ہوئے جہاں ترک نوجوان ہاتھوں میں برین گنیں لئے پہرہ دے رہے تھے کثیر تعداد میں مجمع آپ سے ملاقات کے لئے بے چین تھا، ہمیں خصوصی طور سے ملاقات کے کمرے میں بٹھایا گیا وقت گذرتا رہا مجمع بڑھتا رہا۔ اور آیتہ اللہ کسی اہم ملاقات میں مصروف رہے کہ یکبارآپ کے تشریف لانے کی اطلاع ملی ہم مودب ہو کر بیٹھے تو دیکھا کہ ایک گلاب سا مسکراتا ہوا چہرہ نہایت خوش مزاجی کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا عالمانہ نقش و نگار نے ہماری توجہ کو جذب کر لیا بڑے پیار سے دست بوسی کا موقع دیا خیریت پوچھی چائے طلب فرمائی پاکستان کا ذکر شروع کیا تو ایک دم کثیر تعداد میں مجمع کمرے میں داخل ہو گیا، ہم سے موصوف نے معذرت طلب کی اور فرمایا کہ اگر کل رات کو ملاقات رہے تو بہت اچھا ہے ہم نے قبول کیا اور فوراً رخصت ہو گئے۔ اگرچہ یہاں پہرہ وغیرہ کا شاندار و رعب دار ترکوں کا انتظام تھا کیوں کہ حضرت آیتہ اللہ بھی ترک ہیں لیکن وقت کی پابندی کا کوئی احساس نہیں، اس لئے عابد شبیر صاحب جعفری صاحب بھی کچھ شرمندہ شرمندہ سے رہے۔ مگر ہم نے کوئی خاص اثر نہیں لیا۔



تمثال مبارک حضرت آیت الله العظمی جناب آقای حاج سید محمد رضا گلپایگانی دامت برکاته

حضرت آیۃ اللہ گلپائیگانی سے ملاقات

ہم فوراً حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ سید محمد رضا گلپائیگانی کے شریعت کدہ پر آگئے۔ دو تین دروازوں اور کمروں سے گزرتے ہوئے باریابی کی سعادت نصیب ہوئی۔ عجیب خوش مزاج بزرگ عالم بڑے سادہ مزاج ہیں لیکن طبیعت میں ظرافت کی جھلک ہے۔ پرخلوص طریقے سے تعارف شروع ہوا تو ہم میں سے ہر ایک سے خوش مزاجی سے ملتے رہے۔ علامہ نجفی صاحب نے جب میرے متعلق کہا کہ تقریر کے ساتھ انہیں تحریر سے بھی دلچسپی ہے۔ تین کتابیں آیۃ اللہ خمینی پر لکھی ہیں اس کے بعد مجھے کتابوں کے پیش کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ نے آیۃ اللہ کے جہاد اکبر کتاب کے ٹائٹل کا فوٹو دیکھا تو بڑے عجیب انداز میں فرمایا کہ ہندیوں نے امام خمینی کا عکس بھی تو ہندی طرز کا طبع کیا ہے کیوں کہ بظاہر تصویر کا رنگ کچھ سانولا سا تھا اور آپ کا اس جملہ میں بلیغ اشارہ تھا کیوں کہ آیۃ اللہ خمینی کے متعلق شہرت ہے کہ کشمیری نسل سے تعلق ہے۔ کل حاضرین محظوظ ہوئے ہم سے چند سوالات کئے اور تحریری سلسلے کی ہمت افزائی فرمائی۔ جناب مولانا شیخ علی مدبر صاحب نے آئمہ مساجد کراچی کا خط خدمت میں پیش کیا۔ حضرت آیۃ اللہ موصوف کا ایران میں بہت بڑا حلقۂ تقلید ہے آپ کے کئی مدارس ہیں، اور دوسرے بہت سے رفاہی کام جاری ہیں آپ بھی مرجعیت پر فائز ہونے کے باوجود رہبر منزل پر آیۃ اللہ خمینی کے معاون و مددگار رہیں اور موجودہ انقلاب کے عظیم ہیرو ہیں۔ دوران گفتگو ہی بارش شروع ہوگئی اور مغرب کا وقت

قریب آگیا آپ اپنے مکان ہی پر نماز جماعت پڑھاتے ہیں۔ ہم نے نماز میں شرکت کی کئی کتابیں ہم سب کو دی گئیں اور رخصت ہوئے جناب حجتہ الاسلام شیخ محمد علی صاحب بمبئی والے نے مجبور کر دیا اور ہوٹل میں ہماری ضیافت فرمادی۔ ہم بے حد منع کرتے رہے لیکن ایک نہ سنی ان حضرات کا خلوص ہمیشہ یاد رہے گا۔ بارش ہی میں جائے قیام پر آئے اور موسم سے لطف اندوز ہوتے ہوئے محوِ خواب ہو گئے۔

حجتہ الاسلام سید محمد عباس موسوی کے یہاں دعوت اور آیتہ اللہ دشتوی و آیتہ اللہ سید محمد شیرازی سے ملاقات

۲۳ مئی صبح سویرے علامہ نجفی صاحب اور شیخ مدیر صاحب حضرت آیتہ اللہ خشتری کے مکان پر تشریف لے گئے پھر مدرسہ آیت اللہ نجفی تشریف لے آئے اور میں حسن ناصرالدین صاحب کے ہمراہ آیت اللہ مرعشی النجفی کے دارالشریعت پر چند استخاروں کے سلسلے میں گیا اس وقت یہاں اہل خوزستان، خرم شہر اور اہواز کے افراد کا جلوس آیا اور کئی گاڑیوں میں بھر کر مجاہدین اسلام مختلف علاقوں کے پہنچے آیتہ اللہ کے حسینیہ یعنی امام بارگاہ میں جلسہ شروع ہوا جس میں خود آیتہ اللہ نجفی تشریف فرما تھے مقررین نے عربی و فارسی زبان میں بہت زوردار تقریریں کیں۔ اور آیتہ اللہ کو اپنے علاقہ کی جانب سے وفاداری کا یقین دلایا اس کے بعد جناب حجتہ الاسلام آقائے سید محمد عباس موسوی جو نسلی اعتبار سے بلتستان پاکستان کے رہنے والے ہیں مگر اب تقریباً ایرانی ہو چکے ہیں بڑی محبت کے بزرگ اور آیتہ اللہ خمینی کے شیدائی ہیں کے مکان پر دوپہر کے کھانے پر

چلے گئے۔ آپ نے بہت مجبور کر کے دعوت کا وقت ہم سے لیا تھا دعوت کا نہایت معقول انتظام تھا جس میں موصوف کے خسر جناب حضرت آیۃ اللہ قوام الدین وشنوی سے شرف نیاز حاصل ہوا آپ نہایت بزرگ عالم اور صاحب تصانیف کثیر ہیں۔ آپ نے ہم کو اپنی اہم ترین تصانیف اس موقع پر عنایت فرمائیں۔ خود حجۃ الاسلام محمد عباس صاحب موسوی نے بھی دو ضخیم جلدوں میں عربی زبان میں نوربخشیوں کے بارے میں کتاب تحریر فرمائی ہے جس کی طباعت میں آج کل مصروف ہیں۔ اس دعوت میں دوسرے بلتستانی عالم حجۃ الاسلام شیخ مہدی علی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی جنہوں نے حضرت آیۃ اللہ خمینی کے متعلق اہم ترین روایات بیان فرمائیں۔ مثلاً طہران کے ایک بہت بڑے عالم کا خواب جس میں پیغمبر اکرم حضرت حجتؑ کو ہدایت فرما رہے ہیں آیۃ اللہ خمینی صاحب کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہ اس کا بہت زیادہ خیال رکھو اور اس کی مدد کرو اسی طرح اور بہت سے واقعات جو ہمارے اضافۂ ایمان کا سبب ہوئے اور روح کی تازگی کا موجب بنے لیکن اپنے ملکی ماحول کی بنا پر ان کے بیان سے ہم معذور ہیں۔ اور دیدہ و دانستہ گریز کر رہے ہیں۔

شام کو ہم حضرت آیۃ اللہ سید محمد شیرازی جو حضرت آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے شیرازی اعلی اللہ مقامہٗ کربلائے معلیٰ کے فرزند ہیں اور وہاں کی فعال شخصیتوں میں معروف ہیں آج کل کویت میں آپ کی علمی و دینی خدمات زبان زد خاص و عام ہیں۔ موصوف ان دنوں ایران تشریف لائے ہوئے تھے اس لئے ہم ان کی زیارت و ملاقات سے مشرف ہونے کے لئے در دولت پہنچ گئے نہایت خوش اخلاق

متواضع بزرگ ہیں علامہ نجفی صاحب کی عربی اور معلومات سے بہت متاثر ہوئے ہم کو آپ نے کئی کتابیں عنایت فرمائیں۔

آیۃ اللہ شریعت مداری سے دوسری ملاقات

واپسی پر ہم تبریز سے حضرت آیۃ اللہ شریعت مداری کے شریعت کدہ پر پہنچ گئے۔ کیوں کہ وقت ملاقات پہلے سے معین تھا مگر یہاں ملاقات میں بہت انتظار کرنا پڑا کیوں کہ حضرت آیۃ اللہ کو یونین آف جرنلسٹس کے نمائندے گھیرے ہوئے تھے۔ اور قطعاً فرصت نہیں دے رہے تھے کہ آپ کو احساس ہوا اور فوراً ملاقات کے لئے اس کمرے میں جس میں ہم بیٹھے ہوئے تھے تشریف لے آئے چند منٹ گفتگو ہوئی اور بڑی سیاسی و معلوماتی گفتگو ہوئی آپ درحقیقت ایک روشن فکر اور معتدل مزاج رہنما ہونے کی بنا پر بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ سیاسی بصیرت بھی بے پناہ ہے۔ پاکستان کے مسائل سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں ابھی گفتگو تمام نہیں ہونے پائی تھی کہ آپ نے تیسری مرتبہ ملاقات کی خواہش فرمائی اسی دوران خوزستان والوں کا ایک جلوس آگیا جس کی قیادت وہاں کے مشہور و معروف عالم حضرت آیۃ اللہ شیخ محمد طاہر آل شبیر خاقانی فرما رہے تھے آپ علاقہ خرم شہر کے بہت بڑے عالم ہیں عربوں میں آپ کی مرجعیت بہت ہے کثیر تعداد میں آپ کے مقلد ہیں۔ آپ سیاسی اثر و نفوذ کے بھی مالک ہیں جب یہ آیۃ اللہ شریعت مداری کے مکان میں داخل ہوئے تو بہت سے عرب، ترک اور ایرانی بریں گن لئے ساتھ ساتھ تھے نعروں کا شور تھا حلقہ کئے لوگ

آپ کو ساتھ لا رہے تھے۔ فوٹو گرافر قدم قدم کی تصویریں لے رہے تھے۔ اسی سال کی تقریباً عمر ہے۔ آپ کے فرزند اے ڈی سی کے فرائض انجام دے رہے تھے آپ خوزستان کے عرب و عجم کے نازک مسئلہ پر حضرت آیۃ اللہ شریعت مداری سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ اس سے قبل آقائے مرعشی آقائے گلپائیگانی و آقائے روحانی سے ملاقات فرما چکے تھے۔ آیۃ اللہ شریعت مداری نے بڑھ کر خود استقبال کیا اور جوں ہی موصوف کمرے میں داخل ہوئے کمرہ بند کر دیا گیا۔ طولانی گفتگو جاری رہی ہمارا اسی وقت ماتھا ٹھنکا اور بے ساختہ میں نے علامہ نجفی صاحب سے عرض کیا کہ اب چند دن بعد خوزستان میں ضرور کچھ ہوگا۔ اور ایسا ہی ہوا ہم بیٹھے بیٹھے یہ سب مناظر دیکھتے رہے یہاں تک کہ سید ہادی رضا جعفری صاحب نے ہمیں اطلاع دی کہ اب آیۃ اللہ سے ملاقات ۲۶ مئی کو شب کے ۸ بجے طے ہو گئی ہے۔ ہم اس کے بعد اپنے جائے مقام پر آ گئے اور باہمی گفتگو میں آج کی روئداد پر تبصرہ کرتے کرتے سو گئے۔

تیسرا ہفتہ

۲۴ مئی ۱۹۷۹ء پنجشنبہ:۔ جمعرات کی صبح ہے اور ہمارے سفر کے تیسرے ہفتہ کا آغاز ہو رہا ہے۔ ابھی ہم چائے ہی پی رہے تھے کہ حجۃ الاسلام عباس موسوی صاحب تشریف لائے اور مجھ سے اس طغریٰ کی نقل حاصل کی جو حضرت آیۃ اللہ الخمینی کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ہم سب موصوف کے ہمراہ مدرسہ نجفی میں آئے۔ میں فوراً استخارہ کا جواب حاصل کرنے کے لئے آقائے مرعشی کے مکان پر

چند منٹ بعد مجھے جوابات عنایت کر دیئے گئے۔ اور میری خواہش پر موصوف نے اوٹوگراف کے طور پر چند کلمات و دستخط مع مہر ثبت فرمائے نیز چند اہم کتابیں عنایت فرمائیں اس کے بعد ہم مطابق پروگرام حضرت آیۃ اللہ روحانی جو عظیم مجاہد تحریک انقلاب کے روح رواں اور حوزۂ علمیہ قم کے برجستہ مدرس درس خارج کثیر کتابوں کے مصنف و مؤلف ہیں کی ملاقات کے لئے ان کی منزل پر چلے گئے۔ بڑی نفیس گفتگو رہی۔

آپ کے دربار میں علمی ماحول اور کافی علماء کا مجمع تھا آپ نے ہمارے جائے قیام کا پتہ معلوم کیا اور بازدید کے لئے آنے کا وعدہ فرمایا چائے نوشی کے بعد واپسی ہوئی۔ کتابیں بطور تحفہ عنایت کی گئیں۔

دوپہر کو ہماری دعوت مطابق وعدہ حضرت حجۃ الاسلام آقائے محمد علی طبسی کے مکان پر تھی جن کا ذکر اور اخلاق کیفیت پہلے بیان کی جا چکی ہے۔ یہاں نہایت نفیس نشست رہی جس میں آقائے س۔ محمود حائری طہرانی و آقائے یگانہ بھی موجود تھے جن کی جناب طبسی صاحب قبلہ کے چھوٹے بھائی سے ڈاکٹر شریعتی مرحوم کے عقائد و افکار پر دلچسپ و معلوماتی بحث رہی ہم لطف اندوز ہوتے ہوئے اپنی معلومات میں اضافہ کرتے رہے کیونکہ آج کل نوجوان طبقہ میں ڈاکٹر شریعتی بے حد پسندیدہ شخصیت ہیں اور آپ کی کثیر تعداد میں تصانیف ایران کے چپہ چپہ پر مقبول عام ہیں۔ بشام کو جناب طبسی صاحب قبلہ کے ہمراہ حضرت آیۃ اللہ حرم پناہی کی زیارت و ملاقات کا شرف حاصل ہوا آپ بھی عجب شخصیت کے مالک ہیں پاکستان میں آپ کے شاگرد موجود ہیں تبلیغ مذہب اور اشاعت کتب سے

آپ کو خصوصی لگاؤ ہے آپ نے نجفی صاحب کو پیشکش فرمائی کہ اصول دوا بحول شیعہ دوبارہ طبع کرائی جائے یونیورسٹیوں میں پہنچائی جائے جس کے جملہ اخراجات میں برداشت کروں گا. جماعت کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی زیارت سے فراغت پائی اور حضرت علامہ نجفی صاحب کے ہمراہ ہم جناب جعفری صاحب کی قیام گاہ کی جانب موصوف کے روانہ کئے ہوئے رہبر کے ساتھ روانہ ہوگئے کیوں کہ جعفری صاحب کے مکان پر مجلس عزا سے جناب نجفی صاحب کو خطاب فرمانا تھا.

سفارت خانہ پاکستان مسلسل ہماری جستجو میں مصروف تھا اور ہم اپنے پروگرام میں مشغول تھے. اس لئے ہم نے صرف یہی جواب دیدیا تھا کہ انشاءاللہ واپسی پر ملاقات ہوگی. اب جب ہم مجلس میں پہنچے تو یہاں ذوالفقار علی قریشی صاحب قونصل جنرل پاکستان بہ نفس نفیس موجود تھے. مجلس میں طلباء وعلماء و دیگر چند مومنین بھی تشریف لائے تھے. مختصر مجمع اور مختصر وقت میں نجفی صاحب کی علم کے موضوع پر مختصر مگر لاجواب تقریر ہمیشہ یاد رہے گی. سب نے تعریف کی. قریشی صاحب نے وعدہ لیا کہ طہران واپسی پر ان کو دو یوم قبل مطلع کیا جائے تاکہ سفیر پاکستان و دیگر معتقدین سے ملاقات ہوسکے کیونکہ وہ منتظر ہیں

امریکہ کے خلاف جلوس

میں یہ تحریر کرنا فراموش کر گیا کہ آج سہ پہر بعد از نماز ظہر مجھے ایک عظیم جلوس میں شرکت کا موقع ملا امریکی سینیٹ نے ایران کے خلاف کوئی بیان دے دیا تھا آج اس کی مخالفت میں ایران کے چپہ چپہ پر جلوس نکالے جا رہے تھے. یہ

جلوس بھی ۴۰ نہیں جلوسوں کی ایک کڑی تھی جو سرزمین قم پر نکالا گیا۔ حسن ناصرالدین صاحب نے ایک جوان ایرانی کو میری راہ نمائی کے لئے مقرر فرمایا اور میں جلوس میں شریک ہوگیا۔ جلوس جناب معصومہ کے روضۂ مقدس کے قریب سے شروع ہوا ہزاروں افراد کا منظم مجمع تھا جس میں عورتیں۔ مرد۔ جوان۔ بوڑھے۔ بچے سب شامل تھے۔ بڑے بڑے بینرز اور کتبے ہاتھوں میں لئے تھے۔ باہمی تنظیم اور جلوس کا نظم و ضبط قابل تعریف تھا ہمارے یہاں علمائے کرام جلوس عزائے امام حسینؑ میں شرکت شاید اپنی توہین سمجھتے ہیں مگر اس جلوس میں علماء بھی اسی جوش کے ساتھ موجود تھے جس جوش اور ولولے کے ساتھ دوسرے جوان تھے مردوں کے درمیان چادر پوش عورتوں کا دستہ تھا جس میں سڑک سے گزرتے ہوئے عورتوں کا اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ سب کا ایک ہی نعرہ تھا اور تقریباً سب کی یکساں آواز۔ عورتوں کے حلقہ کے چاروں طرف مجاہد جوان بریں گن سے ان کی حفاظت کر رہے تھے اور منظم و مہذب طور سے جلوس سڑکوں سے گزر رہا تھا۔ جو نعرے میری سمجھ میں آسکے اور جو کتبے نظر سے گزرے وہ کچھ اس طرح تھے۔

رہبری خمینی شعار ملت ما — قصاص از مجرمین حیات ملت ما

پیروزی مسلمین نتیجۂ وحدت ما — مجلس امریکا دشمن ملت ما

سازمان مجاہدین انقلاب اسلامی کی جانب سے یہ جلوس نکالا جا رہا تھا کہ ناگہاں عورتوں کا دستہ سامنے آیا جن کا ایک ہی نعرہ تھا۔

اسلام پیروز است — امریکا نابود است

حضرت آیۃ اللہ خمینی اور حضرت آیۃ اللہ مطہری کے قدِ آدم عکس نوجوا،

ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے آگے آگے چل رہے تھے۔ دوسرا شہدا دستہ مردوں کا آیا جن کا نعرہ تھا۔

وخالت بیگانگاں مسدود باید گردد   سنائے امریکائی نابود باید گردد

جلوس میں نوجوانوں کے ہاتھوں میں انقلاب میں شہید ہونے والے شہداء کی بڑی بڑی تصویریں تھیں۔ مجمع منظم و متحد تھا جب ایک چوراہے پر جلوس پہنچا تو نعرے بلند ہوئے "ما احتیاج امریکا نداریم" ہمیں امریکہ کی ضرورت نہیں امریکہ کو ہماری ضرورت ہے۔ ایران کی قوم ایک ہے۔ ہم سب متحد ہیں، جنہوں نے مطہری کو قتل کیا وہ تھے جہان کی زندگی میں اپنی موت دیکھ رہے تھے۔ نمائندہ امریکہ ہماری حکومت کا محکوم ہے۔ عورتیں نعرے لگا رہی تھیں جن کے ہاتھوں میں شہداء کے رنگین عکس تھے؛ قصاص ہمارا حق ہے؛ امریکہ و اسرائیل قابل لعنت ہیں۔ خمینی پر درود جو غریبوں کا ہمدرد ہے امریکہ پر لعنت جو مزدوروں کا دشمن ہے۔ جو نعرے جلوس میں بلند ہوتے تھے ان کو مل کر سب عورتیں دہراتی تھیں اسی طرح مردوں کے جلوس میں بھی مجمع کی طرف سے وہی نعرے دہرائے جاتے تھے۔

غرض اسی طرح بڑے بڑے بازاروں اور چوراہوں سے جلوس گزر رہا تھا۔ میں ساتھ ساتھ تھا راستہ میں جلوس پر پھولوں کی بارش کی جاتی تھی اور تھوڑی تھوڑی دور کے فاصلے کے بعد گلاب پاشی ہوتی تھی۔ جابجا راستہ میں برف کا پانی پلایا جا رہا تھا اور مٹھائیاں تقسیم کی جا رہی تھیں۔ میں اختتام جلوس تک شرکت نہ کر سکا۔ کیوں کہ مجلس میں شرکت ضروری تھی۔

حضرت آیۃ اللہ کا دیدار عمومی

۲۵ مارچ جمعہ۔ میرے لئے اہم تاریخ اور اہم دن تھا۔ کیوں کہ آج میرا پروگرام تھا کہ میں مدرسہ فیضیہ میں آیۃ اللہ العظمیٰ نائب الامام الخمینی کے دیدار کا منظر دیکھوں گا۔ حضرت آیۃ اللہ اب صرف جمعرات و جمعہ کو ۱۱ بجے صبح مدرسہ فیضیہ تشریف لا کر عوام سے ملاقات فرماتے ہیں اور اہم پیغامات دیتے ہیں۔ مجھے اس جمعہ کو بھی بہت تھا۔ میں صبح سویرے جناب حجۃ الاسلام محمد عباس موسوی کے ہمراہ مدرسہ فیضیہ پہنچ گیا شاید اس وقت آٹھ بجے کا وقت ہوگا۔ جبکہ اس تاریخی مدرسہ میں مجمع صبح ۶ بجے سے جمع ہونا شروع ہو چکا تھا۔ اس موقع پر میں نے اپنی ڈائری میں اس وقت کا حال اس طرح لکھنا شروع کیا جس کو بعینہ نقل کر رہا ہوں۔

مجمع رفتہ رفتہ بڑھنا شروع ہوا جگہ پُر ہو گئی۔ اور مجھے بھی بہ مشکل تمام ایک درخت کے نیچے کھڑے ہونے کی جگہ مل گئی مگر اس جگہ سے وہ اسٹیج جہاں حضرت آیۃ اللہ خمینی تشریف لائیں گے صاف نظر آ رہا تھا۔ سرد موسم کے باوجود مجمع کی گرمی کی بنا پر اچھی خاصی گرمی کی کیفیت پیدا ہو گئی اور ایرانیوں کے لئے تو یہ بہت زیادہ گرمی تھی کسی نے قریب سے کہا کہ تقریباً پچاس ہزار افراد تو آ چکے اور مدرسہ اطراف میں ہزاروں کا مجمع علیحدہ کھڑا ہوا ہے مدرسہ میں آنے کا ایک دروازہ دارالشفا کی جانب سے کھلا ہوا تھا تقریباً مسدود ہو چکا ہے۔ ایران کے کونہ گوشہ سے لوگ جوق در جوق اپنے راہ نما کی زیارت کے لئے آ رہے ہیں۔

سامنے اسٹیج ہے اور مدرسہ کی چھت پر کمانڈوز ہاتھوں میں وائرلیس لئے اور برین گنیں لئے پہرہ دے رہے ہیں مدرسہ میں چاروں طرف مختلف قسم کے بینرز لگے ہیں اور اوپر کی جانب شہداء کی بڑی بڑی تصاویر لٹکی ہوئی ہیں درمیانی صحن میں اسٹیج کے سامنے ٹیلی ویژن اور ریڈیو وغیرہ کا مکمل انتظام ہے. طرح طرح کے کیمرے نصب ہیں موسوی صاحب ہر شئے کے نوٹ کرنے میں میری مدد فرما رہے ہیں. اسٹیج کے اگلے حصہ پر چند کرسیوں سے پیچھے ایک پردہ لٹکا ہوا ہے. پردہ کے آگے مائک ہے اور جگہ جگہ مدرسہ میں اور مدرسہ کے باہر لاؤڈ اسپیکر لگے ہوئے ہیں. انتظام نہایت معقول ہے اور ہر جگہ آواز پہنچ رہی ہے. مجمع میں عورتیں. بچے. جوان بوڑھے اور معذور افراد بھی نظر آ رہے ہیں بہت سی عورتیں مدرسہ کی دوسری منزل کے طلباء کے حجروں کے باہر کھڑی ہیں گودوں میں بچے ہیں. مگر پھر بھی تانتا بندھا ہوا ہے۔

میں چونکہ ہر جگہ پاکستانی لباس پہنے ہوئے ہوتا تھا اس لئے دور سے پہچان لیا جاتا تھا کوئی افغانی سمجھتا تھا اور کوئی پاکستانی مگر موسوی صاحب چونکہ کبھی کبھی اردو میں بات کرتے تھے اس لئے میرے آس پاس کھڑے ہوئے لوگ میری جانب متوجہ ہو گئے، جن میں طلباء و اساتذہ تھے سوالات کی بوچھار شروع ہو گئی. کیا آپ پاکستانی ہیں۔؟

میں نے کہا جی ہاں. کیا پاکستانی ایرانی انقلاب پر خوش ہیں؟ میں نے کہا بہت زیادہ، کیا پاکستان میں لوگ آیۃ اللہ خمینی کو جانتے ہیں؟ میں نے کہا زیادہ تعداد میں. کیا پاکستان میں ایران ہی جیسا اسلامی انقلاب آ رہا ہے؟ میں

نے کہا تھوڑے سے فرق کے ساتھ. غرض مختلف سوالات ہوتے رہے میں جواب دیتا رہا. وقت گذر رہا تھا اور مجمع میں بے چینی بڑھ رہی تھی اب کسی جگہ تل رکھنے کی جگہ باقی نہ تھی بلکہ کھڑا ہونا محال ہو رہا تھا انتظار کی گھڑیاں شدید ہوتی جا رہی تھیں. چاروں طرف ٹھنڈا پانی پلایا جا رہا تھا اور خمینی پر فدا ہونے کے نعرے بلند ہو رہے تھے مجمع میں علماء بھی کافی تعداد میں موجود تھے۔ ایک مصور کے ہاتھ کی بنائی ہوئی نیلے رنگ کی بہت بڑی آیتہ اللہ خمینی کی تصویر اسٹیج کے بائیں جانب آویزاں تھی جو بیت ہی خوبصورت تھی.

ایک دم مجمع میں درود کے نعروں کا شور بلند ہوا. سینکڑوں کیمرے والے کیمرے درست کرنے لگے. اسٹیج سے جنگی ترانہ شروع ہوا ایک منتظم نے بڑھ کر جو عمر رسیدہ تھے مجمع کو حکم دیا کہ سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں. عجب مہذب قوم ہے سب نے بیٹھنا شروع کر دیا. چند علماء تشریف لائے جنہوں نے اسٹیج کا اور مجمع جائزہ لیا ایک ایک چیز کو بغور دیکھا. کچھ حکام بھی انتظام کرتے ہوئے نظر آئے درمیان میں کیمرہ مین ٹیلی ویژن والے پہنچ گئے. کہ اعلان ہوا آج شیراز و اصفہان کے وفود پیش ہوں گے اور ابادان کے پٹرول کے نمائندے بھی عرضداشت پیش کریں گے ان کو تیار رہنے کا حکم دیا گیا. دار الشفا کی جانب سے ان حضرات نے زینہ پر چڑھ کر اسٹیج کے قریب آنا شروع کیا. اتنے میں عورتوں کا ایک بڑا جلوس داخل ہونے کوشش کر رہا ہے نعرے لگ رہے ہیں اور عجیب و غریب کیفیت ہے مشتاقان دید بے قرار ہیں یہ مناظر دیکھ کر میری آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے کتنی محبت ہے اس قوم کو اپنے قائد سے. جب نائب امام کی زیارت کی یہ کیفیت

ہے تو اگر امام بہ نفس نفیس تشریف لے آئیں تو کیا کیفیت ہوگی. خیالات کا طوفان دماغ میں اور جذبات کا طوفان دل میں موجزن ہوگیا اور میں کچھ دیر کے لے اپنے خیالات میں کھو گیا.

اس وقت مجھے وہ رات یاد آگئی جب میں ۱ ½ گھنٹہ تک اس عظیم قائد کے روبرو تھا. تب احساس ہوا کہ کس قدر ہمت افزائی ہے غیر ملکیوں کی اور کتنی نوازش ہے مہمانوں پر اور کتنا احسان ہے پردیسی محبت کرنے والوں پر کہ امام سے انتظار کے دن گزار کر ملاقات ممکن ہوجاتی ہے. بغیر زحمت کے برداشت کئے اور خود اس ملک کے باشندوں کا یہ حال ہے ابھی انہیں خیالات میں مستغرق تھا کہ اسٹیج سے اعلان ہوا کہ کاشان کی ایک معلمہ تقریر فرمائیں گی کیوں کہ حضرت آیۃ اللہ کے سامنے سب کو موقع نہیں دیا جاسکتا تھا. انقلاب اسلام کے عنوان پر نہایت مطمئن لہجے میں تقریر شروع کی امریکیوں کے خلاف اظہار حق کیا. اور ان ممالک پر شدید نکتہ چینی کرتے ہوئے جواں مملکت کے جو سزاؤں کے خلاف بیان دیتے رہتے ہیں بڑی پر جوش تقریر ہے. ہر بات قرآن کی آیت و احادیث کے حوالے سے بیان کی جارہی ہے عربی کا لہجہ بھی بڑا موثر ہے نعروں کے شور میں تقریر ختم ہوئی بہ بہ. واہ واہ کی صدائیں مجمع سے بلند ہوئیں. عورتیں قد بلند کر کر کے معلمہ کو دیکھنے لگیں.

دوسری معلمہ نے تقریر شروع کی ادھر آیۃ اللہ خمینی کا نام زبان پر آیا ادھر تین مرتبہ مجمع سے محمد و آل محمد پر درود کی آوازیں بلند ہوئیں. معلمہ نے بڑے اچھے انداز میں آیۃ اللہ کی خدمت میں شکر خدا ادا کرتے ہوئے ہدیۂ تبریک پیش فرمایا. ان کے بعد ایک مرد نے تقریر کا آغاز کیا جو اپنی نوعیت سے بہت

اچھا بولتے رہے۔ اب لوگوں نے درختوں پر چڑھنا شروع کر دیا۔ کیونکہ وقت آمد قریب آ رہا ہے۔ میں نے گھڑی کو دیکھا تو پونے دس بج رہے تھے۔ تقریریں ختم ہوئیں تو اسکول کے بچے اسٹیج پر آگئے اور انہوں نے مشترکہ طور سے ترانہ پڑھنا شروع کیا۔ عورتوں میں جوش بڑھا ہوا ہے اور مجمع پر چاروں طرف گلاب کی بارش ہو رہی ہے۔ ان کے بعد دوسرے بچوں نے جنگی طرز پر ترانہ پڑھا۔ بڑی داد ملی۔ یہ بچے تمام نیلی پتلون اور سفید شرٹ قمیص پہنے ہوئے تھے اب دس بج گئے اور مجمع کی بے چینی میں اضافہ ہو گیا۔ اس وقت کی کیفیت قابل دید ہے۔ مجمع پھر کھڑا ہو چکا ہے کہ اسٹیج سے اعلان ہوا کہ ”امام کی زیارت زیادہ سے زیادہ مستحب ہے اور انسانی جانوں کی حفاظت واجب اس لئے امام کے آنے کے موقع پر آپ کو خاص خیال رکھنا ہے کہ واجب مستحب پر قربان نہ ہو جائے۔ کسی کو تکلیف نہیں پہنچنی چاہئے۔ سب اپنے مقام پر نظم و ضبط کے ساتھ کھڑے رہیں۔ پھر طہران کے اسکولوں کے طلبا نے کچھ پڑھنا شروع کر دیا اس کے بعد دس بجکر پندرہ منٹ پر آخری اطلاع دی گئی کہ نائب امام اب آنے والے ہیں۔ مجمع یہ سن کر بے چین و بے قابو ہو گیا عورتیں بہت زیادہ گلاب پاشی میں مصروف ہو گئیں۔ موسم بھی گرم ہو رہا ہے کبھی کبھی ٹکڑے ابر آکر خنکی پیدا کر دیتا ہے۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنے نجات دہندہ کو دیکھنے کے لئے بے چین ہو گئے ہیں پھر اعلان ہوا کہ مدرسۂ فیضیہ کس قدر قسمت والا ہے کہ اسی مدرسے سے تحریک کا آغاز ہوا اور آج اسی مدرسہ میں ان کا کامیاب قائد آنے والا ہے اب ہیجان اور بڑھ گیا ساڑھے دس بج گئے کہ ایک دم ”اللہ اکبر“ کے فلک شگاف نعرے بلند ہو گئے اسٹیج پر سب کی نظریں جمی ہوئی ہیں پردہ ہٹا شور ہوا اور ایک دم ایران کا نجات

درخشندہ نمودار ہو گیا۔ اب جو دیکھا تو ایک بلند ہاتھ نے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں حرکت کی اور مجمع مچل کے رہ گیا اللہ اکبر اور درود کے نعروں سے مدرسہ گونج اٹھا۔ چند منٹ یہی کیفیت رہی اب اسٹیج پر کوئی نظر نہیں آرہا۔ مگر مجمع کی وہی کیفیت ہے کہ موسوی صاحب نے مجھ سے کہا آغا تھک کر بیٹھ گئے ہیں دوبارہ کھڑے ہوں گے چنانچہ یہی ہوا دوبارہ ہاتھ نے اسی طرح حرکت کی اور تقریباً ہر شخص نے دیدار کرلیا۔ بچوں نے کاندھوں پر چڑھ کے زیارت کی پردہ دوبارہ سامنے آگیا اور پتہ چلا کہ آغا تشریف لے گئے مگر گھر نہیں بلکہ پردے کے پیچھے آرام کرنے کے لئے۔ دوبارہ اعلان ہوا کہ شکایتی خطوط پیش کئے جائیں۔ جواب کے لئے کہا گیا کہ صبر سے کام لیں ہر ایک کا جواب دیا جائیگا تقریباً تین ہزار خطوط موصول ہوئے۔ ادھر سونا چاندی جواہرات اور نقدی مستضعفین یعنی متاثرین۔ شہداء کے ورثا اور غرباء وغیرہ کے لئے جمع ہونا شروع ہوئی باقاعدہ رسیدیں دی جارہی ہیں۔ اور مجمع نذریں پیش کر رہا ہے۔

کچھ دیر بعد مجمع میں پھر شور ہوا ابھی خاصی تعداد میں لوگ جا چکے۔ آیۃ اللہ پھر تشریف لائے اور ایک مرتبہ پھر آوازیں بلند ہوئیں۔ آپ نے ہاتھ کا اشارہ کیا مجمع پر خاموشی طاری ہوگئی۔ آبادان کے پٹرول کے نمائندوں نے سپاسنامہ پیش فرمایا جس میں ہدیۂ تبریک پیش کیا اور کہا کہ آپ کا وجود ہمارے لئے سرمایۂ نعمت ہے۔ کیوں کہ آپ کی بدولت ہم آزادی کی دولت سے مالا مال ہوگئے جس کی حفاظت کے لئے ہم آپ کے حکم پر ہر طرح کی قربانی پیش کرنے کے لئے تیار رہیں اور ہر وقت گوش بر آواز حضرت آیۃ اللہ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اس آزادی کی حفاظت آپس

کے اتحاد اور ایمان کی طاقتوں سے وابستہ ہے اس لئے متحد ہو جاؤ اور ایمان کے ساتھ آگے بڑھو۔ ایمان بہت ضروری ہے، تیل کی حفاظت بھی بہت ضروری ہے اس کی حفاظت کرو۔ پھر دوسرے وفود پیش ہوئے ان کے بھی جوابات دیئے گئے تو ایک ساتھ پھر نعرے بلند ہوئے انھیں نعروں کی گونج اور اللہ اکبر کی صداؤں میں آیۃ اللہ رخصت ہو گئے۔ پتہ چلا کہ اب جناب معصومہ کے حرم میں زیارت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں۔ (نعرے یہ تھے)

اسلام پیروز است   امریکہ نابود است

اسلام زندہ باد۔ امریکہ مردہ باد۔

تقریباً ۱۲ بجے کے بعد میری واپسی ہوئی حرم میں نماز کی ادائیگی کے بعد جناب مولانا علی قاسم صاحب کے کمرے میں آرام کیا کیوں کہ بہت تھک چکا تھا۔ موصوف نے خود کھانا کھلایا شام کو پھر حرم کی زیارت کی۔ اور جناب محمد عباس صاحب موسوی کے ہمراہ قیام گاہ پر گئے۔ کچھ دیر بعد حضرت آیۃ اللہ روحانی مطابق پروگرام بازدید کے لئے تشریف لائے۔ اور ہماری عزت افزائی کا موجب بنے۔ آپ کے تشریف لے جانے کے بعد حضرت حجۃ الاسلام انصاری صاحب سے ملاقات ہوئی آپ دفتر آیۃ اللہ امام خمینی کے اہم کارکن ہیں مسئلہ کردستان کے حل کے لئے ابتدا میں آپ ہی کو بھیجا گیا تھا جس میں آپ کو نمایاں کامیابی حاصل ہوئی تھی۔ موصوف نے دعوت کا وعدہ لیا چند اردو خطوط کا ترجمہ جو نجفی صاحب نے کیا تھا وہ آپ کو پیش کیا اور ہم رخصت ہو کر شب کو چلے آئے اور گفتگو کرتے کرتے سو گئے۔

حضرت آیۃ اللہ شریعت مداری سے تیسری ملاقات

چھبیس مئی ۸۶ء کی دوپہر کو حجۃ الاسلام آقائے انصاری کے دولت کدہ پر کھانے میں شرکت کی جس کے بعد بڑی علمی اور نفیس گفتگو کا سلسلہ رہا۔ آج شب کو حضرت آیۃ اللہ شریعت مداری سے حتمی ملاقات کرنا ہے کیوں کہ اس سے پہلے گفتگو تفصیل نہیں ہو سکی آج موصوف نے خود بلایا ہے۔ آپ کے شریعت کدہ پر جانے سے قبل حسن ناصر الدین صاحب کے چھوٹے بھائی جناب مولانا سید حسین ناصر الدین بھی تشریف لائے۔ جو نہایت وجیہہ اور مشہور و مقبول روضہ خوان ہیں طہران میں آپ کا قیام ہے بہت خوبیوں کے جوان ہیں چند باتوں میں بالکل اپنے بھائی سے مختلف ہیں۔ عربی و فارسی زبان میں تقاریر فرماتے ہیں۔

چونکہ وقت ملاقات مقرر ہو چکا تھا اس لئے ہم ذرا قبل از وقت ہی حضرت آیۃ اللہ شریعت مادری مدظلہٗ کے شریعت کدہ پہ پہنچے آپ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد تشریف لائے تھے مجمع بھی کچھ کم تھا اس لئے فوراً ہی باریابی ہو گئی۔ موصوف نے اسی تبسم و مسکراہٹ کے ساتھ استقبال فرمایا جو آپ کی عادت ثانیہ ہے۔ دست بوسی کے فوراً بعد گفتگو شروع ہو گئی جو بہت اہم تھی۔ آپ کو پاکستان کے مسائل سے خصوصی شغف اور مکمل معلومات ہیں، ہماری زحمتیں معلوم فرمائیں اور کہا کہ میری خواہش ہے کہ آج کل فقہی مکاتب کے سلسلے بعض مسائل میں جو اختلافات سامنے آ رہے ہیں حکومت پاکستان کی طرف سے ان کا کوئی فوری منطقی حل تلاش کر کے منصفانہ فیصلہ کرنا چاہئے اس کے بعد موصوف نے ہمیں ہر طرح کا یقین

دلایا کہ انشاء اللہ حکومت دانشمندی کے ساتھ فوراً ان مسائل کو حل کر دے گی
اس موقع پر آپ نے اپنی سفیر پاکستان سے گفتگو کا ذکر فرمایا اور جنرل ضیاء الحق صاحب کی جانب سے اپنے خط کا جواب نہ آنے کی شکایت کا واقعہ سنایا
پھر آپ نے رابطہ باہمی کے باقی رکھنے کی ضرورت پر زور دیا اور مولانا عابد الشبیر صاحب قبلہ و ادی رضا صاحب جعفری کو اس سلسلہ میں چند احکام صادر فرمائے ہمیں علمائے ایران کی جانب سے مکمل اخلاقی حمایت کا یقین دلایا۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت مسلمانوں کو آپس میں متحد ہونے کی ضرورت ہے نہ کہ اختلاف پیدا کرنے کی
آپ نے جماعت اسلامی کی خط و کتابت کا بھی ذکر فرمایا اور کہا کہ اگر کوئی ہمیں مسلسل خط لکھے تو جواب دینا ہمارا فرض ہے ورنہ ہمارا دنیا کی کسی سیاسی جماعت سے نہ کوئی رابطہ ہے، اور نہ کوئی تعلق۔ اور نہ کسی مسلم ملک نے موجودہ انقلاب میں ہماری کوئی مدد کی ہے۔ اور نہ ہمیں اس کی ضرورت تھی۔ تقریباً ایک گھنٹہ اسی طرح مفید ترین گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ آپ نے تردید فرمائی کہ ایران کے علماء میں آپس میں کوئی اختلاف ہے ہاں نظریاتی طور سے ہر شخص اظہار خیال میں آزاد ہے لوگ اس کو اختلاف سمجھتے ہیں تو سمجھا کریں۔ آپ نے حکم دیا کہ وہ تمام انٹرویو جو موصوف نے مختلف ممالک کے نامہ نگاروں کو دیئے ہیں ہمیں دیئے جائیں۔

موصوف ایران کے اہم حصوں میں اپنا خاص اثر و رسوخ رکھتے ہیں، اور ترکوں میں خاص طور سے بہت مقبول ہیں آپ کے مکان پر بھی ہر وقت آنے والوں کا اژدہام رہتا ہے اس کے علاوہ آپ کا ذاتی ہسپتال۔ دار التبلیغ اور دیگر تعلیمی اداروں کی اعانت ایسے کارنامے ہیں جو ناقابل فراموش ہیں ہم کسی

اشاعت میں ان کا تفصیل ذکر کریں گے لاکھوں روپیہ ماہانہ امور خیر میں آپ صرف فرماتے ہیں بلال ایجوکیشن جس نے کراچی میں دینی مدارس کے اجراء کا کام شروع کیا ہے، اس کو بھی آپ کی جانب سے مدد ملتی ہے۔

حضرت آیۃ اللہ شریعت مداری ہی کی ذات والا صفات نہیں بلکہ ہمارے جملہ مراجع اور دیگر علماء کرام کا یہی طرز عمل اور آئین حیات ہے۔ کاش ہمارے ملک کے علماء ان کی زندگیوں سے سبق حاصل کریں اور ذاتیات سے بلند ہو کر اپنی زندگی کو دین کے لئے وقف کر دیں۔ ہمیں اس وقت تک کوئی ایسا عالم نہیں ملا، جس کی تحریری خدمات نہ ہوں ان میں سے کوئی مجلس نہیں پڑھتا مگر افسوس ہمارے علماء نے قلم کو بالائے طاق رکھ کر صرف مجالس کو اپنا شعار بنا لیا ہے جس کی وجہ سے قوم پستی وزبوں حالی کی شکار ہے۔ گفتگو ختم ہوئی اور ہم رات کی دعوت میں جناب مولانا حسین ناصرالدین صاحب کے خسر حضرت حجۃ الاسلام سید محمد ہادی الحکیم کے مکان پر جو سندھی معروف ہیں، چلے گئے کھانا کھایا اور وہیں شب بسر کر کے صبح کو مدرسۃ نجفیہ پہنچ گئے۔ آنے سے قبل امام زادے موسیٰ المبرقع کی زیارت کی، جو سادات رضوی و نقوی کے مورث اعلیٰ ہیں۔

آج انگریزی ستائیس تاریخ ہے اور رجب کی پہلی ہے اتوار کا دن ہے۔ آج تمام دینی مدارس میں طلباء کو شہریہ دماہانہ وظیفہ تقسیم ہو رہا ہے عجیب منظر ہے صرف قم میں تقریباً پچیس ہزار دینی طلباء ہیں اور مشہد مقدس میں تقریباً سولہ ہزار، اسی طرح ایران کے مختلف شہروں میں ان کی تعداد لاکھوں تک پہنچ جاتی ہے۔ تمام مراجع کی طرف سے طلباء کو شہریہ دیا جاتا ہے۔ سنا ہے کہ صرف حضرت

آیۃ اللہ خمینی کی جانب سے ہر طالب علم کو علی قدر مراتب چار سو تومان (روپیہ) ماہانہ سے لے کر آٹھ سو تومان تک دیا جاتا ہے اسی طرح دیگر مراجع کی جانب سے ملتا ہے اس طرح تقریباً ہر طالب علم کو آٹھ سو تومان سے لے کر ڈیڑھ ہزار تومان ماہانہ تک وظیفہ دیا جاتا ہے جو طلباء شادی شدہ ہیں ان کے شہریہ میں مزید اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ یہ وظیفہ سب مراجع اپنی جیب سے نہیں دیتے بلکہ سب سہم امام ہے۔ (خمس ہے) جس کا ہر ایرانی پابند ہے اس خمس کے سہارے دینی تعلیم بھی جاری ہے ہسپتال بھی چل رہے ہیں۔ لائبریریاں بھی بن رہی ہیں۔ نشر و اشاعت دین بھی جاری ہے۔ مسافروں اور غریبوں کی امداد بھی جاری ہے کسی قسم کی کوئی زحمت نہیں ہے۔ نہ کہیں چندہ ہے اور نہ ہاتھ پھیلانے کی ضرورت ادھر کسی نیک کام کا ارادہ کیجئے ادھر کسی عالم سے ذکر کیجئے فوراً انتظام موجود۔

مگر اپنے ملک میں بھیک مانگتے رہئے۔ چندہ اکٹھا کرتے رہئے۔ مالدار جن کو علامہ نجفی کی زبان میں قارون زادے۔ یا ان کے چمچے جنہیں فرزندان خاص کہنا زیادہ مناسب ہے، کے دروازوں پر حاضری دیتے رہئے اور صرف اپنا حق۔ سادات کا حق طلب کرنے جائیے تو جس بے عزتی کا سامنا ہے خدا اس سے ہر شریف کو محفوظ رکھے۔ پھر اس پر بار احسان اگر کچھ عطا کر دیا۔ یہ ہماری کوتاہی ہے۔ انتظام کا نقص ہے اگر ہم باہمی طور سے صرف خمس کے پابند ہو جائیں دیانتداری سے اس کو جمع کریں پھر اس کے خرچ کی اجازت حاصل کریں تو ہماری قوم باغ و بہار ہو جائے کسی کی دست نگر نہ رہے۔ مگر ہمیں حق زہراؑ کے ادا کرنے کی توفیق کہاں۔ تو پھر جو زہراؑ کا حق ادا نہ کرے اس کے لئے ذلیل ہونا تو بہت ضروری ہے ملا اس کو

تو اپنے اسلام و ایمان کا جائزہ لینا چاہئے کیوں کہ بقول شاعر سہ

حق زہرا خوردن و دین پیمبر داشتن · ایں مرا باور نمی آید ز روئے اعتقاد

آج علامہ نجفی صاحب آیۃ اللہ فقیہی اور آیت اللہ عاملی سے ملاقات کے لئے چلے گئے جناب مولانا شیخ مدبر صاحب اپنے احباب کے پاس اور حسن ناصرالدین صاحب اپنی فکر میں مشغول ہوگئے۔ کیوں کہ موصوف کا نام بھی یہاں کے طلباء میں موجود ہے۔ میں مولانا علی قاسم صاحب قبلہ کے ساتھ دو چار مدرسوں میں شہریہ تقسیم ہونے کے نظارے میں معروف رہا ایک دو جگہ فوٹو بھی لئے شام تک یہی مشغلہ رہا۔

بروز پیر ۲۸ر مئی آیۃ اللہ فاطمی سے ملاقات کی دوپہر کا کھانا جناب آقائے مہاجری جو ستاد آستانہ کے افسر اعلیٰ ہیں، کے مکان پر کھانا تھا۔ مگر میں اپنے بہت قدیم دوست حجۃ الاسلام مولانا سید حسین صاحب گنگتی سے وعدہ کر چکا تھا۔ اس لئے اسی پروگرام پر عمل کرنا پڑا کھانے کے بعد زیادہ وقت مدرسہ نجفی میں گزارا۔ سہ پہر کو تیز بادل آگئے آندھی کی سی کیفیت نمودار ہوگئی کچھ دیر بعد موسم انتہائی خوشگوار ہو گیا۔ آیت اللہ نجفی کی امامت میں نماز مغربین ادا کی اور منزل کا رخ کیا۔

آج منگل کا دن اور ۲۹ر مئی ہے۔ حضرت امام علی نقی علیہ السلام کا روز شہادت ہے اس لئے تمام بازار وغیرہ بند ہیں اور مجالس کا سلسلہ جاری ہے چوں کہ آج ہمیں مسجد جمکران جو حضرت حجت کی ذات سے موسوم ہے اور استجابت دعا کے لئے مشہور ہے اس کی زیارت کے لئے جانا ہے یہ مسجد قم سے چند میل کے فاصلے پر ہے اس لئے ہم منزل سے آکر دن بھر مدرسہ آیت اللہ نجفی میں رہے ملاقاتیوں کا سلسلہ جاری رہا

میں تھوڑی دیر کے لئے حضرت آیتہ اللہ منتظری کے مکان پر گیا تو آقائے ابراہیمی نے کچھ کتابوں کے بنڈل دیدیئے جو میرے اور نجفی صاحب کے لئے موصوف نے مہیا کی تھیں۔ سہ پہر کو جناب آقائے سلیمی جو اکثر مجالس پڑھنے کے لئے ایران سے ایرانیان ہال کراچی میں تشریف لاتے رہتے ہیں اپنے بھتیجے کی کار میں تشریف لے آئے آپ کے ایران جانے سے چند یوم قبل کراچی سفارت خانۂ ایران میں اور ہمارے مکان پر ملاقات ہو چکی تھی۔ بہت متواضع بزرگ ہیں۔ اور نہایت خوش مزاج ایران کے مشہور واعظ ہیں۔ موصوف نے مجبور کیا کہ مسجد جمکران آپ کے ہمراہ چلا جائے ہم نے قبول کیا اور مسجد جمکران کی زیارت سے مشرف ہوئے نمازیں پڑھیں دعائیں مانگیں مسجد کے متعلق پمفلٹ حاصل کیا راستہ میں بہشت معصومہ میں شہداء کی قبروں پر فاتحہ پڑھی مغرب کے وقت مدرسہ واپس آئے موصوف نے طہران میں ملاقات کا وعدہ لیا ہم نے بعد نماز زیارت کی اور جائے قیام پر واپس آگئے مگر ہم جس وقت نمازیں مشغول تھے تو اس کے بعد فلسطینیوں کا جلوس صحن حرم میں داخل ہوا۔ ان کے نعرے سنے اور در حرم پر ترکوں کا جلوس دیکھا۔

مقدس شہر قم سے واپسی

آج مئی کی تیس تاریخ ہے ہم کہ مقدس سرزمین قم پہ آئے تقریباً ۱۵ یوم گزرتے ہیں اور آج واپسی کا پروگرام ہے لیکن واپسی کا کس قدر ملال و صدمہ ہے اس کا اظہار الفاظ میں ناممکن ہے پندرہ دن مسلسل مصروفیات میں بسر ہونے اور ہر وقت رحمتوں کے جھرمٹ میں رہنے کی وجہ سے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ ابھی تو دو

تین دن ہی گزرے ہیں پروگرام بہت سے باقی رہ گئے دل کی حسرتیں پوری نہ ہوسکیں بہ عجلت رخصتی کی علماء سے ملاقاتیں بھی نہ کرسکے۔ دل بھر کے جناب معصومہ کی زیارت بھی نہ کی۔

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد　　بوئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

غم زدہ دل اور پرنم آنکھوں کے ساتھ سامان کی درستی میں مشغول ہوگئے ایک ایک لمحہ نظروں میں گردش کرنے لگا۔ حضرت آیۃ اللہ خمینی کی شفقت علماء کی محبت ایرانیوں کی مہمان نوازی، جناب معصومہ کی ذرہ پروری۔ اف کس قدر قیمتی تھے یہ ایام کتنی برکتیں وابستہ تھیں ان دنوں سے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے معلوم نہیں کہ پھر زندگی میں ایسے لمحات نصیب ہوں گے یا نہیں۔

اس مرکز علم سے علم پرور ماحول میں علماء کی جانب سے جو کتابیں تحفہ میں ملی ہیں۔ ان کو پاکستان لانے کا مسئلہ درپیش ہے ان کتابوں کا ایک ایک صفحہ تبرک ہے۔ ۹ بجے مدرسہ آیت اللہ نجفی پہنچ گئے مسئلہ کچھ حل ہوگیا ہادی رضا صاحب جعفری نے فرمایا کہ تمام کتابیں میرے سپرد کیجئے میں دار التبلیغ کی معرفت بذریعہ ڈاک روانہ کردوں گا۔ ہم سب نے کتابیں ان کے حوالہ کیں جو ہمارے سامنے ہی پیک کی جانے لگیں۔ دوپہر کا کھانا جناب جعفری صاحب نے بہترین ہوٹل میں کھلایا۔ مولانا عابد شبر صاحب ہر منزل پہ شریک رہے۔ ظہر کی نماز ادا کی جناب معصومہ کے روضہ میں الوداعی زیارت کے لئے داخل ہوتے یہ محسوس ہوا کہ نہایت شفیق ماں سے جدا ہو رہے ہیں میرے لئے یہ روضہ بڑی اہمیت کا حامل ہے کیوں کہ جب میری ابتدائی اولاد میں دو لڑکیوں اور ایک لڑکے کا انتقال ہوگیا اور کوئی بچہ ۵ سال

سے زیادہ عمر نہ پا سکا تو میں کسی خاص حکم کے تحت اس دروازہ پر آیا دعا کی،
ایک بچی عطا ہوئی جس کا نام میں نے "کنیز معصومہ" رکھا جب پانچ سال گزر گئے
تو اس کی ادائے منت کے لئے ۱۹۶۳ء میں حاضر ہوا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ بچی بھی
موجود ہے اور دو بچے اور بھی ہیں۔ اس لئے خدا گواہ ہر مرتبہ زیارت کے موقع پر
اس روضہ میں داخل ہوتے وقت یہ محسوس ہوتا تھا کہ کوئی نہایت ترحم آمیز
طور پر اپنی توجہ مبذول کر رہا ہے تھکن کے آثار رہتے نہ غموں کی پرواہ دل کو
ایسا سکون نصیب ہوتا جس کو لفظوں میں ظاہر نہیں کیا جا سکتا بلکہ صرف محسوس
کیا جا سکتا ہے۔ بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ چار و نا چار حرم سے باہر آئے۔
حسرت سے نظر ڈالی اور ایک ٹیکسی کرایہ پر لے کر محلہ چوب شور کے مکان سے
سامان لیا۔ شکریہ اور رخصت کے لئے حضرت آیۃ اللہ منتظری کے مکان پر
پہنچے آقائے شیخ حسن ابراہیمی اور دیگر علماء نے بڑے خلوص سے رخصت کیا۔
ہمارے پاس ان حضرات کی محبت اور شکریہ کے لئے الفاظ نہ تھے۔

گاڑی چلی۔ چند سڑکیں عبور کیں روضہ پر نظریں جمی رہیں درود و سلام مسلسل زبان
پر جاری رہا آنسو بہتے رہے۔ کرمی ناصر الدین صاحب نے ڈرائیور کو گاڑی روکنے
کا حکم دیا اور ہم سے کہا کہ اتریئے جناب معصومہ کے دیار کا تبرک سوہن حلوہ خرید
لیجئے ہم چونکہ کہ اترے تبرک خریدا اور گاڑی طہران کی جانب رواں دواں ہو گئی
چونکہ موصوف تیز رفتاری سے بہت خوف زدہ ہوتے تھے اس لئے سیٹ بدل کر
مجھے ڈرائیور کے قریب بٹھایا اور خود پیچھے کی سیٹ پر دراز ہو گئے۔
روانہ ہوتے وقت شام کے تقریباً ۶ بجے تھے۔ حدود شہر قم سے باہر نکلے۔

ڈرائیور صاحب جن کا نام آقائے مہروز تھا خود ہی کار کے مالک تھے نے رفتار کو تیز کیا یہ گاڑی ایران کی بنی ہوئی پیکان تھی پہاڑی راستے کے نشیب و فراز سے گزرتی اور اپنے مالک و راننده کی مہارت کی داد دیتی ہوئی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ کم کبھی آقائے مہروز سے معلوماتی باتوں کا سلسلہ بھی جاری رہا اسی طرح ۱۳۵ کیلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے بڑے آرام سے تقریباً ۵ بجے طہران کے نواح میں داخل ہو گئے۔ بڑا حسین منظر دلکش موسم ہے بادل چھائے ہوئے ہیں طہران کے چاروں طرف پہاڑوں پر برف ہوئی ہے۔ سڑک کے دونوں جانب سایہ دار درختوں کا لا متناہی سلسلہ ہے ایک سڑک بھی بنائی جا رہی ہے جو ڈبل ہے ابھی اس پر آمد و رفت شروع نہیں ہوئی۔ ۵½ بجے مغرب کے وقت خیابان بوذر جمہری مسافر خانہ خراسان کے پاس پہنچ گئے۔ سامان اتارا میر سجاد علی صاحب نے جو حیدر آباد دکن کے سابق باشندے اور موجودہ کراچی کے رہنے والے ہیں انہوں نے محبت سے استقبال کیا بڑے خوش اخلاق و محنتی جوان ہیں حکومت ایران کے کسی محکمہ میں ملازم تھے اس وقت بے کار ہیں اور مسافر خانہ میں قیام پذیر ہیں۔ جناب شیخ علی مدبر صاحب کے کراچی کے پڑوسی ہیں ہم سب سے بھی واقف ہیں آپ بھی چند یوم پیشتر ہندوستانی و پاکستانی حضرات کے ساتھ آیۃ اللہ خمینی کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ رات کو آپ نے تفصیل حالات سنائے۔ کھانا کھانے کے بعد میں ذرا سڑک کی کیفیت دیکھنے کے لئے باہر آیا تو کسی جوان نے سلام کیا میں پہچان نہ سکا مگر یہ احساس ضرور ہوا کہ شاید حال ہی میں ملاقات ہوئی ہے انہوں نے بڑھ کر کہا کہ ہم ٹیلی وژن پر آپ کی امام خمینی سے ملاقات دیکھی ہے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اس وقت میرے باہر نکلنے کا سبب پوچھا میں نے وجہ بیان کی تو مجھے مجبور کر کے ایک

موٹر سائیکل پر بٹھالیا اور چند منٹ میں موٹر سائیکل طہران کی سنسان سڑکوں پر ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ ایک ایک خیابان کا نام مجھے بتایا جا رہا تھا اور نامعلوم منزل کی جانب گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی چلی جارہی تھی میں خوف زدہ سہما ہوا صرف بلے بلے۔ اور خیلے خوب پر اکتفا رہا تھا یعنی جی ہاں اور بہت اچھا۔ اتنے میں گاڑی دو ایسے پلوں سے گزری جن کے نیچے شہر تھا میں گھبرا گیا اور میں نے بڑی لجاجت سے عرض کیا کہ کل دن میں شہر کی سیر کرلوں گا۔ موصوف نے فرمایا کہ ذرا شمران وغیرہ تو دکھادوں صرف یہاں سے سترہ میل دور ہے۔ اب پہنچا میں نے معذرت کی گاڑی مڑی اور تھوڑی دیر بعد مسافر خانہ کے پاس جاکر رکی شکریہ ادا کر کے کمرہ میں داخل ہوا سارا واقعہ سنایا نجفی صاحب نے میری غیر ذمہ داری پر اچھی خاصی تنبیہہ کی دوسرے ساتھی ہنستے رہے صبح کو پتہ چلا کہ یہ جوان وہی ڈرائیور دکار کا مالک تھا جو پندرہ یوم پیشتر ہم کو قم لے کر گیا تھا۔ اور اس وقت بڑی عقیدت سے ہم کو طہران کی سیر کرانا چاہتا تھا۔

عروس البلاد طہران اور قید خانہ

چوتھا ہفتہ

۳۱ مئی ۱۹۷۹ء ۵ رجب ۱۳۹۹ھ روز پنجشنبہ ہمارے سفر کے چوتھے ہفتہ کی ابتدا کا دن ہے۔ نماز و ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہوکر ہم نے مسافر خانہ میں غسل کیا، بہترین انتظام ہے۔ دوبارہ چائے کا دور چلا۔ جناب ذوالفقار علی قریشی قونصل پاکستان کو آنے کی اطلاع دی۔ آیۃ اللہ ایمانی کو آمد سے مطلع کیا۔ تھوڑی دیر نہ

گزرنے پائی تھی کہ آقائے سلیمی مطابق وعدہ کار لیکر وارد ہوگئے اور دوپہر کھانے کے لئے اصرار فرمانے لگے ہم مجبور ہوگئے تیاری کی اور تقریباً ۱۱ لم بجے نکلے تو عجب سماں پایا۔ موسم نہایت خوشگوار، چاروں طرف چھایا ہوا ابر بہار حد نظر تک برف پوش کہسار ذرہ ذرہ سے جمال آشکار رعنائیوں و رنگینیوں میں ڈوبے ہوئے در و دیوار، دلکش انداز و تیکھے نقش و نگار، فطری حسن سے بھرے ہوئے بازار، قدم قدم سبزہ زار و لالہ زار، غرض آج کا طہران سر تا بسر عروس البلاد تھا یہ وہی طہران تھا جو کبھی تقلید مغرب میں بہت بدنام تھا مگر آج وہی طہران گہوارہ اسلام تھا۔ چند یوم پیشتر اس طہران نے آتش و خون کی منزلوں سے گزر کر اسلام کے لئے اتنی عظیم و حیرت انگیز قربانیاں دی تھیں۔ جو تاریخ انسانیت میں سنہری حروف میں ثبت کی جائیں گی۔ چند یوم پیشتر اس شہر کی زمین نے مادیت و گمراہی کے اس تاریک دور میں مجدد دین، راہنمائے اسلام نائب امام آیۃ اللہ خمینی کا استقبال کیا تھا۔ آج کا طہران انقلاب کا معجزانہ مرقع تھا۔ اس شہر کی عظمت کے سکّے ہمارے قلوب پہ مرتسم تھے اور ہم افکار کی حیرت میں گم تھے کہ آقائے سلیمی نے مہر سکوت توڑ کر کہا کہ ہم شمس العمارہ (جہاں شاہوں کا جشن تاجپوشی ہوتا تھا) سے گزر رہے ہیں۔ آج کل یہاں انقلابی کمیٹی کا دفتر ہے بڑی دقت ہے ورنہ سیر کراتا۔

ہم نے چونک کر کہا کہ اہم مقامات کی نشاندہی فرماتے ہوئے شمران چلیے گاڑی چلی سلسلہ شروع ہوا اور موصوف نے ایک ایک خیابان کا نام بتانا شروع کیا کیونکہ تقریباً تمام پرانے خیابانوں کے نام تبدیل ہو چکے ہیں ہم اس وقت خیابان مصدق

سے گزر رہے تھے جس کا طول تقریباً ۱۶ میل ہے۔ دوسری جانب خیابان مظہری ہے غرض اسی طرح ہلکی پھوار میں سفر طے کرتے ہوئے ایک مقام پر گاڑی رکی۔ اور موصوف نے فرمایا کہ یہ سابقہ شاہ یاد، اور موجودہ میدان آزادی ہے۔ تمام مظاہرے اور جلوس یہیں آکر ختم ہوتے تھے۔ یہاں عجیب و غریب جواہرات، تاج اور تلواریں قابل دید ہیں۔ موقع ملا تو ضرور دکھائیں گے۔

آگے بڑھے تو عظیم عمارت نظر آئی۔ موصوف نے فرمایا کہ یہ ہوٹل ایون ہے اس ہوٹل کا نام سن کر ہمارے رونگٹے کھڑے ہو گئے اس ہوٹل کے نیچے تقریباً ۱۳ میل لمبا قید خانہ ہے جس میں کئی الیکٹرک بھٹیاں ہیں جہاں انسانوں کو طاغوتی دور میں زندہ جلا دیا جاتا تھا۔ دوسرے کنارے پر دریا کا پانی داخل کر کے پانی کی سزا دی جاتی تھی۔ ساواک کے انواع و اقسام کے دردناک وحشت ناک مظالم کی داستانیں اس مقام سے وابستہ ہیں ہم نگاہ عبرت سے ایک ایک چیز کو دیکھ رہے تھے نہ معلوم اس زمین پہ کتنی زندگیاں ختم کی گئیں کتنی عصمتیں لوٹی گئیں کتنے مظالم ڈھائے گئے اور کتنے قہر نازل کیے گئے (ان کی تفصیل پھر تحریر کروں گا) جبکہ صرف ایک کوٹھڑی سے ۲½ کلو مظلوموں کے کھینچے ہوئے ناخون برآمد ہوئے۔ گاڑی چلتی رہی اور آنسو بہتے رہے اور ظلم کی داستانیں جاری رہیں کہ سلیم صاحب نے فرمایا کہ وقت اگرچہ زیادہ ہو چکا مگر میں نے گاڑی کا رخ شمران کی جانب کردیا ہے شمران اگرچہ رئیسوں اور سرمایہ داروں کا علاقہ ہے مگر دانش گاہ طہران کی قربت کی وجہ سے تحریک کا اہم مرکز رہا ہے۔

چند منٹ بعد ہم پہاڑ کی ایسی بلندی پر چڑھنے لگے جہاں دو رویہ درختوں

کا بڑا عجیب سلسلہ تھا اور سڑک کے دونوں جانب چھوٹی چھوٹی نالیوں میں برف کا پانی بہہ رہا تھا۔ پیچھے حسین وجمیل بنگلے اور عمارتیں تھیں اور مغرب زدہ زندگی کے آثار زیادہ نمایاں تھے۔ ممکن ہے غیر ملکی اس علاقہ میں زیادہ آباد ہوں کیوں کہ عریانی کافی تھی۔ یقیناً یہ علاقہ باعث رشک لندن و پیرس ہے۔ معزول شاہ کا کاخ ابیض سفید محل یہیں بلندی پر واقع ہے۔ غرض ان حسین فطری مناظر سے گزرتی ہوئی گاڑی اوپر چڑھتی رہی اتنے میں پتہ چلا کہ ہم دربند پہنچ گئے۔ اور پھر سربند جا پہنچے۔ یہ وہ پر کیف مقام ہے جہاں پہاڑ کی چوٹی سے آبشار جاری ہوا ہے بڑا دلکش منظر ہے۔ نجفی صاحب، حسن ناصر الدین وغیرہ تھک کر ایک ریسٹوران میں بیٹھ گئے اور ہم نے اوپر چڑھنے کی ہمت کی جناب شیخ علی مدبر صاحب اور سلیمی صاحب کے بھتیجے اور موصوف خود ہمارے ساتھ تھے وقت کی کمی سے ہم تھوڑی ہی منزل طے کر سکے، سانس پھولنے لگا مگر مدبر صاحب جو خود کوہستان کے رہنے والے ہیں ان کے لئے یہ اونچائی کوئی اہمیت نہیں رکھتی تھی۔ اس جگہ مجھے پندرہ سال پیشتر کا وہ واقعہ یاد آگیا جب میں نے کسی ایرانی سے یہاں دریافت کیا تھا کہ قبلہ کی سمت کدھر ہے مجھے نماز پڑھنا ہے تو اس نے ہنس کر جواب دیا تھا کہ کیا یہاں خدا ہے۔؟

گاڑی نیچے اتری اور ہم اہم کارخانوں، فیکٹریوں کے علاقے سے گزرتے ہوئے تقریباً طہران سے تیس چالیس میل دور ایک شہر نما قصبہ میں پہنچے جس کا نام شہریار ہے اس سے گزرتے ہوئے ایک دیہات آیا جس کے چاروں طرف سیب وانگور کے باغات تھے۔ اس گاؤں میں گاڑی داخل ہوئی تو ایرانی بچوں اور بزرگوں نے استقبالیہ سلام کئے۔ ایک دروازہ پر گاڑی رکی یہ آقائے سلیمی کا مکان تھا۔ بارش شروع ہوگئی

دوپہر کا کھانا کھایا جس کا انتظام موصوف نے بڑی محبت سے کیا تھا اصل دعوت کا انتظام شام کے لئے تھا مگر ہم نے واپسی کا اصرار کیا۔ ہمارے اصرار سے موصوف کو تکلیف تو بہت ہوئی مگر آخر کار مجبور ہو گئے اور ہم بارش ہی میں سوار ہو کر طہران کی جانب چل دیئے۔ چلتے ہوئے سلیمی صاحب نے ہمیں اپنے سیب اور انگور وغیرہ کے باغات کی سیر کرائی کچھ سیب کھائے اور ہم روانہ ہو گئے ۱ ½ گھنٹہ کی مسافت طے کرنے کے بعد طہران پہنچے بارش جاری تھی آنے کا وعدہ کر کے سلیمی صاحب رخصت ہو گئے۔ ان کی بڑی خواہش تھی کہ ہمیں طہران کی خاطر خواہ سیر کرائیں دو دن بعد مگر ہمارے پاس وقت بہت کم تھا اس وقت مسافرخانہ میں شب جمعہ کی مجلس ختم ہوئی تھی جس میں خطاب کرنے کے لئے جناب حجتہ الاسلام سید طیب آغا صاحب جزائری قم سے تشریف لائے تھے۔ اتنے میں سفارت خانہ پاکستان میں کام کرنے والے ایک بزرگ غفاری صاحب اور ایک دوسرے بزرگ باقری صاحب جو حیدرآباد دکن سے متعلق ہیں تشریف لے آئے پھر جزائری صاحب سے گفتگو کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ مختلف مسائل پر بات چیت رہی کیوں کہ قم کے پندرہ دن کے قیام میں موصوف کو ہم سے ملنے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔ بلکہ صرف ایک دن سرِراہ ملاقات ہو گئی تھی اس لئے اب موقع مل گیا۔ تو دل کھول کر باتیں ہوئیں موصوف کو پاکستانی لوگوں کے ملازمت ایران سے علیحدہ ہونے کا بڑا ملال تھا مگر مجبور تھے کیوں کہ اب موصوف خود بھی ایرانی بن گئے ہیں ایرانی قومیت حاصل کر لی ہے۔ اور قم میں ہی تدریس و تالیف میں مشغول ہیں اس لئے موجودہ حکومت ایران پر علاوہ تنقید کے بیچارے کچھ نہیں کر سکتے۔ پاکستان آنے کے ارادہ مند تھے۔ آپ کے

رخصت ہونے کے بعد ہم بھی سو گئے۔

زیارت شاہ عبدالعظیمؒ پارک ملی و پارک آزادی

جمعہ یکم جون ۱۹۷۹ء

صبح سویرے اٹھ کر نماز و ناشتہ کے بعد میں جناب شیخ علی مدبر صاحب کے ہمراہ پارک شہر جو کبھی باغ ملی تھا، کے قریب ڈبل ڈیکر بس میں سوار ہو کر زیارت شاہزادہ عبدالعظیم کے لئے روانہ ہو گیا بس خیابان خیام سے گزرتی ہوئی خیابان شوش میں داخل ہوئی یہاں اترے راستہ میں بس میں ایک ایرانی پروفیسر صاحب سے ملاقات ہو گئی جو کئی سال ترکی میں بسر فرما چکے تھے اور پاکستان کے جغرافیہ سے بھی واقف تھے انہوں نے فرمایا جنوبی ایران کا وہ علاقہ ہے جو تحریک انقلاب کا مرکز تھا اس علاقہ نے بڑی قربانیاں دی ہیں غریبوں کا علاقہ ہے۔ اور غربت بھی انتہا درجہ کی یہاں موجود ہے آپ نے ہم سے قدرے تفصیل سے حالات سنائے اور پھر ہمارے ساتھ رہنمائی فرماتے ہوئے سوار ہو گئے کہ میں بھی شہزادہ عبدالعظیم تک جاؤں گا۔ موصوف نے فرمایا کہ حضرت آیۃ اللہ خمینی نے اس علاقہ کی ترقی مکانات کی تعمیر وغیرہ کے لئے خصوصی احکامات جاری کئے ہیں۔ جناب مہدی بازرگان بھی وعدہ کر چکے ہیں کام شروع ہو گیا ہے۔

کچھ دیر بعد ٹیکسی شہر رے روضہ حضرت شاہزادہ عبدالعظیمؒ کے پاس رکی ہم اترے وضو کیا زیارت کو گئے تو دیکھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہیں جمعہ کی وجہ سے بے انتہا مجمع ہے گھ طمینان سے زیارت سے فارغ ہوئے دوسرے امام زادوں کی زیارت کی شاہ ناصرالدین قاچار و شاہ عباس صفوی کی قبروں پر فاتحہ پڑھی پھر معزول شاہ

کے والد کی قبر کی کیفیت دیکھنے کے لئے آگے بڑھے تو معلوم ہوا کہ پولیس کا پہرہ ہے شام کو اجازت ملے گی یہاں کھڑے ہوئے لوگوں سے گفتگو ہوئی بڑی عبرت انگیز گفتگو تھی جتنے منہ اتنی باتیں کسی نے ہم سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہاں کیا دیکھو گے اس لئے کہ رضا شاہ کبیر کا تابوت قبر میں نہیں ہے۔ پوچھا کیوں؟ تو اس نے بڑے وثوق کے ساتھ رازدارانہ لہجہ میں کہا کہ جاتے وقت معزول شاہ باپ کی ہڈیاں بھی لے گیا کیوں کہ اسے خطرہ تھا کہ ایرانی ان کے ساتھ بہت برا سلوک کریں گے۔ اب دیکھیے کہاں دفنا تا ہے۔ کٹہرے کے بالکل قریب حسن علی منصور سابق وزیر اعظم کی قبر تھی۔ ہم نے معلوم کیا امیر عباس ہویدا کو کہاں دفن کیا گیا تو ایک طالب علم نے بتایا کہ کہیں بھی نہیں اس لئے کہ خوف کی وجہ سے ابھی تک اس کے ورثا میت لینے کے لئے نہیں آئے ہیں برف میں میت کو دبا رکھا ہے زمین بھی نصیب نہیں ہوئی۔ یہاں قیام کا لمحہ لمحہ عبرت آمیز تھا ہم نے جماعت کے ساتھ نماز ظہر پڑھی وہیں کھانا وغیرہ کھایا کیوں کہ یہاں علی مدبر صاحب کی پسندیدہ غذا "آب گوشت" مل گئی تھی۔ اس کے بعد مسافر خانہ واپس آگئے۔

میں نے سہ پہر کو پارک ملت جس کو اب آزادی پارک کہا جاتا ہے جانے کا پروگرام بنایا۔ اور وقت عصر بس کے ذریعہ شمران کی جانب چلا گیا تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بس میں سفر کرتا رہا مگر منزل مقصود کا علم نہ ہو سکا اب سورج ڈوبنے کا وقت قریب آچکا تھا کہ میں نے حد نظر تک لوگوں کو مشغول سیر و تفریح پایا کسی سے پوچھا کونسی جگہ ہے تو اس نے کہا کہ پارک آزادی" میں اتر گیا پارک میں آیا تو محسوس ہوا کہ شاید پورا طہران مع مرد و عورت اور بچوں کے آج پارک ہی میں آگیا ہے کیوں کہ جمعہ کا

تعطیل کا دن ہے۔ عجیب و غریب سماں ہے اس پارک سے منسوب موجودہ تحریک کی بہت سی روایتیں سن رکھی تھیں ان کی تحقیق کی۔ دف بجاتے ہوئے اور ناچتے ہوئے نوجوان دیکھے۔ تفریح کرتے ہوئے خوش و خرم بچے دیکھے بزرگوں کے چہروں پر اطمینان اور عورتوں کے انداز میں مسرتوں کی جھلک دیکھی۔ انگریزی تہذیب کے تقلیدی نمونے دیکھے۔ مغرب کو شرما دینے والے مرقع دیکھے میں نے ایک جوان سے پوچھا کہ یہ سب تماشا کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ آیۃ اللہ خمینی کے صدقے میں ہمیں یہ دن نصیب ہوئے ہیں کہ آزادی کی نعمت سے مالامال ہوئے ہیں۔ اس سے زیادہ ہمارے لئے اور کیا مسرت ہو سکتی ہے۔ لہٰذا اگر ہم حرام سے بچ کر مسرت کا اظہار کر لیں تو کیا حرج ہے ہمارے یہاں تو ریڈیو اور ٹی وی سے بھی گناہوں کے پروگرام ختم ہو چکے ہیں۔ اس پارک میں کثرت سے نماز پڑھتے ہوئے افراد اور کثرت سے چادر پوش عورتیں بھی دیکھیں۔ جو لوگ مسرتوں کا اظہار کر رہے تھے وہ یقیناً اس کے مستحق تھے کسی مقام پر بد اخلاقی و بدتمیزی کا مظاہرہ نہ تھا غیر ملکی اب بھی کثیر تعداد میں تھے۔

اب ہمارے لئے واپس لوٹنا بڑا دقت طلب تھا خدا خدا کر کے رات کو ۱۱½ بجے مسافر خانہ پہنچے تو ہمارے ساتھی سب منتظر تھے اور مضطرب تھے۔

مسجد شاہ و آیۃ اللہ چہل ستون

جون کی دوسری تاریخ کو مسجد شاہ دیکھی آج کل یہاں کے پیش نماز صاحب کو گرفتار کر لیا گیا ہے کیوں کہ وہ شاہ پرست تھے۔ ان کا عمامہ وغیرہ چھین لیا



مجاہد کبیر حضرت آیۃ اللہ شیخ حسن سعید چہل ستون مدظلہ



اللہ علامہ مجاہد حاج آقا مجتبیٰ

گیا ہے اصل میں ایسے لوگ سرزمین ایران پر بہت خطرے میں ہیں جو کسی نہ کسی طرح شاہ سے متعلق رہے ہیں بعض ساواک کے ذریعہ بعض بے جا تعریفوں کے ذریعے بعض حصول مفادات کے ذریعہ غرض ہر شخص خوف زدہ ہے کہ کس کا ریکارڈ سامنے آجائے اور کس کا عمامہ چھن جائے۔ ہم نے یہاں سنا کہ ایسے کچھ لوگوں نے ہمارے ملک میں بھی پناہ لے رکھی ہے جو شاہ کی نعمتوں سے متمتع ہوتے تھے وہاں کچھ ایسے لوگوں کا بھی ریکارڈ موجود ہے جو سفارتوں کے ذریعہ اپنی گزر بسر فرماتے تھے۔ اور بخششیں اور تحائف وصول کرتے تھے آج کل یہ لوگ بہت پریشان ہیں اور منہ چھپائے پھرتے ہیں ان فہرستوں میں کچھ غیر ملکی بھی شامل ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ شام کو جناب آیۃ اللہ شیخ حسن سعید چہل ستون سے ملاقات کے لئے جناب شیخ مدبر صاحب نے وقت لے لیا تھا۔ نجفی صاحب سے بھی آپ کے تعلقات تھے، ہم شام کو آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے نہایت عجیب و غریب منکسر المزاج سادگی پسند خوش اخلاق بزرگ ہیں۔ بہت بڑا کتب خانہ ہے۔ نشر و اشاعت کے ذریعہ تبلیغ مذہب میں ہمہ وقت مصروف رہتے ہیں تصنیف و تالیف مستقل مشغلہ۔ مختلف زبانوں میں لٹریچر۔ مجھے اس وقت احساس ہوا کہ ایران کا ہر عالم تحریر کی جانب کس قدر متوجہ ہے اور بدقسمتی سے ہمارے یہاں اس کا فقدان ہے مختلف موضوعات پر گفتگو رہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر پاکستان میں آپ حضرات صرف یہ کام کر دیں کہ مغربی اخبارات میں اسلام کے متعلق جو خبریں اور اعتراضات شائع ہوتے ہیں ان کا مختصر جواب انگریزی زبان میں تحریر کر دیا جائے تو میں اس کو طہران میں اسٹینڈرڈ سے

طبع کرا کے دنیا کے مختلف حصوں میں بھیج سکتا ہوں اس لئے کہ اس وقت اہم ضرورت یہ ہے کہ اسلام کے تعلق جو مغربی مفکرین کے شبہات ہیں وہ دور کئے جائیں اور اسلام کی عالمگیر نوعیت واضح کی جائے کیوں کہ یقیناً وقت آچکا ہے کہ اسلام کا بول بالا ہو کر رہے گا۔ دنیا ہمارے ایران کے اسلامی انقلاب کی جانب نگراں ہے ہمارے تجربہ کی جانب متوجہ ہے۔ نیز نوجوانوں کے لئے بھی یہ طریقہ بہترین ہے۔

موصوف موجودہ انقلاب کے اہم ہیرو ہیں اور بڑی فعال شخصیت کے مالک ہیں کافی تعداد میں ہمیں کتابیں عنایت فرمائیں۔ اس گفتگو کے وقت الہ آباد ہندوستان کے ایک ذہین طالب علم جو آج کل دانش گاہ و الہیات طہران میں مخصوص کورس کی تکمیل میں مشغول ہیں اچھے خاصے سیاسی ذہن کے مالک ہیں اور دلچسپ جوان ہیں آپ سے آیتہ اللہ موصوف نے خواہش کی کہ کتابیں ہمراہ لیکر ہمیں مسافر خانہ تک پہنچا کر آئیں انہوں نے اور ہم نے کتابیں اٹھائیں تو موصوف خود بھی ساتھ ہی کتابیں اٹھا کر ہمارے ساتھ سڑک کے کنارے تک تشریف لائے اور ہم کو گاڑی میں سوار کرایا۔ ہم محو حیرت تھے کہ کس قدر بلند اخلاق ہے ان علماء کا اور کتنا مثالی کردار ہے ان بزرگوں کا۔ اور کتنا انکسار ہے ان علماء کے مزاج میں ساتھ آنے والے حضرت حجتہ الاسلام مولانا شبیہ الحسن صاحب سے مسافر خانہ میں شب کو اچھی گفتگو رہی ہندو پاک کے افراد کے متعلق دلچسپ داستانیں سنیں میں نے محترم کو پاکستان آنے کی دعوت دی۔ آپ نے میری کتابیں لیں تاکہ دانش گاہ کے سربراہ کو پیش کی جاسکیں۔ اور طہران سے ان کو شائع کرایا جاسکے۔ معلوم ہو کہ اردو زبان میں بھی حضرت آیتہ اللہ خمینی اور

موجودہ انقلاب پر کچھ تحریر کیا گیا ہے۔

کونسل جنرل پاکستان کی دعوت

تین جون کی صبح کو ہم گیارہ بجے تک آقائے سلیمی کا انتظار کرتے رہے معلوم ہوا کہ آپ بعد میں تشریف لائے مگر ہم اس وقت ایران کی اہم شخصیت ایران کے عظیم خطیب حضرت آقائے فلسفی کی ملاقات کے لئے جاچکے تھے موصوف کا دربار بھرا ہوا تھا بڑی عزت سے استقبال کیا بہترین گفتگو ہوئی علامہ نجفی صاحب کی عربی سے بہت متاثر ہوئے چلتے وقت اپنی تقاریر کی آٹھ آٹھ ضخیم جلدیں عنایت فرمائیں۔ تحریک کے دوران اپنی تقاریر کا تذکرہ فرمایا سہ پہر کو ہم طہران کے مشہور و معروف عالم انقلاب کے عظیم مجاہد حضرت آیۃ اللہ یحیٰی نوری کے در دولت پر حاضر ہوئے نہایت سیاسی بصیرت کے مالک ہیں بہت صاف گو حقیقت پسند، بیباک، نڈر و جرأت مند عالم ہیں آپ کی گرفتاری کا حال پاکستانی اخبارات میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ آپ نے انقلاب اسلامی ایران و جمہوری اسلام پر ہم کو کتابیں عنایت فرمائیں آپ کا طویل کمرہ بھی کتابوں سے بھرا پڑا تھا کافی موضوعات پر تبادلۂ خیال ہوا اسلام کی خدمت کے لئے ہر قسم کی اعانت کا آپ نے یقین دلایا اور بڑی قدردانی و ہمت افزائی کے ساتھ رخصت کیا۔ ان ملاقاتوں میں میر سجاد علی صاحب ہمارے راہ نما رہے۔ باقری صاحب آخری ملاقات میں تشریف لے آئے۔

شب میں جناب ذوالفقار علی قریشی کونسل جنرل پاکستان کی گاڑی آگئی

آج آپ نے ہماری دعوت طعام فرمائی تھی بنگلہ پر پہنچے جو نہایت عالیشان برف پوش پہاڑوں کے سامنے خوش منظر تھا گفتگو کا سلسلہ بزرگوں کی تا درقصاوید اور کتبے دکھانے کے بعد شروع ہوا نمکین پستوں کا شغل ابھی جاری تھا کہ مہمان آنا شروع ہوئے کچھ دیر میں حکومت پاکستان کی اہم شخصیتیں جو بری، بحری اور ہوائی فوج سے متعلق تھیں اور پھر جناب علی ارشد صاحب سفیر پاکستان بہ نفس نفیس تشریف لے آئے۔ پرتکلف دعوت کا بہترین انتظام تھا اور آج ایک ماہ بعد پاکستانی کھانوں سے سجی ہوئی وہ میزیں اور دستر خوان سامنے تھے جو پوری دنیا میں صرف ہند و پاکستان کا طرۂ امتیاز ہیں۔ ہر چیز سلیقے سے موجود تھی اور نہایت لذیز تھی۔ قریشی صاحب نے بڑے دل سے دعوت کی تھی۔

یوں تو پہلے ہی سے سلسلۂ گفتگو جاری تھا اہم موضوع ایران کے دورے کے تاثرات اور پاکستان کے سیاسی حالات تھے جناب محمد یونس صاحب سیٹھی وابستہ فرہنگی سفارت پاکستان دکلچرل اتاشی) سے خوب دل کھول کر باتیں ہو رہی تھیں کہ سفیر پاکستان جواب سے پیشتر افغانستان میں بھی سفیر رہ چکے ہیں نے گفتگو کا سلسلہ علامہ نجفی صاحب سے شروع کیا اور پاکستان و ایران کے موضوع پر دل کھول کر باتیں کیں موصوف نہایت صاف طبیعت، تجربہ کار، خوش اخلاق اور طبیعتاً اسلام پسند سفارت کار ہیں۔ سیاسی حالات پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ موصوف کے دریافت کرنے پر ہم نے بھی سفارت خانہ سے متعلق چند شکایتیں سنائیں مثلاً بعض ایرانی طلباء کی یہ شکایت کہ پاکستان کے متعلق کوئی معتبر تاریخ کی کتاب نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ ولادت جناب فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے موقع پر

طہران کے مدرسہ پاکستان میں بجائے جشن میلاد کے یوم اقبال منایا گیا جبکہ کوئی تاریخی مناسبت بھی نہ تھی۔ موصوف نے بڑی خندہ پیشانی سے اس کی وضاحت کی اور دونوں باتوں کو تسلیم کیا۔ تقریباً ۲ ½ گھنٹہ کی یہ مہمان نوازی کی نشست بہت یادگار رہی۔ سفیر موصوف بار بار فرماتے رہے کہ آپ حضرات نے خدمت کا کوئی موقع ہی نہ دیا۔ ورنہ میں ہر طرح کا انتظام کر دیتا۔ جناب محمد یونس سیٹھی نے فارسی میں تحریر کئے ہوئے پاکستانی حالات عنایت فرمائے تاکہ ان کو پاکستان میں شائع کیا جا سکے۔

رات کافی گزر گئی چائے نوش کے بعد یعنی دودھ والی چائے جو ہمیں ایک ماہ بعد ملی تھی۔ ہم مسافر خانہ آ گئے۔ چار جون کی صبح کو پی آئی اے کے دفتر پہنچے تاکہ واپسی کی نشستیں کنفرم کرا سکیں۔ یہاں کے دفتر کے جنرل منیجر جناب علی احمد صاحب طبا طبائی نے نہایت تعاون فرمایا اور بڑے خلوص کا مظاہرہ کیا فوراً ہی ہم ایران ایر کے دفتر پہنچے اور وہاں کے نظم و نسق کی پابندیوں کے باعث قدرے تاخیر سے مشہد مقدس سے زاہدان کے لئے اپنی سیٹیں کنفرم کرانے کے بعد جناب عسکری باقری صاحب کی دعوت پر یہاں کے مشہور ہوٹل اٹلانٹک میں پاکستانی کھانا کھایا واپسی پر بارش کا سلسلہ شروع ہو گیا اور ہم کہیں نہ جا سکے البتہ قریب مغرب حضرت آیۃ اللہ ابوالحسن فشارکی طبا طبائی جن کو پہلے میں کسی جگہ آیۃ اللہ سلیمان کے نام سے حسن ناصر الدین صاحب کے تعارف کرانے پر کہہ چکا ہوں کی ملاقات کے لئے ان کے دولت خانہ پر گئے۔ حجۃ الاسلام مشکینی صاحب نے راہ نمائی فرمائی۔ موصوف طبا طبائی کے ضعیف والد

جو خود بھی بہت بڑے عالم ہیں، ان کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور پتہ چلا کہ ابوالحسن صاحب طباطبائی علم فلسفہ میں ایران کے معروف ترین عالم ہیں اور بڑی قابلیت کے مالک ہیں میں نے آپ سے اٹوگراف حاصل کیا اور مسافر خانہ آگیا۔ موصوف نے نہایت اخلاق و مہمان نوازی کا مظاہرہ فرمایا۔

یوم عزائے عمومی اور جلوس

۵ رجون منگل۔ آج ۱۵ خرداد ہے (شمسی مہینوں کے اعتبار سے تاریخ) چوں کہ ابتدائے تحریک میں آج ہی کے دن مدرسۂ فیضیہ پر حملہ کیا گیا تھا۔ عظیم قربانیاں دی گئی تھیں اس لئے موجودہ حکومت نے آج کے دن کو عزائے عمومی کا دن قرار دیا ہے۔ اور آج پورے ملک میں مکمل تعطیل ہے گلی گلی کوچہ کوچہ سے جلوس نکل رہے ہیں۔ میں حسن ناصرالدین صاحب کے ہمراہ جلوس کی شرکت کے لئے باہر نکلا ہوا معلوم ہوا کہ جلوسوں کے نکلنے کا مرکز میدان سپاہ ہے۔ ہم میدان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ جلوسوں کا لاانتہائی سلسلہ ہے مگر سب منتظم ہیں ہزاروں کا مجمع ہے دور دور سے لوگ جلوس میں شرکت کے لئے آرہے ہیں۔ مردوں کے جلوسوں میں عورتوں کے دستے بھی برابر کے شریک ہیں۔ بہت بڑے بڑے بینرز ساتھ ساتھ ہیں تین فوٹو بہت نمایاں طور سے آگے آگے چل رہے ہیں۔ آیتہ اللہ خمینی، آیتہ اللہ منتظری اور آیتہ اللہ شریعت مداری۔ علماء طلباء بھی جلوس میں کافی تعداد میں شریک ہیں — نعروں کی آواز کانوں میں آنا شروع ہوگئی۔ متعدد نعرہ ہے۔

اسلام پیروز است   امریکہ نابود است

اور عورتیں نعرہ لگا رہی تھیں۔

دست چپ نابود است   بایاں بازو (روس) مردہ باد

دوسرا بلند نعرہ۔ مرگ بر مفسدین۔ سادات، بیگین، کارٹر۔ تین مفسدین مردہ باد سادات، بیگین، کارٹر پھر نوجوانوں کا دستہ ایران کا نعرہ ہے۔

خمینی بُت شکن   رہبر ملت ما

ہر ہر قدم پر اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے بلند ہیں پورا مجمع نعرہ لگاتا ہے۔ تماشائی بھی جواب میں شرکت کرتے ہیں۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھی اپنا جلوس لئے جا رہے ہیں ان کا نعرہ ہے۔ مرگ بر امریکہ دشمن انقلاب ما۔ عورتوں کے جلوس پر نوجوان ہاتھوں میں برین گن لئے پہرہ دے رہے ہیں۔ اور اکثر نوجوانوں کے ہاتھوں میں شہداء کے فوٹو ہیں۔

دوسرے نعروں کی آواز آئی اسلام پیروز است کمیونسٹ نابود است فلسطین پیروز است، اسرائیل نابود است۔ کبھی کبھی مشترکہ درود کے نعرے بھی سنائی دیتے ہیں۔ عورتیں بھی ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور تقریباً لاکھوں کا جلوس ہے۔ راستہ میں ٹھنڈے پانی کی سبیلیں جاری ہیں۔ جلوس مسلسل بڑھ رہا ہے اور نئے نعرے کانوں میں آ رہے ہیں۔ خون شہیداں ما منتظر جواب است۔ ہمارے شہیدوں کا لہو جواب کا منتظر ہے۔

ہر مسجد سے جلوس برآمد ہو رہا ہے۔ میں سڑک کے کنارے کھڑا ہوں۔ اور لکھ رہا ہوں۔ دوسرا دستہ سامنے آیا نعرہ لکھا ہے۔ اور دی

نعرہ بلند کیا جا رہا ہے۔ جو یہ ہے۔

اسلام و دین و قرآن خواست شہیدان ما۔ ہمارے شہیدوں کا مقصد دین اسلام و قرآن ہے۔ قانون۔ قانون قرآن ما است۔ ہمارا قانون قرآنی قانون ہے۔ اس وقت جو نظریں اٹھیں تو دیکھا کہ جلوس کے مناظر دیکھتا ہوا حکومت کی جانب سے ایک ہیلی کوپٹر محو پرواز ہے۔ معلوم کیا کہ اب یہ جلوس کہاں جائے گا تو پتہ چلا میدان آزادی۔ آج کل میدان آزادی اس میدان کو کہا جاتا ہے جس کا نام پہلے شاہ یاد تھا۔ یہاں لاکھوں انسانوں کا مجمع آجاتا ہے ہمیں بتایا گیا کہ تقریباً بیس لاکھ افراد کے جلوس وہاں جمع ہوں گے اور حضرت آیتہ اللہ طالقانی جو آیتہ اللہ خمینی کے نفس ناطقہ اور دست راست ہیں تقریر فرمائیں گے۔ موصوف خوزستان کا مسئلہ طے کرنے کے بعد آج واپس آگئے ہیں۔ ہم تھک کر بہت سے لوگوں کے ساتھ ایک پارک میں بیٹھ گئے۔ اور جب اٹھے تو ایرانی قوم کی نظافت کا ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ پارک میں جن بچوں نے آئس کریم کے خالی ڈبے اور سگریٹ پینے والوں نے سگریٹ کے ڈبے پھینک دیئے تھے ایک خاتون نے اپنے بچے کو حکم دیا کہ سب کو جمع کر کے کوڑے کے ڈبہ میں ڈالا جائے۔ پارک میں کوئی کاغذ کا ٹکڑا بھی باقی نہ رہے۔ اس وقت ہمیں اپنے ملک کی نفاست کے مناظر یاد آگئے اور ان ہدایتوں پر عمل یاد آگیا مثلاً جہاں تحریر کیا جاتا ہے کہ پیشاب کرنا منع ہے۔ سب سے زیادہ وہیں کیا جاتا ہے۔

توپ خانہ کی طرف واپسی کے لئے لوٹے تو مجاہدین اسلام جدید فوجی طرکوں

میں سواد جلوس نکال رہے تھے ایک ٹرک کے فوجیوں نے مجھے افغانی سمجھا لباس کی وجہ سے تو بے ساختہ نعرہ لگایا. مرگ بر ترہ کی. ترہ کی مردہ باد. میں نے فوراً فارسی میں جواب دیا کہ میں افغانی نہیں تمہارا بڑا بھائی پاکستانی ہوں. اس کو سن کر دو فوجی جوان گاڑی سے اترے اور مجھ سے معذرت طلب کرنے لگے میں نے معاف کیا تو دونوں نے مجھے درمیان میں لے کر تصویریں کھنچوائیں اور خوش وخرم چلے گئے. یہاں ہماری ملاقات ان صاحب سے بھی ہوگئی جن کی آواز میں ریڈیو طہران اعلان سنا تھا. یہ صاحب ہم کو مسافرخانے قریب تک پہنچا کر لوٹے. مسافرخانہ آکر دیکھا تو اخبار جنگ کے طہران کے نمائندے حسن احمد صاحب علامہ نجفی صاحب کا انٹرویو لے رہے تھے تمام مسائل پر تفصیل گفتگو ہوئی.

چوں کہ آج ہمیں طہران سے رخصت ہونا ہے اس لئے جلدی جلدی سامان درست کیا ریل کی سیٹیں ریزرو تھیں اس لئے شام کو ۵½ بجے اسٹیشن پہنچے جناب میر سجاد علی صاحب، غفاری صاحب اور حسن ناصر الدین صاحب نے ہم کو رخصت کیا. ریل کی سیٹی بجی دروازے بند ہوئے اور ہم حسرت سے در و دیوار پر نظر کرتے ہوئے طہران سے رخصت ہوگئے.

"مشہد مقدس واپسی اور تیرہ رجب"

چھ جون کو تقریباً ۸½ بجے صبح مشہد مقدس پہنچے دن بھر آرام کیا اور شام کو دل بھر کے روضۂ امام کی زیارت کی. آج کافی تعداد میں زائرین کا مجمع ہے کیوں کہ پرسوں تیرہ رجب ہے اس لئے مخصوص کی شرکت کے لئے برابر زائرین

آرہے ہیں۔ پورا شہر سجا ہوا ہے مغرب کی نماز حرم میں حضرت آیۃ اللہ شیرازی کی معیت میں ادا کر کے واپس لوٹے تو قالین پر بنی ہوئی آیۃ اللہ خمینی کی تصویر نظر پڑی اس کو ہم نے فوراً خریدا اور مسافر خانہ واپس آگئے۔

پانچواں ہفتہ

آج جمعرات کا دن بارہ رجب اور جون کی سات تاریخ ہے۔ پورا شہر جگمگا رہا ہے۔ محافل منعقد ہو رہی ہیں ہر مسجد میں تقریباً محفل میلاد ہے مدرسوں میں میلاد ہو رہے ہیں۔ ہمیں بھی شب کے میلاد میں شرکت کے لئے حضرت آیۃ اللہ شیرازی کے دفتر سے دعوت نامے موصول ہوئے ہیں۔ دن بھر بازاروں کو دیکھتے ہوئے سہ پہر کو حضرت آیۃ اللہ کے مکان پر گئے اور پھر رات کو میلاد میں شرکت کے لئے روانہ ہو گئے۔ ایک مدرسہ میں محفل میلاد منعقد کی گئی ہے۔ جوق در جوق مجمع آ رہا ہے۔ سڑک پر بجلی کا عجیب و غریب اہتمام ہے۔ ہم جائے میلاد پر پہنچے تو پہلے مشروبات و آئس کریم سے تواضع ہر آنے والے کی کی گئی پھر جلسہ گاہ میں مسلسل چائے چلتی رہی۔ اس کے بعد ایران کے مشہور خطیب نے تقریر شروع کی جس کو حضرت آیۃ اللہ شیرازی نے طہران سے طلب فرمایا تھا خطبہ کے بعد انقلاب اسلامی ایران پر بے مثل تقریر کی۔ حضور رسول اکرمؐ کے انقلاب سے مثالیں پیش فرمائیں پھر حضرت علیؑ کے فضائل بیان کئے خوش آواز میں اشعار پڑھے اور تقریر ختم ہوگئی چاروں طرف سے درود کے نعرے بلند ہوتے رہے۔

ان کے بعد گورنر خراسان نے تقریر کا آغاز کیا بڑی نفیس پراثر اور

دل میں اتر جانے والی تقریر کی۔ قرآن و احادیث کے مسلسل حوالے دیئے۔ اپنی گرفتاری اور ساواک کے مظالم کا حال بیان کیا۔ حضرت علیؑ کے فضائل کے ذکر پر بعد رات کو بارہ بجے محفل میلاد ختم ہوئی اگلی شب کا پھر اعلان ہوا اور ہم نے طے کیا کہ آج شب جمعہ مسلسل مشغول عبادت رہ کر حرم میں بسر کریں گے اسی پروگرا پر عمل کیا یہ رات ہمیں شاید ساری زندگی یاد رہے گی وہ روحانی کیف محسوس ہوا جو لفظوں میں تحریر نہیں کیا جا سکتا۔ صبح کی نماز جماعت سے پڑھی زیارت کی اور پھر مسافر خانہ واپس آگئے۔

حرم میں رات بھر عبادتیں ہی عبادتیں ہوتی رہیں عورتوں کا ذوق عبادت دیکھ کر تو میں حیرت زدہ ہو گیا۔ مسلسل نمازیں اور دعائیں جس کا ہمارے ملک میں صرف شب قدر کچھ ہلکا سا تصور پیش کر سکتی ہے۔

تیرہ رجب جمعہ کا دن ۸ بجے تک آرام کرنے کے بعد شہر کی سیر کی تو عجیب و غریب سماں پورا شہر دلہن کی طرح سجا ہوا۔ مجھے اس قدر کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ عورتیں، مرد، بچے زائرین کثرت سے اس مخصوص میں آئے ہیں۔ مشہد کے بازار میں میلے کا سماں ہے۔ خرید و فروخت کی انتہا ہے اگرچہ تعطیل کا دن ہے دن میں بھی میلاد کی محفلوں کا وہی حال ہے جو شب میں تھا۔ گلی گلی اور سڑک سڑک پر تبرک تقسیم ہو رہا ہے امام علی رضاؑ کے روضہ کو بڑی خوبصورتی سے سجایا گیا ہے۔ چند پوسٹروں سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اس شہر میں ڈاکٹر شریعتی مرحوم کے پیرو کار کافی ہیں۔ ہم دن بھر علاوہ ادائے فرائض کے مصروف سیر رہے اور جشن مولود کعبہ کے جلوے دیکھتے رہے۔ آج ہمیں پاکستان کی محافل میلاد یاد آئیں۔ مگر یہاں کی محافل اور

کیفیات یقیناً ناقابل فراموش ہیں۔ دعا ہے کہ خدا ایسی سعادت پھر
نصیب فرمائے۔ آمین۔

کونسل جنرل پاکستان سے ملاقات

۹ر جون صبح کو کونسل جنرل پاکستان جناب قدیر صاحب نے کار بھیجی اور
ملاقات کا انتظام فرمایا ہم کونسل خانے چلے گئے۔ جناب شیخ جعفر فیاض صاحب
ہمراہ ہیں۔ قدیر صاحب بڑے نفیس مسلمان انسان ہیں۔ کتابوں کے شوقین مطالعہ
کے دھنی۔ پاکستانیوں سے محبت کرنے والے غیر متعصب مذہبی فراخدل، خوش
اخلاق، ہنس مکھ اور ہمہ گیر شخصیت کے مالک ہیں حکومت پاکستان کو ایسے
ہی حضرات کو سفارت کے لئے منتخب کرنا چاہئے

چائے کا اہتمام فرمایا ہم پہنچے مختلف موضوعات پر بے لاگ گفتگو ہوئی۔
جس میں ریاکاری کا شائبہ بھی نہیں تھا۔ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ زیدی
صاحب آپ کو میں نے پہچان لیا آپ کی کتاب قیامت صغریٰ میں نے پڑھی ہے
اب زید شہید کا اشتیاق ہے۔ سید غلام سبطین صاحب زیدی کی ملاقاتوں کا
ذکر فرمایا۔ علامہ نجفی صاحب سے فرمایا کہ آپ کی ذات تو محتاج تعارف ہی نہیں
مگر آپ نے ہمیں بڑا پریشان کیا کہ ہم تلاش کرتے رہے اور آپ کا پتہ نہ چلا اخبار
خراسان میں آمد کا حال پڑھا تو جستجو ہوئی معلوم ہوا قم چلے گئے خیر اب یہ کسر پوری
کرنا ہے۔ یہ ملاقات تو رسمی ہے مگر کل شب ساتھ مل کر کھانے کی خواہش ہے۔
علامہ صاحب نے قبول فرمالیا۔ اس ملاقات میں دو پاکستانی ڈاکٹر ایک طبیب

اور ایک مورخ نیز ایک طالب علم اور پروفیسر گوہر نوشاہی صاحب لاہور کے رہنے والے دانش گاہ مشہد کے شعبہ اردو کے انچارج بھی موجود تھے۔

دوران گفتگو چند ضروری باتیں ہم نے دریافت کیں۔ مثلاً کونسل خانہ کی عمارت تو مختصر ہے مگر رقبہ کتنا ہے۔ موصوف نے فرمایا اٹھارہ ہزار گز۔ آپ نے اس عمارت کے ملنے کی تاریخ بیان فرمائی۔ کیا یہاں کوئی مسافر خانہ زائرین کے لئے تعمیر نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ ہم سے طہران میں بتایا گیا ہے کہ مسافر خانے کے لئے جگہ کافی ہے اور زائرین کو کافی تکلیف ہوتی ہے۔ جواب عنایت فرمایا۔ جی ہاں تعمیر تو ہو سکتا ہے مگر وہ حشر نہ ہو کہ زائرین تو دھکے کھاتے پھریں اور مخصوصین عیش میں مصروف رہیں۔ کیا آپ سے پاکستانیوں نے اس بارے میں کوئی خواہش کی ہے۔ جواب دیا کہ براہ راست مجھ سے تو نہیں البتہ میں نے سنا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ طہران میں غفاری صاحب نے فرمایا کہ صدر مملکت جنرل ضیاء الحق صاحب کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ موصوف نے فرمایا کہ مجھے اس کا علم نہیں لیکن حکومت پاکستان سے مسافر خانہ تو بڑی بات ہے میں نے خواہش کی تھی کہ یہاں ایک ڈسپینسری بن جائے۔ ہمارے پاس ہر قسم کا انتظام موجود ہے حکومت پر کچھ بار نہیں ہے اور شدید ضرورت بھی ہے بعض اوقات پاکستانیوں کے علاج کے لئے بڑی پریشانی اٹھانا پڑتی ہے۔ اب زاہدان میں ڈسپینسری کی ضرورت بھی نہیں کیوں کہ زائرین کی آمد و رفت ہی نہیں ہے۔ اس لئے مشہد میں ضروری ہے ثواب بھی زیادہ ہے۔ میں نے کئی مرتبہ حکومت کو متوجہ کیا اجازت چاہی۔ لیکن ہنوز جواب نفی میں ہے۔ اپنی مصلحت سے تو حکومت ہی واقف ہے۔

مگر میں کچھ کہنے سے قاصر ہوں میرا تو ارادہ تھا کہ یونیورسٹی مشہد کو مشورہ دیا جائے کہ اردو کا شعبہ باقی رکھے۔ اگر مجھے اجازت ملے تو میں ادارۂ فرہنگ ایران کی طرح اپنے کونسل خانہ میں اردو کی کلاسیں کھلوا دوں، مگر مجبور ہوں۔

ہم آپ کی گفتگو سے جس میں خلوص ہی خلوص تھا بہت متاثر ہوئے اور رخصت ہو کر چلے آئے اور دن بھر مسافر خانہ ہی میں وقت گذارا۔ دس جون بھی اسی طرح بازار کی مصروفیات میں گزر گئی کچھ کتابیں وغیرہ دیکھتے رہے۔ لیکن شب کی دعوت کا انتظام جناب حجۃ الاسلام شیخ جعفر فیاض نے اپنے مکان پر فرمایا ہم نے لاکھ منع کیا مگر نہ مانے۔ موصوف حضرت آیۃ اللہ شیرازی کے انتہائی معتمدین میں ہیں۔ آخر کار ہم مجبور ہو گئے اور مکان پر گئے۔

یہ وہ مکان ہے جس میں انقلاب کے زمانہ میں حضرت آیۃ اللہ شیرازی مقیم رہے ہیں۔ ایک پاکستانی طالب علم کے لئے یہ بڑی عزت کی بات ہے۔ جعفر فیاض صاحب نے گذشتہ سال ایرانی خاتون سے شادی کی ہے اور حال ہی میں ایک بچے کی ولادت ہوئی ہے اس لئے ہم بار بار یہاں کھانے کی تکلیف دینے کے لئے منع کرتے تھے مگر موصوف نے فرمایا کہ ایرانی خاتون فرماتی ہیں کہ یہ سب پاکستانی وطن جا کر کہیں گے کہ ایرانی بد اخلاق ہوتے ہیں اگر کوئی پاکستانی عورت ہوتی تو ضرور مدعو کرتی۔ ہم یہ سن کر مجبور ہو گئے۔ اور انتظام ضیافت، نظافت دعوت کے سلیقے۔ اخلاق، مہمان نوازی۔ خلوص غرض ایک ایک چیز سے متاثر ہوئے۔ نصف شب کے قریب مسافر خانہ واپس آگئے۔ اس دعوت میں پاکستان کے دوسرے طالب علم اور آیۃ اللہ شیرازی کے دفتر کے اہم کارکن جناب

حجتہ الاسلام مولانا ناموسی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی. نہایت خاموش مگر خوش اخلاق انسان ہیں.

زیارت خواجہ ربیع و اباصلت

گیارہ جون پیر کا دن مسلسل مصروفیت میں گزرا کیوں کہ تین بجے سہ پہر پروفیسر گوہر نوشاہی صاحب جو بڑے فراخدل، خوش عقیدہ، مرنجان مرنج سادہ طبع صاف قلب انسان دوست لائق و فائق اور محنتی پاکستانی پروفیسر ہیں تقریباً کئی سال سے یہاں فرائض منصبی انجام دے رہے ہیں اور حضرت امام رضا علیہ السلام کے دل و جان سے شیدائی ہیں آپ نے کئی واقعات روضہ میں مقبولیت دعا اور امام رضا علیہ السلام کی خصوصی توجہ کے سنائے. تشریف لے آئے اور ہم کو اپنی کار میں بٹھا کر خواجہ ربیع جو بہت بزرگ شخصیت حضرت علی علیہ السلام کے رفقاء میں تھے کے روضے پر لے گئے. یہاں جناب حجتہ الاسلام شیخ مدبر صاحب نے فوٹو گرافی کا مظاہرہ فرمایا کیوں کہ نئے کیمرہ کا تجربہ پیش نظر تھا. شیخ جعفر فیاض صاحب بھی ہمراہ تھے. اس مزار کا بیرونی منظر بہت عجیب و غریب و حسین ہے. اندر بھی زائرین کا ہجوم رہتا ہے. پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ ان کے والد محترم اس مزار میں اعتکاف میں بیٹھے تھے. اور یہاں کے منتظمین نے خوشی سے ان کو اجازت دی تھی.

قریب میں باغ وحش تھا جس میں شیر ان کے بچے ایک عجیب و غریب خولبصورت جانور دو کوہان کا اونٹ، اور دیگر مختلف قسم کے پرندے وغیرہ

دیکھے صرف یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ ابھی تک یہاں سود بھی موجود ہیں۔ امید ہے جلد ان کو دور کر دیا جائے گا۔

یہاں سے ہم خواجہ اباصلت کی زیارت کے لئے جو بیرون شہر اچھے خاصے فاصلے پر واقع ہے گئے زیارت سے مشرف ہوئے یہاں ہم نے ایرانیوں کے میت کی رسوم کے طریقے کو دیکھا شاید کسی جوان کے غم کا ہفتہ تھا۔ ہمارے یہاں سوئم کے بعد دسواں منایا جاتا ہے۔ یہاں ہفتہ منایا جارہا تھا۔ مرنے والے کا عکس قبر پر نصب تھا قرآن خوانی جاری تھی اور ہر عزیز و قریب کچھ نہ کچھ تبرک لے کر آ رہا تھا جو تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ عورتیں چادر پوش کثیر تعداد میں موجود تھیں یہاں میت کی قبر پر آ کر ابتداء میں رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ باقی تفصیلات پروفیسر صاحب نے بتائیں کیوں کہ آپ ایرانی زبان، تہذیب کلچر، تمدن قدیم و جدید وغیرہ سے خوب واقف ہیں۔ اور اس پر آپ نے ریسرچ فرمائی ہے۔ آپ کے مضامین وغیرہ فارسی میں شائع ہوتے رہتے ہیں آپ مکمل کتاب کی تیاری میں معروف ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ساری آزادگیوں کے باوجود اور دانش گاہ کے مکمل تجربہ اور ایرانی معاشرے کے پورے نشیب و فراز سے واقفیت کے باوجود ایک بات حیرت انگیز ہے اور وہ ہے مسلمان ایرانی لڑکی کا جذبہ حفاظت عصمت، اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں کہ اس قوم کی یہ عجیب و غریب خوبی ہے کہ ہر مسلمان لڑکی قبل از عروسی باکرہ ہوتی ہے۔ اور اگر کوئی اس کے خلاف کہتا ہے تو وہ جھوٹ کہتا ہے یا تعصب سے کہتا ہے۔ ہمیں بھی یہ سن کر حیرت ہوئی۔

راستہ بھر تحقیق گفتگو جاری رہی واپس آکر نماز مغربین سے فراغت

پائی اور کونسل جنرل پاکستان جناب محمد قدیر صاحب کے کونسل خانہ پر دعوت طعام میں شرکت کے لئے چلے گئے۔ دعوت پُر تکلف تھی اور خلوص و اخلاق نے اس میں مزید شیرینی پیدا کر دی تھی۔ دعوت میں علاوہ دیگر مہمانوں کے ایک پاکستانی ڈاکٹر بھی موجود تھے جو انتہائی قابل بزرگ ہیں۔ اب ملازمت کی مدت ختم ہونے کی بنا پر وطن واپس تشریف لے جانے والے ہیں۔

قدیر صاحب جن کا سابق وطن بدایوں یوپی ہے۔ واقعی بڑے خوش اخلاق علم دوست ادب نواز اور درد مند بزرگ ہیں ہم آپ سے بہت متاثر ہوئے اور طویل نشست کے بعد مسافر خانہ آگئے۔

موصوف نے ہمارے لئے نیا ہان کے پی آئی اے کے دفتر کو فون کیا سیٹیں کنفرم کرنے کی تصدیق کی اور ہر قسم کی سہولت پہنچانے کی فرمائش کی۔ انشاءاللہ اس اخلاق کو ہم ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ کاش پاکستان کے دوسرے سفارت کار و عہدیدار بھی ایسے ہی اخلاق کے مالک ہوں۔ آمین۔

۱۲ جون ۷۹ء منگل - دن بھر ذاتی مصروفیات اور سفر کی تیاری میں صرف ہوگیا۔ شام کو حضرت آیۃ اللہ شیرازی کی خدمت میں الوداعی رخصت کے لئے حاضر ہوئے آپ نے بڑی بزرگانہ شفقت سے دعائیں پڑھ کے الوداع کہا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام آقائے محمد علی صاحب سے بھی رخصت لی جناب شیخ جعفر نیاض و جناب موسیٰ صاحب سے رخصت ہوئے مسافر خانہ پہنچے حساب صاف کیا شب میں شیخ جعفر صاحب پھر ملاقات کے لئے تشریف لائے اور خاص طور سے جناب علامہ محمد علی طبسی کے داماد

حجتہ الاسلام جو قم سے مشہد تشریف لائے ہوئے تھے رات کو ملاقات کے لئے آئے۔ ہم رات بھر درستی سامان میں مصروف رہے۔ سامان کی درستی اس کی بندش اور سلیقے کے ساتھ سامان کی حفاظت کے انتظام میں علامہ نجفی صاحب کے حیرت انگیز تجربے نے ہمیں بہت متاثر کیا واقعی موصوف سفر کے لوازمات اور سلیقے سے خوب واقف ہیں۔ کچھ دیر آرام کیا۔ نماز صبح سے قبل حرم میں حضرت امام رضا علیہ السلام کی الوداعی زیارت کے لئے گئے۔ وہ کیفیت جو اس زیارت میں قلب وجگر پہ گزری قطعاً الفاظ میں تحریر کرنے کے قابل نہیں یہ محسوس ہوا کہ ہم عظیم رحمتوں اور نعمتوں میں گھرے ہوئے تھے اب وہ ہم سے چھین رہی ہیں کسی بزرگ کی نظر کرم وسایۂ عاطفت سے محروم ہو رہے ہیں غرض آنکھوں سے سیل اشک رواں ہے اور روضہ اقدس کے در و دیوار پہ حسرت بھری نظریں جمی ہیں بڑے درد والم و مجبوری کے عالم میں روضے سے رخصت ہوئے۔ رخصتی سلام کیا۔ سنگ آستاں پہ بوسہ دیا اور ایک مرتبہ پھر حاضری کی دعا و تمنا کے بعد مسافر خانہ پہنچے۔ یہاں بھی ایک ایک کو رخصت کیا۔ سامان تقریباً ۶ بجے گاڑی میں انبار کیا۔ اس وقت نوجوان حجتہ الاسلام۔ محمد علی صاحب طبسی کے داماد نہ معلوم کہاں سے اپنی محبت کا نقش ہمارے قلب پہ قائم کرنے کے لئے آپہنچے۔ زہرا خانم اور اس کے شوہر احمد نے بڑے پرخلوص انداز میں رخصت کیا گاڑی چلی اور ہم تھوڑی دیر بعد صبح کی سرد ہوا کے تھپیڑے کھاتے ہوئے ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ سامان کی زیادتی سے پریشان تھے۔ مگر جب ایران ائیر کے عملہ کو پتہ چلا کہ علماء و مراجع کی عطا کردہ کتابوں کا وزن ہے۔ ہ پاکستانی علماء کا

وفد ہے تو بڑی خوش اخلاقی و مہمان نوازی کا ثبوت دیا۔ جہاز طہران سے پہنچ گیا اور ہمارے سوار ہونے کا وقت قریب آگیا کہ ایک دم اطلاع آئی کہ کونسل جنرل پاکستان جناب تدبیر صاحب ہمیں رخصت کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں موصوف کے اخلاق و محبت کا یہ وہ نقش آخر تھا جس نے ہمیں حیرت زدہ کر دیا۔

ہم جہاز میں سوار ہوئے۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ ۵ منٹ بعد بڑے آرام و سکون سے سفر کرتے ہوئے زاہدان ائیرپورٹ پر پہنچ گئے کچھ دیر بعد ہوٹل آریا اور پھر ہم پی آئی اے کے دفتر چلے گئے۔ کیوں کہ ایک رات قیام بھی کرنا تھا اور اپنی سیٹوں کے متعلق گفتگو بھی کرنا تھی۔ چنانچہ پی آئی اے کے جنرل منیجر جناب مراد علی خان صاحب سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ بڑے مولائی اور اسلام پسند، ہمدرد بزرگ ہیں ہمارے جملہ انتظامات موصوف نے فرمائیے۔ اسی درمیان جناب تدبیر صاحب کا فون مشہد سے پہنچا جس میں ہمارے متعلق اطلاع تھی۔ مراد صاحب نے فرمایا کہ وفد پہنچ گیا ہے اور اس وقت یہ حضرات میرے ہی پاس موجود ہیں۔ آپ کھانے کے لئے بہت اصرار فرماتے رہے مگر وقت کی کمی کے باعث ہم نے معذرت کی۔ شب زاہدان میں بسر کی یہاں کچھ گرمی کے آثار محسوس ہوئے اور صبح سویرے اٹھ کر بروز جمعرات تقریباً ۱۰½ بجے تک جملہ انتظامی امور سے فارغ ہو کر ہم ائیرپورٹ پہنچ گئے آج ہمارے سفر کے اعتبار سے آخری دن تھا پانچ ہفتے مکمل ہو چکے تھے۔

پی آئی اے کا جہاز کراچی سے پہنچا۔ جملہ ضروری انتظامات سے فراغت ہوئی اور ہم جہاز میں سوار ہونے کا انتظار کرنے لگے کہ اطلاع ملی سوار ہونے میں قدرے

تاخیر ہوگی کیوں کہ جہاز کے پہیوں میں پنکچر ہوگیا ہے۔ اس درمیان کچھ ہندوستانی مسافر فراخی انداز میں فقرے کستے رہے۔ مگر ہمیں احساس ہوا کہ پی آئی اے کے عملہ نے ذمہ داری کو پورا کیا ہے دونوں پہیئے تبدیل کئے اور ٹھیک ایک بجے جہاز زاہدان سے روانہ ہوگیا۔ اس وقت جو ہمارے قلب وجگر پہ کیفیت گزری اس کا اظہار ممکن نہیں۔ کتنا عجیب وغریب و پرکیف سفر تھا ہمارا۔ اس مقدس زمین پہ ہم نے زیارتوں کی سعادت حاصل کی۔ مراجع تقلید سے ملاقات کی۔ حضرت آیۃ اللہ خمینی کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ غرض ایک مہینہ پانچ دن کا یہ عرصہ اس کا ایک ایک لمحہ ذہن میں گردش کرنے لگا۔ اور نہایت کرب کے عالم میں ہم نے اس زمین کو اور اس کے رہنے والوں کو خدا حافظ کہا۔

ہمیں علم نہیں کہ ہم اپنے ملک کی زمین پر کب وارد ہوئے۔ لیکن ناشتہ وغیرہ کی مشغولیات سے فرصت ہی پائی تھی کہ ٹھیک ایک گھنٹہ ۵ منٹ بعد ہمارا جہاز کوئٹہ ایئرپورٹ پہنچ گیا۔ سامان اتارا جانے لگا کیونکہ ہوائی جہاز کے مسافروں کا کسٹم یہاں ہوتا ہے۔ اب ہم بہت پراگندہ خاطر تھے کہ نہ معلوم کتنی پریشانی اٹھانا پڑے کیا کیا زحمتیں ہوں لیکن جہاز میں جو اخبار ہمیں پڑھنے کے لئے دیئے گئے تھے ان سے علم ہوا کہ آج ہمارے کراچی پہنچنے کی اطلاعات تمام اخبارات میں شائع ہوئی ہیں جس کا علم ہو کر کسٹم کے عملہ اور یک سیکورٹی افسر نے اس قدر محبت وشرافت وعزت کا سلوک کیا جو ہمارے تخیل سے بہت بالاتر تھا۔ پاکستانی وقت کے تقریباً ۳ بجے ہم دوبارہ جہاز میں سوار ہوئے اور کراچی پہنچنے کی خوشی میں ہم خیالات میں مگن تھے کہ چائے سے تواضع کی گئی۔ اس کے کچھ دیر بعد اطلاع ملی کہ اب ہم کراچی کے بین الاقوامی ایئرپورٹ

پر اترنے والے ہیں چند منٹ بعد جہاز آہستہ سے رکا ہم جہاز سے اتر کر مسافر بس میں سوار ہوئے اور کسٹم کے کمرے میں پہنچ گئے تو فوراً اعزا اقرباء احباب جو ہمارے استقبال کے لئے اپنے جذبۂ محبت میں یہاں آئے تھے، ہاتھوں میں ہار لئے عمارت میں داخل ہوئے پر خلوص جذبات سے استقبال کیا نہ ان سب کو ہم نے بلایا تھا اور نہ ان سے خواہش کی تھی مگر جس جس نے بھی اپنے جذبۂ محبت کا اظہار کیا ہم اس کے لئے ہر ایک کے شکر گذار ہیں

عزیزی شمس الحسن صاحب نے فوٹو لئے اور اب جو ہم عمارت سے باہر نکلے تو کراچی کے موسم نے ہمارا استقبال کر کے سارے سفر کے لطف کو کرکرا کر دیا. کہاں ایران کی ٹھنڈی راتیں اور خوشگوار دن اور کہاں کراچی کی شدید گرمی.

یہ سفر اگرچہ صرف ایک ماہ اور پانچ دن کا تھا لیکن انتہائی معلوماتی و تجرباتی سفر تھا جس میں بڑے بڑے تجربات ہوئے

یوں تو سفر کا ایک ایک لمحہ یادگار تھا مگر مجھے جن باتوں نے زیادہ متاثر کیا وہ حضرت علامہ نجفی صاحب کی لیاقت و قیادت، حجتہ الاسلام شیخ علی مدبر صاحب کا ذوق علم و عبادت، حجتہ الاسلام سید حسن ناصر الدین رضوی کی ذہانت و ظرافت تھی جو ہمیشہ قلب و دماغ پہ طاری رہے گی.

کراچی میں ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہوا. مومنین احوال پرسی کے لئے تشریف لاتے رہے کہ ایک مولانا تشریف لائے اور دریافت کرنے لگے کیا واقعی آپ کی حضرت آیتہ اللہ خمینی سے ملاقات ہوئی تھی ؟ تو میں نے دریافت کیا کہ آپ کو اس میں شک کیا ہے تو موصوف نے فرمایا کہ " گن مرنا ہو ذوشم

علماء کا روپ دھارنے والے بڑے وثوق سے تشہیر فرما رہے تھے کہ ان بے چاروں کی تو بڑی مشکل سے ایک مصنوعی عالم کے ذریعہ جو پاکستان کی کسی سیاسی جماعت سے جھوٹے طریقہ سے منسوب کیا گیا تھا تین منٹ کا موقع نصیب ہوا۔ میں نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور اس کورچشمی و تنگ نظری دروغ گوئی و سفلہ ظرفی پر دل ماتم کرنے لگا۔ میں نے اسی وقت طے کیا کہ مناسب ہے کہ سفری یادداشت من وعن شائع کر دی جائے۔ تاکہ ایسے اندھوں کے لئے ہدایت، حقیقت پسندوں کے لئے آئینۂ حقیقت، اور محبت کرنے والوں کے لئے گلدستۂ محبت بن جائے اور آنے والے وقت میں یہ مختصر یادداشت تاریخی دستاویز کی نوعیت اختیار کر لے۔ اس میں ایک ایک لفظ صداقت کے ساتھ اس طرح قلمبند کر دیا جائے کہ پھر کسی کو مجال انکار ہی نہ رہے۔ اگرچہ خدا کا شکر ہے کہ ہم مکمل انتظام کے ساتھ ہر قسم کی شئے ہمراہ لیکر آئے تھے مثلاً وہ اخبارات جس میں ہماری ملاقات کا ذکر تھا وہ کیسٹ جس میں آیت اللہ کا وہ خطاب محفوظ تھا جو ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا اور ہر ہر مراجع تقلید کا آٹوگراف وغیرہ اور دیگر اہم دستاویزات۔

چند یوم بعد ہی مجھے بہ سلسلہ تقاریر معراج النبیؐ و ولادت جناب زینب و ولادت حضرت امام حسینؑ نواب شاہ جانے کا موقع مل گیا۔ گرمی اگرچہ شدید تھی مگر میزبانوں کی جانب سے میرے سکون کا مکمل انتظام تھا۔ مجھے فرصت تھی، سکون تھا۔ میں نے قلم ہاتھ میں لیا اور سفری یادداشت تحریر کرنا شروع کر دی صرف ایک ہفتہ میں یہ یادداشت مکمل ہو گئی۔ مجھے احساس ہے کہ اکثر مواقع پر عبارت میں طول ہو گیا مگر میں مجبور تھا کیوں کہ۔

لذیذ بود حکایت دراز تر گفتم   چنانکہ حرف عصا گفت موسیٰ اندر طور

اور بہت سے موضوعات تشنہ رہ گئے۔ مثلاً ایران کا موجودہ تمدن، سیاسی حالات، اقتصادی کیفیت، مستقبل کی نوعیت وغیرہ وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ ایک ایک موضوع کے لئے بڑی تفصیلات کی ضرورت تھی اور کتاب کی ضخامت کا خوف میرے قلم کو روک رہا تھا۔ اگر حیات مستعار باقی ہے تو جستہ جستہ ان موضوعات کو پھر پیش کروں گا سردست تو یہ ہدیہ ناچیز حاضر ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

رہا کور بینوں، بداندیشوں اور حاسدوں کا معاملہ تو

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

یادگار خطاب

حضرت آیۃ اللہ خمینی کا وہ اہم خطاب جو موتمر علمائے امامیہ پاکستان کے وفد اور علمائے بحرین کے وفد سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج کی اس نشست میں جبکہ ایرانی، بحرینی اور پاکستانی بھائی باہم مجتمع ہیں اور ایک دوسرے کی جانب متوجہ بھی تو ایسی صورت میں ہم اپنی باہمی مشکلات بخوبی بیان کر سکتے ہیں۔

تقریباً تین سو سال قبل جب غیر اقوام کے باشندوں نے ہمارے ملک میں قدم رکھا تو انھوں نے ملک میں راہ پاتے ہی اس کے مختلف پہلوؤں کا مطالعہ شروع کیا۔ وہ ملک کے تمام پہلوؤں یعنی مادی و معنوی نیز ملک میں موجود مختلف موضوعات پر دقیق مطالعوں اور تحقیقات میں مصروف ہو گئے۔ ان دور رس مطالعات و تحقیقات کے بعد انھوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سرزمین مشرق زیر زمین خزانوں کے اعتبار سے دراصل ان ممالک کا حصہ ہے جو بہت دولت مند کہے جاتے ہیں۔ اسی طرح یہ بالائے زمین نعمتوں سے بھی معمور ہے۔ جیسے تیل کے ذخائر جن سے آپ تمام حضرات بخوبی آشنا ہیں اور بالکل اسی طرح بہت سے ایسے دوسرے خزانے جن کے بارے میں شاید آج بھی مشرق کے باشندے کچھ واقفیت نہیں رکھتے۔

جس زمانے میں یہاں ان لوگوں کی آمد و رفت اور سیر و سیاحت کا سلسلہ

شروع ہوا تو ظاہر ہے کہ اس زمانے میں ویسی سواریاں اور اشیاء موجود نہیں جو آج دیکھنے میں آتی ہیں۔ تاہم ان اشخاص نے اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز کے مقامات کے سفر کئے، یہ لوگ سیاحوں کی شکل میں آئے اور انھوں نے ممالک کے گرد و پیش کا جائزہ لیا۔ اس وقت یہ اپنے ہمراہ جو آلات و اوزار تھے ان کی مدد سے انھوں نے یہاں کی تصاویر لیں۔ گنج ہائے زیر زمین سے نکالا اور لوگوں کی نفسیاتی کیفیات کا مطالعہ کیا۔ بالآخر انھوں نے یہ سوچا کہ کیا کہ اگر ہم ان بیش بہا خزانوں کو اپنے تصرّف میں لانا چاہیں تو ہمیں کونسا طریقہ اپنانا چاہیئے؟ اس مسئلہ کا بغور جائزہ لینے کے بعد انھوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر مشرقی باشندے باہم مربوط ہو جائیں، اگر یہ تمام کشورہائے ارضِ مشرق یکجا ہو اور یہ سب مل کر ایک اکائی کی شکل اختیار کر لیں تو ایسی صورت میں ان کے گراں خزانوں پر دسترس حاصل کرنا خارج از امکان ہوگا۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ کے مابین تفرقہ ڈال کر ایک کو دوسرے سے جدا کر دیا جائے۔

ایک اور مسئلہ جو ہمارے اور ان کے دونوں کے لئے غیر معمولی اہمیت حامل ہے وہ یہ کہ اگر مسلمان اسلام کی اصلیت و حقیقت کا ادراک کر لیں تو مفادات کو بھیر خطرہ لاحق ہو جائے گا۔ اور ان پر دسترس مشکل ہوگا۔

اس لئے ان لوگوں نے اس بات کی بھرپور سعی کی کہ مختلف طرح کے حربے کو کام میں لاتے ہوئے ان لوگوں کی نظروں سے منزلتِ ادیان کو گرا دیں۔ بالخصوص مرتبۂ دینِ اسلام کو ان لوگوں کی نظروں میں کم کر دیں۔ چنانچہ انھوں نے اس بات کی تشہیر شروع کر دی کہ دین بنیادی طور پر معاشرے

لئے افیون ہے۔ ادیان تو لوگوں کو خوابیدہ کرنے کے لئے آئے ہیں تاکہ مقتدر افراد
دربادشاہ اپنے اقتدارِ اعلیٰ اور اپنی قوت و طاقت کے بل پر لوگوں کی تباہی کا
سبب بنیں۔ اسی طرح ان لوگوں کی یہ کوشش بھی رہی کہ علماء، اور روحانی طبقہ
سے منسلک افراد کو عام لوگوں میں رسوا کریں۔ چنانچہ انھوں نے یہ کہنا شروع
کیا کہ یہ علماء، اور یہ روحانی طبقے کے افراد قدامت پسند یا رجعت پسند ہیں۔ یہ فقط
باری ہیں اور بادشاہوں کے لئے کام کرتے ہیں۔ اگر دیکھا جائے تو یہ بھی ایک
بردست پروپیگنڈہ تھا۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ وہ اپنے ان دونوں پروپیگنڈوں میں کامیابی
سے ہمکنار ہو گئے۔

جوانوں کا ایک گروہ جو ان مسائل سے نہ صرف بے بہرہ تھا بلکہ ان مسائل
گہرائی کو سمجھنے سے بھی قاصر تھا اس پہلے پروپیگنڈے پر یقین کر بیٹھا جس میں اس
نب اشارہ کیا گیا تھا کہ دین معاشرے کے لئے افیون سے زیادہ درجہ نہیں
رکھتا۔ چنانچہ ان نوجوانوں نے ان لوگوں کی اس بات کی پیروی کرتے ہوئے خود
بھی اس بات کو پھیلانا شروع کر دیا۔

حالانکہ تاریخ ادیان اور خاص طور سے تاریخ اسلام جو ہم سے بہت
ریب ہے اس بات کی شہادت دیتی ہے کہ مسئلہ درحقیقت اس کے بالکل برعکس ہے
لوگوں کا کہنا ہے کہ ادیان بادشاہوں کی ایجاد ہیں اور بادشاہوں نے دین
عطا اس لئے ایجاد کیا ہے کہ لوگوں کو خوابِ غفلت میں مبتلا کر دیں اور خود لوگوں
تسلط حاصل کر لیں تاکہ لوگ ان کے مقابل کھڑے ہونے کی جرأت نہ کر سکیں

اور اس طرح ان کے خلاف کوئی تحریک نہ اٹھ سکے۔ حالانکہ تاریخ پر نظر رکھنے والا ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ یہ ادیان ہی تھے کہ جنھوں نے کمزور لوگوں کو طاقت ور بادشاہوں کے سامنے لا کھڑا کیا۔ جیسا کہ حضرتِ موسیٰؑ نے راتوں رات فقط ایک عصا کے ساتھ حرکت کی اور لوگوں کے ایک کمزور گروہ کو لیکر فرعون کے سرِ پُرغرور کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سرنگوں کر دیا۔ لہٰذا اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ فرعون نے موسیٰؑ کو بنایا تا کہ لوگوں کو سلا دے بلکہ موسیٰؑ نے فرعون کے حالات کو درہم برہم کرنے کے لئے لوگوں کو بیدار کیا۔

جس نے بھی تاریخِ اسلام کا مطالعہ کیا ہے اس سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مکہ میں قیام کے دوران پیغمبرِ اسلام ان ہی کمزور لوگوں کے ساتھ تھے جو ان کی اصطلاح میں اس وقت کے تین طبقوں یعنی عام قریش، تاجر، اور دولت مند لوگوں میں سے ایک تھے۔ اس زمانے میں تمام صاحبانِ قدرت ان کے مخالف تھے۔ ایسا نہیں تھا کہ ان صاحبانِ قدرت نے آنحضرتؐ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ آپ لوگوں کو غافل کر دیں بلکہ خود آنحضرتؐ جب تک سرزمین مکہ پر قیام پذیر رہے اور مصلحتاً کھل کر اپنے وجود کا اظہار نہیں کر سکے اس وقت تک آپ خفیہ طور پہ اپنے مشن کی انجام دہی میں مشغول و مصروف رہے۔ مکہ کے بگڑے ہوئے حالات کو سنوارتے رہے اور قبولیتِ اسلام کے لئے لوگوں میں آمادگی پیدا کرتے رہے اور جس وقت آپ کو یہ احساس ہو گیا کہ اب یہاں رہ کر کام نہیں کیا جا سکتا تو آپ نے مدینہ منورہ کی سمت ہجرت فرمائی۔ آپ نے ان ہی تینوں طبقات سے تعلق رکھنے والے ایک غریب طبقے کے فرد کے ہمراہ مدینہ کی سرزمین پر قدم رکھا۔

اور پھر مدینے میں جو افراد آپ کے گرد جمع ہوئے وہ بھی غریب طبقے ہی سے تعلق رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اگر دیکھا جائے تو آنحضرتؐ کی تمام جنگیں بڑے سرمایہ داروں، گردن والوں اور دولت مند طبقے کے افراد ہی سے ہوئیں۔

چنانچہ اس سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے کہ اصل بات وہ نہیں جس کا پروپیگنڈہ ان لوگوں نے کیا اور جس کی زد میں ہمارے ناواقف نوجوان بھی آگئے۔

ایسا ہرگز نہیں ہے کہ فرعون نے موسیٰؑ کو بنایا کہ وہ لوگوں کو غافل کریں بلکہ حضرت موسیٰؑ نے لوگوں کو بیدار کیا کہ یہ لوگ فرعون کے وجود کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مٹا دیں۔

ایسا ہرگز نہیں کہ قریش اور دولت مندوں نے آنحضرتؐ کو بنایا کہ آپ لوگوں کو سلا دیں بلکہ یہ آنحضرتؐ ہی کی ذات بابرکات کا کرشمہ تھا کہ فقراء پستی سے بلندی کی جانب آئے اور حضورؐ نے ان فقراء میں وہ تحریک پیدا کی کہ یہ فقراء ہی ان امیروں کے مناصب و مقاماتِ بلند پر فائز ہو گئے۔

دینِ اسلام کو پختگی حاصل ہو جانے کے بعد بھی اس کمزور طبقے کے افراد نے روم و ایران جیسی دو عظیم الشان مملکتوں پر حملہ کیا۔ روم و ایران کی ان وسیع و عریض سلطنتوں نے آنحضرتؐ کو نہیں بنایا تھا بلکہ آنحضرتؐ نے روم و ایران کو شکست دی تھی۔

آئیے! اب ہم تصویر کے دوسرے رخ پر نگاہ ڈالیں۔ یعنی طبقۂ علماء کا جائزہ لیں جو ان لوگوں کے گمراہ کن پروپیگنڈے کا دوسرا نشانہ بنے ہیں۔ ان

لوگوں کا کہنا ہے کہ علماء درباری ہیں۔ ان کو لانے والے انگریز ہیں اور وہ اس لئے کہ یہ لوگوں کو بیدار نہ ہونے دیں اور انھیں ایسے کام نہ کرنے دیں جو ان کی اپنی مصلحتوں اور تقاضوں کے متضاد ہوں۔ حالانکہ جس نے بھی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ پوری تاریخ میں ہر دور میں بڑی بڑی طاقتوں کے خلاف قیام کرنے اور ان کے خلاف صف آراء ہونے والا طبقہ صرف اور صرف علماء ہی کا رہا ہے ان لوگوں نے علماء کو نہیں بنایا بلکہ علماء نے لوگوں کو ان کے خلاف لا کھڑا کیا ہے۔

ایران ہی میں دیکھ لیجئے۔ جب سے رضا خان نے آکر یہاں حکومت شروع کی تو یہ پچاس سال کا عرصہ طولانی جو علماء اور مسلمانوں کے لئے تاریخ کا سب سے زیادہ بھیانک اور پُر آشوب دور تھا اور ملتِ ایران کے لئے سخت ترین آزمائش کا۔ محض اس لئے کہ یہ دونوں شہنشاہ اگر گذشتہ بادشاہوں کے مقابلے میں زیادہ سفاک اور گناہ گار نہیں تھے تو ان سے کہیں زیادہ خائن اور غاصب ضرور تھے۔ ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ محمد خان قاچار بھی ان ہی کی طرح گناہ گار تھا لیکن پھر بھی وہ ان جیسا خائن ہرگز نہیں تھا۔ تاریخ میں اس جانب کوئی اشارہ نہیں ملتا کہ محمد خان قاچار نے کسی دوسرے ملک کے لئے اپنے ملک کے منافع دے دیئے ہوں یا اپنے ملک کے وسائل اور ذخائر کو محض اپنے یا دوسروں کے مفادات کی خاطر غیروں کی تحویل میں دے دیا ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ سفاک بھی تھا اور گنہ گار بھی۔ تاہم خائن نہیں تھا۔ اس طرح گویا گذشتہ بادشاہ باوجود ظالم و سفاک ہونے کے ان دو فاسد عناصر (رضا خان کبیر اور

رضا شاہ) کی طرح خائن نہیں تھے۔ ایران کا کوئی بادشاہ ایسا نہیں ہوا کہ جس نے خیانت کی ہو۔ ان دونوں باپ بیٹوں نے اس ملک میں ایسی ایسی خیانتیں کیں کہ ہم اتنی جلدی ان سے آگاہ نہیں ہو سکتے۔

بڑی طاقتوں کے ساتھ ان بادشاہوں نے جو معاہدے کئے ہیں وہ سب کے سب اس وقت ہماری اس حکومت کے لئے محیر العقول اور ناقابل فہم ہیں۔ ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح ان معاہدوں کے ذریعے انھوں نے اس ملک کو ان بیرونی طاقتوں کے گلی کوچہ میں تبدیل کر دیا ہے۔ ان معاہدوں کے ذریعے گویا یہ وہ سب کچھ ان طاقتوں کو دے چکے ہیں جو ہم آج یہاں دیکھ رہے ہیں۔ نھوں نے جو جو کام کئے اگر دیکھا جائے تو وہ اپنے ملک اور اپنی قوم سے خیانت کرنے کے مترادف تھے۔ اس سے پہلے گذشتہ بادشاہوں کے درمیان ان معنی میں خیانت بہت کم تھی۔ شاید سلاطین قاچاری کسی حد تک خائن تھے مگر بہت کم۔ ان سے پہلے شاید خیانت کے یہ معنی ہی نہ تھے۔ تاہم ان لوگوں نے تو ایسی ایسی خیانتیں کیں ہیں کہ تاریخ ان پر سے اتنی جلدی پردہ نہیں اٹھا سکتی اور یہ بھی ممکن ہے کہ بعض خیانتوں کے راز آخر تک نہ کھل سکیں۔ اس وقت تک وہ تمام راز جو ان خیانتوں کی وجہ سے طشت از بام ہوئے ہیں وہ بذات خود ان لوگوں کے لئے انتہائی باعث استعجاب ہیں جو اس وقت ان کے مطالعے میں مصروف ہیں۔ ایران میں اب اس بات کا موقع فراہم ہوا ہے کہ خود ان ہی کے وزارت خانوں میں بیٹھ کر ان معاہدوں کے بارے میں تحقیقات کی جائیں جو انھوں نے دوسرے ملکوں سے کئے ہیں۔ تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان بادشاہوں کے دوسرے ملکوں سے

کئے ہوئے معاہدے ملکی و قومی مفادات کے لئے کس قدر غلط، مہلک اور نقصان دہ ہیں۔ اس وقت ہماری حکومت کو جس بڑی مشکل کا سامنا ہے وہ یہ کہ آخر ان معاہدوں کا کیا کیا جائے؟ ان معاہدوں کو خواہ کسی بھی رخ یا کسی بھی پہلو سے دیکھا جائے تو ہمیں ان میں کوئی نہ کوئی اور کسی نہ کسی قسم کا الجھاؤ ضرور نظر آتا ہے۔ کیونکہ ان معاہدوں کو ملکی و قومی مفادات کے پیشِ نظر مرتب نہیں کیا گیا تھا۔ بہر حال ہر صورت میں تاریخ کے اس عرصہ میں جو ہمارے حافظے میں محفوظ ہے ان قوتوں کے خلاف جس طبقے نے احتجاج اور مقاومت کی وہ یہی علماء کا طبقہ تھا۔ ان پچاس برس یا اس سے کچھ زیادہ کے عرصے میں یہاں بھی یہ علماء کئی مرتبہ اٹھے لیکن بدقسمتی سے مسئلہ یہ تھا کہ ان ظالم بادشاہوں کی قوت و طاقت ان علماء کے مقابلے میں بدرجہا زیادہ تھی۔ جس کی وجہ سے ان علماء کو پیش قدمی کرنے میں مزاحمتوں کا سامنا کرنا پڑا اور یہ علماء آگے نہ بڑھ سکے۔ آذربائیجان میں مقابلہ کیا گیا، مشہد و خراسان میں مقاومت ہوئی۔ اصفہان میں زبردست تحریک اٹھی۔ اصفہان سے اٹھنے والی یہ تحریک تقریباً تمام شہروں کے علماء کی جانب سے ایک عمومی تحریک تھی لیکن ظالم چونکہ زیادہ طاقت ور تھے لہٰذا یہ تحریک دبا دی گئی۔ ان لوگوں کو قید کر دیا گیا، بعض کو جلاوطن کر دیا گیا۔ آذربائیجان کے اول درجے کے علماء کو سنقر کے مقام پر جلاوطن کر کے مدتوں قید میں رکھا گیا۔ مشہد کے تمام علماء تہران میں قید کر دیئے گئے۔ اصفہان کے علماء دستِ ظلم سے کاری ضربیں لگائی گئیں اور انھیں کام کرنے سے روکا گیا اس پورے پچاس سال کے عرصہ میں جس طبقہ کی جانب سے تحریکِ مقاومت

چلی وہ علماء ہی کا طبقہ تھا۔ اس کے برخلاف آج جو تحریکیں اٹھ کھڑی ہوئیں ہیں اس زمانے میں ان کا نام و نشان بھی نہ تھا جبکہ علماء کی طرف سے مسلسل تحریکوں کا سلسلہ جاری تھا۔ انھوں نے شکستیں بھی کھائیں، جانیں بھی دیں، قید ہوئے اور جلاوطن بھی تو اب ایسی صورت میں ان لوگوں کا یہ کہنا کہ علماء درباری ہیں۔ سراسر غلطی پر مبنی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ علماء درباری نہیں بلکہ درباریوں کے خلاف ہیں۔ لیکن انھوں نے درباری کہہ کر بھنولنے کی ضرورت اس لئے محسوس کی تاکہ ان لوگوں کو عام لوگوں کی نظروں سے گرا دیا جائے۔ لیکن مقام تاسف ہے کہ اس بات نے لوگوں کے اذہان میں پہلی بات سے بھی کہیں زیادہ اثر کیا۔ چنانچہ رضا خان کے زمانے ہی سے یہ دیکھنے میں آیا کہ اکثر لوگوں نے علماء سے منہ پھیر لیا اور اکثر جوان اس طبقے سے برہم و برگشتہ ہو گئے۔

اسی طرح جب ان لوگوں نے یہ محسوس کیا اگر اسلام رہا تو سب اکٹھا رہیں گے اور اگر علماء اور روحانی حضرات رہے تو یہ سب کے سب لوگوں کو ایک پرچم تلے جمع کئے رہیں گے۔ لہٰذا انھوں نے سوچا کہ اب اسلام اور ان علماء کا کیا کیا جائے؟ یہی نہیں بلکہ ان لوگوں نے خود ایران کی سرزمین میں کردستان، بلوچستان اور خوزستان وغیرہ کے تفرقے پیدا کر دیئے۔ ایران اور پاکستان میں اختلافات کے بیج بو دیئے عرب ممالک اور بحرین سب کو آپس میں جدا جدا کر دیا۔ مسلمانوں میں نفاق کا بیج بو کر انھیں الگ الگ ٹکڑوں میں منقسم کر دیا۔ اس عمومی جنگ میں انھوں نے کہا کہ سلطنت عثمانیہ کو جو مصر سے لیکر حجاز مقدس تک پھیلی ہوئی تھی اور بہت سے دوسرے ممالک پر مشتمل ایک وسیع و عریض سلطنت کہلاتی تھی ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کے ایک ایک حصے کو ایک ایک شخص کے ہاتھوں میں دے دیا۔ تاکہ وہ ان حصوں کا

انتظام ان طاقتوں کے مفادات، ضروریات، خواہشات اور تقاضوں کے مطابق بحسن وخوبی چلائیں اور اس طرح اس حکمتِ عملی سے کام لیکر گویا انھوں نے ان حکومتوں کو ایک دوسرے کے مقابل صف آرا کر دیا۔ ایک ملک کا بادشاہ دوسرے ملک کے بادشاہ کے مقابل۔ ایک ملک کا جمہوری سربراہ دوسرے ملک کے جمہوری سربراہ کے مقابل۔ سب کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر کے ان کے درمیان باہمی دشمنی کی بنا ڈال دی۔ خود یہ لوگ جمع ہو کر بیٹھے اور ہمارا سب کچھ لے گئے۔ ہم آپس میں لڑتے رہے اور ایک دوسرے کے دشمن بنے رہے۔ ان لوگوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آگے بڑھ کر ہر ملک میں لوگوں کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ مختلف گروہ اور مختلف فرقے جو ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف رہنے لگے۔ افسوس کہ مسائل پر گہری نظر نہ رکھنے کے سبب یہ لوگ متاثر ہو گئے۔ اب یہ عالم ہے کہ عراق کی حکومت الگ اور ایران کی حکومت الگ۔ دونوں ممالک اسلام کے نام لیوا ہیں لیکن آپس میں برسرِ پیکار۔ تمام اسلامی حکومتیں اسلام کے رشتہ سے منسلک ہونے کے باوجود الگ الگ ہیں آپس میں لڑائی اور جنگ کا سلسلہ جاری ہے۔ یہی وہ تمام منصوبے ہیں جو ہمارے دشمنوں نے ہمیں ایک دوسرے سے جدا کرنے کے لئے بنائے ہیں۔ نہ جانے وہ وقت کب آئے گا کہ جب مسلمانانِ عالم بیدار ہوں گے؟ نہ جانے کب ہماری تمام اسلامی حکومتوں کی آنکھیں کھلیں گیں؟ کیا یہ لوگ اس صورتِ حال کو سمجھتے نہیں؟ یا سمجھتے تو ہیں مگر اس کے مطابق عمل نہیں کرتے۔

اگر نہیں سمجھتے تو انھیں ان مسائل پر گہری توجہ دینا چاہیئے اور اس بات

کا اندازہ لگانا چاہیئے کہ ان کی بدبختی کہاں سے شروع ہوتی ہے؟ کیا وجہ ہے کہ دشمن آکر ان کے گراں قیمت خزانوں کو لوٹ لیتے ہیں اور یہ خود ان سے محروم رہ جاتے ہیں؟ وہ ہمارے اس قدرتی اور بیش قیمت خزانے یعنی تیل کو لے گئے اور ہماری قوم بھوکی رہی۔ ہر جگہ کچھ ایسا ہی دیکھنے میں آتا ہے۔

اب بھلا مسلمان اور خاص طور سے اسلامی حکومتیں کب بیدار ہوں گی؟ کب اپنی ذاتی اغراض اور خیالی تمناؤں سے چھٹکارا حاصل کر کے مسلمانوں کی خدمت کو اپنا شعار بنائیں گی؟ اپنی خواہشات سے کب ہاتھ اٹھائیں گیں؟ مسلمان اپنے مصالح کی جانب کب متوجہ ہوں گے؟ اور کب اس بات پر غور کریں گے کہ ان کا درد کیا ہے؟ اور انھیں کب اس کی دوا کرنا چاہیئے؟

ان شیاطین کی ایک اور بڑی کارستانی یہ ہے کہ انھوں نے ہمیں قرآن اور اسلام کو صحیح طرح سے سمجھنے کا موقع نہیں دیا۔ نہ انھوں نے مسلمانوں کو قرآن و اسلام کو سمجھنے کی مہلت دی۔ ان کے اس پروپیگنڈے کے موثر ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نجف و قم جیسے حوزہ ہای دینی میں بھی یہ سرایت کر گیا ہے۔ اس پروپیگنڈے کی زد میں بدقسمتی سے جو لوگ آئے انھیں دشمنوں نے یہ مہلت ہی نہ دی کہ وہ اسلام کو اس طرح سمجھیں جس طرح اس کے سمجھنے کا حق ہے؟ کیونکہ ان کے پیش نظر محض ایک خطرہ تھا اور وہ یہ کہ اگر مسلمانوں نے اسلام کی اصلیت و حقیقت کو سمجھ لیا تو وہ ان کے خلاف آواز اٹھائیں گیں اور پھر ان لوگوں کے لئے کوئی جگہ باقی نہیں رہے گی۔

جب انگریز سرزمین عراق میں داخل ہوئے اور وہاں انھوں نے آذان

کی آواز سنی تو ان میں سے ایک نے کہا یہ آواز حکومتِ انگلستان کے لئے نقصان کا باعث ہے۔ یہ سن کر انگریزوں میں سے کسی نے جواب دیا کہ اس سے حکومتِ انگلستان کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ البتہ یہ موقع نہ دیا جانا چاہیئے کہ مسلمان تعلیماتِ اسلامی کی طرف راغب ہوسکیں؟ اگر مسلمان اس طرف توجہ کر دیں کہ صدرِ اسلام میں کیا عالم تھا؟ آنحضرتؐ، آئمہؑ اور خلفاء کے کیا حالات تھے؟ وہ لوگ کیسی زندگی بسر کرتے تھے؟ انھوں نے کس طرح پیش قدمی کی تھی؟ اور کس طرح اپنے ہمراہ ایک مختصر سی جماعت کو لیکر جس کے پاس اس وقت کے حالات کے مطابق کچھ بھی نہ تھا۔ دو زبردست اور عظیم الشان سلطنتوں کو نیست و نابود کر ڈالا؟

ایران میں ہمیں اس کی مثال نظر آتی ہے بالکل ان ہی مفاہیم کی مثال جو صدرِ اسلام میں موجود تھے۔

ایران کے موجودہ حالات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ایک گروہ نے جس کے بعض افراد کے کندھوں پر یہ جو اِکّا دُکّا رائفلیں آپ دیکھ رہے ہیں یہ انھوں نے اپنے دشمنوں ہی سے چھینی ہیں۔ ان کے پاس نہ بندوق تھی نہ کوئی دوسرا ہتھیار، بلکہ گھر سے باہر نکلتے ہوئے یہ لوگ لکڑی، چاقو، چھری، پتھر یا اینٹ جو کچھ بھی ملتا لیکر میدانِ کارزار میں جا پہنچتے تھے۔

مدِمقابل کے پاس کیا تھا؟ ٹینک، توپ، مشین گن، میزائل، غرض سب کچھ۔ یہ لوگ سرتاپا مسلح تھے۔ جبکہ دوسرے گروہ کے پاس کیا تھا فقط ایک ہی چیز تھی۔ ایمان کی قوّت۔ اور اس گروہ کی پشت پناہی فقط ایک ہی ہستی کر رہی تھی وہ خدائے بزرگ کی ہستی تھی۔ یہ گروہ جس مقصد کے حصول کی خاطر میدانِ عمل میں

نکلا وہ تھا اسلام اور اس کی تعاد سربلندی۔

پورے ایران میں ایک کونے سے دوسرے کونے، ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک مرکز سے دوسرے مرکز تک ہر جگہ بس ایک ہی آواز بلند تھی۔

مرگ بر شاہ — شاہ مردہ باد
ما زندگیش نمی خواہیم — ہم اسے زندہ نہیں دیکھنا چاہتے۔

فقط عام لوگوں پر منحصر نہیں بلکہ پرائمری اسکول کے بچوں سے لیکر سپتالوں میں زیر علاج بوڑھوں تک، نیز سب علماء، اساتذہ، دولت مند، یونیورسٹی اور کالج کے طلباء، ملازم پیشہ، غرض سب کے سب ایک ہی چیز کے حصول کے خواہش مند تھے اور وہ چیز یہ کہ ہم اس سرزمین میں صرف اور صرف سلامی جمہوریہ کا قیام چاہتے ہیں۔ ہم اسلام کے حصول کے مدّعی ہیں۔

یہی فتح کا راز ہے۔ دیکھا جائے تو آج کے دور میں ان لوگوں نے بالکل وہی بات کہی ہے جو صدرِ اسلام کے جنگجو کہا کرتے تھے کہ اگر ہم کو دین کی خاطر مرنا بھی پڑا تو کیا ہوا؟ ہم جنت میں چلے جائیں گے۔ مرتبۂ شہادت کے حصول کو وہ لوگ اپنے لئے بہت بڑی سعادت متصور کرتے تھے۔ یہی بات آج اس دور میں ہماری قوم کے اندر بھی پیدا ہوئی مگر کس کے ہاتھوں؟ ایران کے موجودہ انقلاب کو دیکھتے ہوئے عقل بے ساختہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ کیا یہ ممکن تھا کہ ایک آدمی، ایک انسان یا کچھ افراد مل کر یہ سب کچھ کر گزریں؟ یہ بات ناممکن تھی۔ دیکھا جائے تو یہ سب صرف اور صرف تائیدِ خداوندی کے نتیجے میں ہوا۔

ایران کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ اس مملکت کو جو قوت و طاقت

حاصل تھی اس کی مثال مشرق میں کہیں موجود نہیں تھی۔ اس کی پشت پر ایک ایسی بڑی عالمی طاقت کا ہاتھ تھا جو دنیا کی دیگر تمام بڑی طاقتوں سے بھی بڑی متصور کی جاتی تھی۔ تاہم اس انقلاب کے نتیجے میں ہم کو جن حالات سے دوچار ہونا پڑا۔ ان حالات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ بات ایک مفروضہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی تھی اب یہ کہنے میں مجھے کوئی تامل نہیں ہوتا کہ تمام اسلامی مملکتوں میں سے شاید ہی کوئی ایک آدھ ایسی مملکتِ اسلامی ہو جس نے اس انقلابی تحریک کے دوران ہمارا ساتھ دیا ہو۔ ورنہ سب کے سب شاہ کی حمایت کا دم بھر رہے تھے۔ شاہ اپنی تمام تر کوس و اقتدار کے ساتھ موجود تھا۔ جس کے متعلق ایک عام تاثر یہ تھا کہ اس کی مثال مشرق میں موجود نہیں تھی لیکن حالات رواقعات اور پھر ملتِ ایران کے جوش و ولولہ نے اس تاثر کو غلط ثابت کر دکھایا۔ تمام بڑی اور چھوٹی طاقتیں جن میں یہ بحرینی حضرات بھی شامل ہیں جو اس وقت ہمارے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں یہ بھی یہی کہا کرتے تھے شاہ کے چلے جانے سے شیعت ہی کا خاتمہ ہو جائے گا! یہ بے چارے بھی اب ایمان لائے ہیں۔ جی ہاں! آپ لوگ بھی اس وقت شاہ کے حامی تھے اور خلیج کے بعض علاقے تو ایسے تھے کہ جہاں پر ہمارے بھائیوں کا یہ خیال تھا کہ اگر شاہ کا اقتدار ا اس کی ذات باقی نہ رہی تو پھر گویا دینِ اسلام ہی کا خاتمہ ہو جائے گا شاہ کے باقی رہنے سے گویا شیعت ہی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پوری دنیا میں کسی اسلامی ملک نے؟ انقلاب میں ہمارا کھل کر ساتھ نہیں دیا۔ بلکہ عراق نے مجھے در بدر کیا۔ کویت میرے قیام سے گھبرا گیا، ان سب کی بنیاد اور ان مومن و متدین افراد کی بھی یہی منطق تھی؟ وہ بھی سوچتے تھے کہ گویا اگر شاہ نہ رہا تو کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ چنانچہ جب میں

میں تھا تو اکثر یہ کہا جاتا تھا کہ اگر اس خبیث کو کچھ ہو گیا (یعنی شاہ چلا گیا) تو ایک چور کی جگہ دوسرا چور آجائے گا۔

لیکن اب میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اب ایسا ہی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! اب چور ہمارے پاس نہیں ہے۔ چور کو ہم نے نکال باہر کیا۔

اب ہماری مشکل ہے تو بس یہ کہ ہمارے کسی بھائی کے پاس کم اشیاء ہیں اور کسی کے پاس وافر مقدار میں، کسی کے پاس گھر نہیں ہے۔ دیکھا جائے تو یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔ کیونکہ یہ صورتِ حال آج سے نہیں بلکہ شروع سے دیکھنے میں آرہی ہے۔ البتہ اب اچھی بات یہ ہوئی ہے کہ شیاطین اس ملک سے راہِ فرار اختیار کر چکے ہیں۔ اب اس گمراہ کن پروپیگنڈے کا راز یہ کھلا جو کہا جاتا تھا کہ ہر شخص کے پاس گھر ہے اور ہر شخص اچھی زندگی بسر کر رہا ہے یہ بھی سب کچھ جھوٹ تھا۔ اس لئے میں نے ان لوگوں میں سے کچھ سے کہا کہ کیا ہماری یہ ناداری پہلے ہی سے تھی یا اس کا آغاز اب ہوا ہے؟ آپ انقلاب سے محروم تھے ہم انقلاب لیکر آئے۔ اس سرزمین سے شاہ کا چلا جانا آپ لوگوں کے لئے ناممکن العمل معلوم ہو رہا تھا۔ ہم وہ وقت بھی لے آئے کہ شاہ یہاں سے چلا گیا۔ اگر ہمارا یہ اقدام جرم ہے تو بلاشبہ ہم مجرم کہلائے جانے کے سزاوار ہیں۔ اب یہ کہا جا رہا ہے کہ شاہ کے چلے جانے سے آپ مختلف قسم کی سہولتوں یعنی بجلی، گیس، پختہ سڑکوں اور اسپتالوں سے محروم ہو گئے ہیں لیکن کیا یہ سب کچھ ہماری وجہ سے ہوا ہے؟ کیا ہماری وجہ سے آپ سے بجلی چھین لی گئی؟ کیا آپ کو پختہ سڑکوں سے محروم کرنے والے ہم ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں! بلکہ یہ پریشانیاں تو آج سے پہلے اس زمانے میں بھی ایران میں ہر جگہ موجود تھیں خود تہران جیسے ترقی یافتہ شہر کے بعض علاقے ایسے تھے کہ جہاں نہ بجلی تھی نہ گیس اور نہ پختہ سڑکیں۔

پھر آپ ہم سے کیا کہتے ہیں؟

ہم بذاتِ خود ان پریشانیوں کے درمیان آ گئے اور پھر ان ہی پریشانیوں کے درمیان حکومت کا قیام بھی عمل میں آیا۔ تاہم ان پریشانیوں کو بلاشبہ دور ہونا چاہیئے۔ لیکن اس بات کو بھی فراموش نہ کیجئے کہ ہوا کیا ہے؟ بھلا اس سے بہتر اور مفید بات اور کیا ہو سکتی تھی کہ ایک بند کو توڑ دیا گیا۔ ہماری قوم بغیر امدادِ غیبی کے ہرگز اس رکاوٹ کو راستے سے نہیں ہٹا سکتی تھی۔ آپ کے لئے اس سے زیادہ خوش کن بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اب آپ ایک آزاد فضا میں سانس لے رہے ہیں۔ اب آپ کو باہر نکلنے میں کسی قسم کے خوف یا کسی ہچکچاہٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ کیا آج سے ایک یا دو سال پہلے آپ اس جرأت کا مظاہرہ کر سکتے تھے کہ یہاں آئیں، بیٹھیں اور باہم مل کر گفتگو کریں۔

اب آپ بیرونی افراد بالخصوص پاکستانی بھائی جو بغیر کسی خوف کے آج کل ایرانی بھائیوں کے ساتھ مصروفِ آمد و رفت و گفت و شنید ہیں تو کیا آپ اس زمانے میں بھی اس طرح گھوم سکتے تھے؟ ہرگز نہیں! اگر آپ گھومتے تو آپ کو پکڑ لیا جاتا اور یہاں داخل بھی نہیں ہونے دیا جاتا۔ اب آپ بھی آزاد ہیں اور ہم بھی آزاد ہیں۔ ہماری قوم آزاد ہے۔ آزادی کی یہ نعمت جو آج ہمارے پاس ہے بھلا اس سے بہتر اور اعلیٰ اور کون سی نعمت ہو سکتی ہے؟

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم اب بھی پہلے کی طرح محتاج ہیں۔ تاہم اب ہمیں زیادہ کام کرنا ہوگا تاکہ ہمارا فقر دور ہو سکے۔ ہمیں اب حالات کے تقاضوں کے تحت ہمہ تن مصروفِ عمل ہو جانا چاہیئے تاکہ ہم کسی کے محتاج نہ رہیں۔

گزشتہ حکومت نے ہمیں اکثر و بیشتر زراعت سے روکا۔ نیز اصلاحاتِ آراضی کے نام سے ہمیں نے ہمیں اس بات کی بھی اجازت نہ دی کہ صحیح طور سے زراعت کی جا سکے۔ لیکن اب آپ زراعت کیجئے کیونکہ اب آپ آزاد ہیں۔

ابھی ابھی مجھے مطلع کیا گیا ہے کہ اس سال صرف چھ ماہ کی مدت میں جو غلہ اگایا گیا ہے وہ مقدار میں اتنا ہے کہ اس کی نظیر پچھلے پندرہ برسوں میں نہیں ملتی۔

ہم کیا چاہتے ہیں؟ آپ حضرات کیا چاہتے ہیں؟ یہی نہ کہ حکومت اچھی ہو اور ملک بہتری کی راہ پر گامزن ہو۔ مگر یہ لوگ نہیں چاہتے کہ ایسا ہو۔ لوگوں کو دور پھینک دیا گیا ہے اور یہ سب کچھ اس لئے ہو رہا ہے کہ آپ لوگوں کو غافل کر دیا جائے۔ اصل صورتِ حال سے بے خبر کر دیا جائے۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اس پروپیگنڈے کو سمجھ کر ان لوگوں کو دنداں شکن جواب دیں۔ اور ان سے دریافت کریں کہ آخر تم چاہتے کیا ہو؟ فی الحال تم جو کچھ چاہتے ہو اسی قدر کافی ہے۔ بعد میں اور باتیں بھی بہتر ہو جائیں گی۔ کچھ وقت انتظار تو کرو۔ پہلے مزدوروں کو کارخانوں میں جانے تو دو، انھیں کام کرنے کا موقع تو دو، تم یہ نہیں چاہتے کہ مزدور کارخانوں میں جائیں، جب یہ کارخانوں میں نہیں جائیں گے تو کارخانے کس طرح کام کریں گے؟ جب کارخانے صحیح طور پر اور معمول کے مطابق نہیں چلیں گے تو پھر قوم کی حالت کس طرح بہتر ہوگی؟ کسانوں کو کھیتی باڑی کرنے سے روک رہے ہو، ان لوگوں کو فصل تک کاٹنے نہیں دیتے۔ انھیں محصولات تک جمع نہیں کرنے دیتے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ حکومت صحیح طور پر کام نہ کر سکے تاکہ دوسروں کے داخلے کا امکان پیدا ہو جائے۔

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری مملکت خوشحال ہو تو تمہیں چاہیئے کہ دوسروں

کے داخلے کا امکان پیدا ہو جائے۔

اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمہاری مملکت خوشحال ہو تو تمہیں چاہیئے کہ دوسروں کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنے کے بجائے ان کا راستہ چھوڑ دو، اب وہ وقت کب آئے گا جب مسلمانانِ عالم خوابِ غفلت سے عالمِ بیداری میں آئیں گے دراِنّما المسلمون اخوۃ یعنی تمام مسلمان بھائی ہیں۔ اس قول پر کب عمل کیا جائے گا؟ اب کونسا وقت آئے گا کہ مسلمان بیدار ہوں گے کہ ان زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں، ان پنجروں سے نکل آئیں، ان قیدخانوں کو چھوڑ دیں اور خود اپنے آپ کو منظم کریں۔ مسلمانوں کو حکومتوں کے رحم و کرم پر بیٹھنے کے بجائے خود کام کرنا چاہیئے ہمیں یہ نہیں دیکھنا چاہیئے کہ حکومت کیا کام کرتی ہے؟ بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ ہم کیا کام کرتے ہیں۔ حکومتیں ہمارے لئے کام نہیں کریں گی۔ البتہ اس وقت میں غیر اسلامی حکومتوں کی بات کر رہا ہوں یعنی اپنی اس حکومت کے بجائے دوسری حکومتوں کی جو اس وقت مصروفِ عمل ہیں۔

اب ہماری یہ حکومت اسلامی جمہوریہ ہے۔ میں تو ان حکومتوں کے بارے میں بات کر رہا ہوں جو لفظاً تو اسلامی ہیں مگر حقیقتاً نہیں۔ یعنی وہ حکومتیں جو صرف لفظی طور سے مسلمان ہیں حقیقت میں نہیں ہیں۔ جہاں صرف اسلام کا پروپیگنڈہ ہے عمل نہیں ہے۔ انھیں چاہیئے کہ نام نہاد اسلامی حکومتوں کی جگہ حقیقی اور واقعی اسلامی حکومتیں قائم کریں اور اگر کہیں کوئی طبقہ اپنے جائز حق سے محروم ہے تو اُسے اپنے حق کی بھیک نہیں مانگنا چاہیئے۔ حق عوام کی متحدہ طاقت اور ایمان کی ناقابلِ تسخیر قوت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ اس لئے مومن بننے کی ضرورت ہے

ایمان کو بروئے کار لانے کی ضرورت ہے۔

معلوم نہیں کہ اب وہ وقت کب آئے گا کہ ملتِ اسلام جو تمام وسائل سے مالا مال ہے متحد ہو کر ان نعمتوں سے مستفید ہوگی اختلاف کو بالائے طاق رکھ کر اتحاد کو اپنا شعار قرار دے گی مجھے بڑا افسوس ہے کہ مسلمان خدا کی عطا کردہ نعمتوں سے استفادہ نہیں کر رہے ہیں۔

نہ معلوم وہ وقت کب آئے گا کہ یہ آیۂ شریفہ اپنے پورے معنی کے ساتھ واضح ہوگی اور دنیا اس آیت کی مصداق بن جائے گی کہ

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ
أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ○ (قصص ۵)

ہم یہ طے کر چکے ہیں کہ جن کو زمین پر کمزور و بے بس کر دیا گیا ہے انھیں ہم امام بنائیں اور انھیں کو وارث بنائیں۔

ہم سے جو ہو سکتا تھا وہ کیا ہمارا اسلامی انقلاب دنیا کے ستم رسیدہ انسانوں کے لئے نمونے کا انقلاب ہے۔ آپ اس انقلاب کو کامیاب بنائیں ہمارا ساتھ دیں انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں کہ مسلمانوں کے اتحاد سے دنیا میں عظیم انقلاب جلد آئے اور یہ دنیا امن و سکون کا گہوارہ اور نور کا منارہ بن جائے۔ کاش ہم اپنے ممالک کو جلد اجنبیوں اور غیروں کے چنگل سے آزاد کرالیں الٰہی آمین۔

انشاء اللہ خدا تم سب کی حفاظت فرمائے۔

آمین۔

مختصر تعارف

حضرتِ آیۃ اللہ منتظری دام ظلہ العالی

مجاہدِ اکبر حضرت آیۃ اللہ شیخ حسین علی منتظری سال شمسی ۱۳۰۱ش میں نجف آباد ران میں ایک زمیندار خاندان میں پیدا ہوئے اور ابتدائی تعلیم سے فراغت پا کر دس سال کی عمر میں حوزۂ علمیہ اصفہان میں تحصیلِ علوم دینی میں مشغول ہوئے اور تیس سال کی عمر میں فقہ و اصول و فلسفہ کے محققین میں شمار کئے جانے لگے۔ موصوف حضرت آیۃ اللہ بروجردی اعلی اللہ مقامہ و حضرت آیۃ اللہ خمینی کے برجستہ و قابلِ ناز شاگردوں میں سے ہیں۔

آپ پہلے بزرگ عالم ہیں جنہوں نے آیۃ اللہ خمینی و آیۃ اللہ بروجردی کے دروس فقہ و اصول کو عرق ریزی سے تدوین فرمایا۔

حوزۂ علمیہ قم میں حضرت آیۃ اللہ علامہ طباطبائی اعلی اللہ مقامہ، فلسفی دداں کے بعد آپ کا شمار وقت کے اہم ترین فلسفیوں میں کیا جاتا ہے۔

تحریک انقلاب اسلامی ایران میں آپ روز اول سے آیۃ اللہ خمینی کے دست ست و شریک کار رہے۔ اور ہر طرح کی زحمتیں آپ نے برداشت کیں۔ جلاوطنی در قید و بند کی ناقابل برداشت صعوبتیں اٹھائیں۔ ساواک کے ملازموں نے پ کو بڑی تکلیفیں دیں۔

آپ ان عظیم مجاہدوں میں سے ہیں جنہوں نے کسی وقت بھی ظلم سے گھبرا کر راہِ انقلاب سے قدم پیچھے ہٹانے کی کوشش نہیں کی بلکہ ہر حال میں اپنے مشن کو جاری رکھا۔ قید خانوں میں "تلاطم برپا کر دیا اور شہروں کو آپ کے کردار نے منقلب کر دیا۔ آپ کے جبر نے بادشاہ کے دانت کھٹے کر دیئے۔ نوجوانوں میں نئی روح پھونک دی۔ بڑے بڑے سیاست داں آپ کی ذہانت و منصوبہ بندی کے قائل ہو گئے۔

حضرت آیۃ اللہ خمینی کے انتہائی معتمد ہونے کی بنا پر اہم فرائض آپ ہی کو تفویض کئے جاتے تھے۔ موجودہ انتخاب میں آپ قم سے منتخب ہوئے ہو اور اسپیکر کے فرائض آپ کو سپرد کر دیئے گئے۔ لیکن حضرت آیۃ اللہ طالقانی اعلی اللہ مقامہٗ کی جگہ اب آپ کو رہبرِ انقلاب امام خمینی نے انقلابی کونسل کا چیرمین بنا دیا ہے۔ خداوند عالم آپ کے وجود کو تا دیر باقی رکھے۔ اور آپ کی ذات سے مسلمانوں کو فیوض و برکات حاصل کرنے کا موقع عنایت فرمائے۔ آمین۔

(نوٹ:۔ آپ کی سوانح۔ انٹرویو اور دیگر خدمات پر مبنی انشاء اللہ بہت جلد دوسری کتاب پیش کی جائے گی۔)

احقر
قمر زیدی

تمت بالخیر

ٹیلی گرام

مجاہد کبیر آیۃ اللہ العظمیٰ ابوذر وقت حضرت آیۃ اللہ طالقانی اعلی اللہ مقامہٗ کے انتقال پُرملال کے موقع پر سکریٹری جنرل موتمر علمائے امامیہ پاکستان مولانا محمد عباس قمر زیدی نے حضرت مجاہد اعظم آیۃ اللہ العظمیٰ امام خمینی کی خدمت میں یہ تعزیتی تار ارسال کیا۔

حضرت امام خمینی ۔ قم ۔ ایران

حضرت آیۃ اللہ طالقانی کے انتقال پر ملال کی خبر دردانگیز سے شیعان پاکستان کو شدید صدمہ پہنچا ۔ خدائے بزرگ و برتر اہل ایران کو اس صدمۂ عظیم کے برداشت کرنے کی قوت عطا فرمائے ۔ اور مرحوم کے پسماندگان و جناب والا کو صبر جمیل کی توفیق کرامت فرمائے ۔

قمر زیدی

سکریٹری جنرل موتمر علمائے امامیہ
پاکستان ۔ کراچی
۱۲ ۔ ۹ ۔ ۷۹

تصانیف

الحاج مولانا سید محمد عباس قمر زیدی

زید شہید: حضرت زید ابن علی ابن الحسین کی عظیم شخصیت کا مکمل تعارف۔ تاریخی اسناد سے مدلل جواب اس موضوع پر اردو زبان میں پہلی جامع کتاب — قیمت پانچ روپیہ

قیامت صغریٰ: (جو خطابت [illegible]) ظہور امام، مشرق وسطیٰ میں اسرائیلی جنگ، آسمانی چیخ، ایران میں [illegible] کا خاتمہ [illegible] انجام، خروج دجال، نزول عیسیٰ و ظہور امام جیسے مضامین پر مشتمل مقبول ترین کتاب — قیمت آٹھ روپیہ

مفتاح الحاجات: آئمہ علیہم السلام سے منقول مستند و مجرب عملیات، تعویذات، نقوش، خواص، سورت، خواص [illegible] مع [illegible] عجائبات اعداد وغیرہ — قیمت پانچ روپیہ

حج و زیارات: [illegible] حضرت آیت اللہ [illegible] اعلیٰ اللہ مقامہ [illegible] مع [illegible] حضرت [illegible] اعمال و [illegible] طریقہ عمرہ ضروری مسائل

تذکرہ مکہ معظمہ و مدینہ منورہ: [illegible] ضروری معلومات [illegible] حاجیوں کا بہترین رہبر — قیمت پانچ روپیہ

شہید ثالث: جناب قاضی نور اللہ شوستری اعلیٰ اللہ مقامہ شہید ثالث (آگرہ) کی مکمل سوانح حیات، مقابلہ و شہادت۔ — قیمت پانچ روپیہ

کشف مغموم: کتاب حقیقت عقد حضرت ام کلثوم بنت حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام [illegible] مدلل جواب [illegible] سید حسین صاحب [illegible] کا بہترین مقالہ — قیمت تین روپیہ

گلزار خطابت حصہ اول: علامہ رشید ترابی صاحب مرحوم و علامہ حافظ کفایت حسین صاحب مرحوم و خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب دہلوی مرحوم کی مختصر سوانح اور چیدہ چیدہ تقاریر کا مجموعہ — قیمت آٹھ روپیہ

گلزار خطابت حصہ دوم: علامہ رشید ترابی مرحوم خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب دہلوی مرحوم و استاذ العلماء مولانا سید [illegible] حسین صاحب قبلہ کی چیدہ چیدہ تقاریر کا مجموعہ ذاکرین کے لیے بہترین تحفہ وغیرہ — قیمت چھ روپیہ

سیرت خمینی: حضرت آیت اللہ خمینی کی مختصر سوانح، مکمل تحریک انقلاب، معزول شاہ کی [illegible] روانگی، آیت اللہ کی واپسی، اہم انٹرویو، ضروری سوالات کے جوابات — قیمت پانچ روپیہ

جہاد اکبر: حضرت آیت اللہ خمینی کی دوران قیام نجف اشرف اہم تقاریر، مبارزہ با نفس کا اردو ترجمہ — قیمت پانچ روپیہ

احترام منبر: وقت کی اہم ضرورت، ذاکرین کی ذمہ داریاں اور فرائض، موجودہ دور میں منبر کا استعمال، مع ضروری مقدمہ — قیمت پانچ روپیہ

ناشر: مکتبہ معراج ادب 9/19 فیڈرل بی ایریا۔ کراچی نمبر ۳۸